بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

سفرِ حج قطب الارشاد سید ابوالکمال برقؔ قادری نوشاہی قدس سرہ العزیز

برقؔ نوشاہی ز عشقِ حق شد حاجیِ کویِ وصال
سفرش حج دل است و دیدنِ وجہِ جمال

سفرِ حج وفیضان عشق

منظوم خطوط نوشاہیہ میں معرفت اور ولایت

از

سیّد محمد محرم شاہ مظفرؔ نوشاہی

مرکزی بزمِ نوشاہیہ برقیہ

ڈوگہ شریف گجرات

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب: سفرِ حج و فیضان عشق

موضوع: سفرِ حج مبارک حضرت پیر سید ابوالکمال برقؔ نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ
وشرحِ سلام عقیدت

مقام اشاعت: مدینۃ البرق نوشاہیہ القادریہ، ڈوگہ شریف گجرات پاکستان

تاریخ اشاعت: اپریل 2026ء

مصنف: پیر سید محمد محرم شاہ مظفرؔ نوشاہی

معاونت: پیر سید معظم حسین شاہ نوشاہی بحرالعلومی

ناشران: صاحبزادہ سید محمد ابراہیم شاہ یوسفؔ نوشاہی
صاحبزادہ سید محمد اسماعیل ولی نوشاہی

پروف ریڈنگ: محمد فیاض عالیجاہ نوشاہی برقی ایلزبری

ملنے کے پتے:

مدینۃ البرق نوشاہیہ القادریہ
آستانہ عالیہ نوشاہیہ برقیہ ڈوگہ شریف گجرات پاکستان
phone.03023128000/03465472444
Email. smmshah2002@yahoo.co.uk
syedmehrambarqi@gmail.com

آستانہ عالیہ نوشاہیہ برقیہ، بریڈفورڈ برطانیہ
77CHELLOW GRANGE ROAD
BRADFORD BD9 6NN ENGLAND
PHONE.00447817223442/07878653714

فہرست

☆	مقدمہ	
	حصہ اول سفرِ حج	
	ظاہری منازل و روحانی مشاہدات	
	سفرِ حج کی روانگی برطانیہ سے عربِ مقدس تک	
	جدہ سے مکہ مکرمہ سفرِ عشق و حضوری	
	عمرہ شریف طوافِ عشق و بندگی	
	مولدُ النبی ﷺ اور جنتُ المعلیٰ کی زیارت	
	زیارتِ غارِ ثور اور مکہ مکرمہ میں قیام	
	کلام و تاریخ تحریر	
	روحانی مفہوم	
	تصوف کی زبان میں مطلب	
	روحانی بیداری اور وارداتِ قرب کا بیان	
	ندائے لبیک بندگی، مغفرت اور مشاہدہ تجلی	
	"لبیک لبیک پکار رہیا مولا" ایک عاشق الٰہی کا سفرِ حرم میں مکالمہ	
	"درگاہِ ختم الرسل ﷺ میں عجز و ندامت کی حاضری"	
	سفرِ توبہ و اُمید از کلامِ برق نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ	
	حج کا احرام اور منیٰ کی روانگی	

	8 ذی الحج تیاریِ حج اور احرام باندھنا	
	نیتِ حج اور طوافِ کعبہ	
	منیٰ کی طرف روانگی اور قیام	
	روحانی تاثر	
	حج کا رکن اعظم وقوفِ عرفات	
	مقامِ عرفات میں قیام	
	مزدلفہ کی رات تسلیم و رضا کی ساعتیں	
	مزدلفہ میں قیام اور عبادات	
	رفقائے سفر کی خدمات	
	منیٰ میں قیام اور رمیِ جمار تسلیم و اطاعت کا مظہر	
	منیٰ کی طرف واپسی	
	جمرہ عقبہ کی رمی نفس پر غلبے کا اعلان	
	قربانی اور احرام کی تکمیل	
	دوسرے دن کی رمیِ جمار ثبات و استقامت	
	طوافِ زیارت روحانی قربت کا لمحہ	
	رفقائے طواف	
	رمیِ جمار سے طوافِ دل تک	
	کعبہ کی نگاہ اور تجلیِ مغفرت	
	اسمائے حسنیٰ و وسعتِ رحمت باری	
	منیٰ میں قیام، رمیِ جمرات اور ایامِ تشریق	
	ملاقاتِ اہلِ محبت و مریدانِ صادق	

	روحانی وعلمی ذوق خریدِ فتاویٰ ہندیہ	
	اختتامِ قیامِ مکہ 6 اکتوبر 1982	
	طوافِ وداع فراقِ کعبہ کی ساعتِ دعا	
	مدینہ پاک کی جانب روانگی کارِعشق و ارادت	
	مستورہ میں نمازِ عصر وقوف وحضور کا لمحہ	
	مسجد خیف میں نمازِ مغرب فیضانِ انبیا کا مقام	
	منزلِ عشق قریب مدینہ منورہ کا فاصلہ	
	روحانی معنی سفر مکہ سے مدینہ تک	
	زیارتِ روضہ اقدس ﷺ سائے میں نظم	
	مسجدِ نبوی شریف میں نمازِ عشاء کی سعادت	
	راستے کا روحانی منظر سفرِ عشق کی منازل	
	رابغ میں قیام	
	مدینہ کی فضا وصالِ عشق کا لمحہ	
	روحانی ہم سفر	
	سفرِ مدینہ کا باطنی مفہوم	
	زیارتِ جنتُ البقیع وشہدائے اُحد	
	زیاراتِ مدینہ منورہ مساجد ومقاماتِ متبرکہ	
	قیامِ مدینہ منورہ وزیاراتِ مبارکہ	
	مسجدِ قبا و مسجدِ جمعہ کی زیارت	
	بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضری	
	مدینہ منورہ سے روانگی و بابِ جبریل کی زیارت	

	جدہ ایئر پورٹ پر تحریر کردہ عارفانہ کلام	
	فنا فی اللہ	
	عشقِ حقیقی	
	بارگاہِ محبوبِ حقیقی ﷺ	
	شرکِ خفی	
	لا موجود الا اللہ	
	محبوبِ ازلی ﷺ	
	وصالِ جمالِ حق	
	رخصتِ مدینہ منورہ اور روانگی برائے روم	
	رفقاء وعقیدت مندوں کی موجودگی	
	مدینہ منورہ سے پرواز	
	روحانی تاثر وکیفیتِ رخصت	
	انگلینڈ واپسی اختتامِ سفرِ حج روحانی	
	برطانیہ میں بابرکت آمد	
	سفرِ زمینی واپسی لندن سے بریڈفورڈ	
	بریڈفورڈ میں نورانی قیام	
	فیضانِ عشق دا جمال	
	حصہ دوم	
	مکتوبِ فیضانِ عشق	
	حمدِ باری تعالیٰ جل شانہ	
	عقیدہ ختمِ نبوت، مقامِ محمود اور شفاعت	

	شفاعت کا قرآنی تصور	
	روحانی اتصال	
	عظمت صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین	
	کلام کا جامع نچوڑ	
	عقیدہ ولایت و فیضانِ غوث الاعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ	
1	قرآنِ مجید کی روشنی میں	
2	حدیثِ نبوی ﷺ کی روشنی میں	
3	تصوف وعرفان کے تناظر میں	
4	احادیث سے عملی مثالیں	
5	خلاصہ معرفت و ایمان	
	مجدد اعظم سید نوشہ گنج بخش قادری قدس سرہ العزیز	
	سراپا عشقِ مرشد اور فیضانِ نوشاہیت	
	راہِ خیر و ہدایت کے رہبر و رہنما	
	راہِ خیر کے چراغ	
	محبت و فیضان کی عالمی وسعت	
	عشقِ الٰہی اور اس کا فیضِ عام	
	اولیاء اللہ کا ذکر زمین و آسمان میں مشہور ہونا	
	فیضانِ فقر و عشق کی روشنی	
	عشق روحِ کائنات	
	اولیاء کے مراتب قطب و ابدال	
	مقامِ سیدنا بلال حبشی رضی اللہ تعالٰی عنہ	

	عشق کے ذریعہ روحانی بلندی	
	کنزِ مخفی اور پردے الٰہی	
	جنت میں مقام و قدمی آواز	
	عشق اور ولایت کی عظمت	
	عشقِ رسول ﷺ کی تجلیات اور عشقِ اولیاء کا نور	
	عشقِ مصطفی ﷺ کا مقام	
	عشق کی روشنی سے دلوں کا اجالا	
	عشق کی منزل قرب و وصال	
	عشقِ رسول ﷺ کی تاثیر دل کی روشنی	
	سفرِ عشق و حج منازلِ قربِ الٰہی	
	ادبِ قلم اور ادبِ اظہارِ عشق	
	ہجر و وصال کے جذبات اور روحانی شوقِ وصال	
	سلام و دعا قرآنی و نبوی طریقہ	
	دنیا و آخرت کی بھلائی	
	سفرِ حج و فیضان نوشاہیہ	
	فیضانِ بحرالعلوم قربِ اولیاء کا ذریعہ	
	اولیاء کی نظرِ کرم	
	اولیاء کے فیض سے امن و عافیت	
	ہجر و وصال، تپشِ عشقِ الٰہی اور روحانی قرب کی پکار	
	عشق و قربِ الٰہی کی تڑپ	
	ذکر و شوقِ دیدار کا سکون	

	فراقِ محبوب میں تڑپ ایمان کی علامت	
	اہلِ محبت کی قربت	
	"حالِ دل" کا اظہار مقامِ حال	
	فراق و وصال کی آگ سلوک کا امتحان	
	فراق کی آگ اور قرب کی نعمت	
	"صبر و رضا کا مقام دکھی دلوں کی زبان"	
	اہلِ صبر کی بلندی	
	صبرِ ایوب علیہ السلام اور تذلیل دنیا	
	مصیبت پر صبر کی فضیلت	
	رضا بالقضا ایمان کی علامت	
	اہلِ درد، اہلِ حال" کی پہچان	
	راہِ عشق کی سختیاں	
	تسلیم و رضا مقامِ اولیاء	
	"سون سکیسر ریاضت گاہ تزکیہ نفس اور عشقِ حقیقی کا سفر"	
	مفہوم و پس منظر	
	تزکیہ نفس کا قرآنی حکم	
	اللہ کے قرب کا راز	
	مجاہدہ فی سبیل اللہ کی فضیلت	
	خلوت و عزلت کی سنت	
	سون سکیسر ریاضت گاہِ روحانیت	
	مصیبت کا بوجھ روحانی تربیت	

	سخی شاہ معروف قادری خوشابی رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ	
	"سون سکیسر دی خلوت فقر و عرفان دا آغاز"	
	راہِ عشق تا فقرِ نوشاہی	
	عشقِ حقیقی کی سخت راہ	
	ازلی فیض و عطائے کرم	
	فقرِ نوشاہی اور فیضانِ خوشابی	
	مجاہدہ و ریاضت سون سکیسر	
	غلبہ عشقِ الٰہی	
	عشقِ مجازی کے آئینے میں عشقِ حقیقی	
	عشق کا انعام فقر کی بادشاہی	
	فقرِ نوشاہی اور عشقِ الٰہی کا جمال	
	جامِ عشق و معرفت	
	فقرِ نوشاہی کا پرچم	
	نورِ ولایت	
	آغازِ سفرِ حج بیت اللہ	
	سفرِ حج براستہ روم	
	مدینہ طیبہ منزلِ عشق	
	وجدانی کیفیت	
	اجتماعِ اُمت	
	ندائے لبیک	
	تسبیح و تحلیل	

	کلامِ حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ	
	ایمیگریشن جدہ ائیر پورٹ	
	باب العمرہ سے داخلہ	
	کعبہ مشرفہ کی قدیم بنیاد اور مقامِ ابراہیم علیہ السلام	
	طوافِ بیت اللہ	
	طواف کی مشقت عشقِ الٰہی کی علامت	
	مساوات و وحدتِ اُمّت "کالے حبشی بندیاں تائیں"	
	طواف میں باہمی مدد "گردے پاکے گھیرا"	
	جسمانی کمزوری اور روحانی فنا "سچے پیر نہ ہلن ہووے"	
	سعی صفا مروہ	
	حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی سنت عشق و یقین کی علامت	
	جسمانی کمزوری روحانی فنا کی علامت	
	شریعت میں سہولت کا اصول	
	رات بھر عبادت "ساری رات حرم وچہ گزری"	
	احرام کھولنا قبولیت و تکمیل عمرہ	
	صفا کی روشنی مروہ کی سختی	
	سفرِ عشق و عبادت	
	"ہک پل کرے آرام نہ کیتا"	
	"نہیں سی وچہ براتاں"	
	"ائرکنڈیشن پاروں گزریا وقت چنگیرا"	
	قاضی عبدالرحمٰن نوشاہی برقی کی خدمات	

	سفرِ حج کے قیام کے لمحات اور صوفیانہ قناعت	
	قناعت و سادگی صوفی کی شان	
	دوستی و اخوت فی سبیل اللہ	
	حرارتِ مکہ اور سوزِ عشق	
	حدیثِ نبوی ﷺ کی روشنی میں	
	صوفیانہ رمز مکان کی تنگی، دل کی وسعت	
	"سفرِ حج میں تنہائی، مراقبہ اور خوف ایک صوفی کا حال"	
	فجر کے وقت کا ذکر عبادت و نورِ الٰہی کا وقت	
	فنا فی العمل	
	صبر و تسلیم	
	خوفِ ضلالت و حفظِ ہدایت	
	"خدمتِ شیخ و والد تصوف کی بنیاد"	
	ادب و خدمتِ اولیاء	
	اخلاص فی العمل	
	سخاوت و ایثار	
	تواضع و خلوص	
	خدمتِ مدینہ و مقامِ حبِّ رسول ﷺ	
	"خدمتِ اولیاء ایک روحانی درجہ"	
	"ظاہر شاہ کی وفاداری اور حفاظت"	
	"نورِ چشم ابدال لختِ جگر کی خدمت"	
	"طائف مقامِ رحمت و محبت"	

	"خدمتِ طعام سنتِ انبیاء و اولیاء"	
	"روحانی خانوادے کا باہمی پیار"	
	"مہمان نوازی اور خدمت، سنتِ انبیاء علیہم السلام"	
	"قاضی عبد الرحمٰن نوشاہی اخلاص و عمل کا پیکر"	
	"طعام کی خوشبو ایثار و سخاوت کی علامت"	
	"قاضی محمد کاظم نوشاہی برقی سخاوت و کرم کا پیکر"	
	"برکتِ صحبت راحت و اطمینان"	
	"جو مانگا، عطا ہوا ولایت کا فیض"	
	"تصوف میں خدمتِ شیخ کی روحانی برکات"	
	"احرام حج کا پہلا روحانی لباس"	
	"رفقاء کا ذکر محبت و جماعت کا فیض"	
	"منیٰ قربانی، اطاعت اور تسلیم کا مقام"	
	"احرام کی حقیقت فنا فی اللہ کی علامت"	
	"صاحبزادہ قطب شاہ ابدالؒ وارثِ روحانی فیض"	
	"فضل ربانی حج کی قبولیت کی بشارت"	
	"عرفانی مفہوم منیٰ کا خیمہ، فنا و بقا کا استعارہ"	
	منیٰ کی فضیلت	
	قربانی ابراہیمی کی یاد	
	عرفات کی روانگی	
	صبر و شکر کی منزل	
	عرفات کی روانگی کی روحانی علامت	

	عرفات کی روانگی حج کا اجتماعِ اکبر	
	"لبیک اللھم لبیک" بندگی کی صدا	
	امتِ مسلمہ کا اتحاد و مساوات	
	زبانوں کا اختلاف مگر دلوں کا اتحاد	
	ازدحام و مشقت کی آزمائش	
	عرفات حج کا رکن اعظم	
	عرفات روزِ حشر کا منظر	
	عرفات میں وقوف مغفرت کا مقام	
	جبل رحمت نبی اکرم ﷺ کا مقامِ وقوف	
	تاریخی و روحانی پس منظر:	
	عرفات کی شام وقوف سے مغرب تک	
	مرحلہ مزدلفہ صبر، رضا اور تسلیم کا جلوہ	
	مزدلفہ کی روانگی حج کا روحانی مرحلہ	
	قافلے سے بچھڑ جانا مقام صبر و رضا	
	فرزندِ رشید ظاہر شاہ نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ کی معیت	
	ریت پر رات گزارنا زہد و فقر کی عملی تفسیر	
	وضو کے لیے پانی خریدنا عبادت کی پاکیزگی	
	مزدلفہ میں رات کا قیام عبادت کی لذت	
	منی، رمی جمار، قربانی اور عبرتِ کردار	
	منی میں واپسی حج کا تکمیلی مرحلہ	
	رمی جمار باطن کے شیطانوں پر وار	

	قربانی اخلاص و اطاعت کا مظہر	
	حلق انکسار و فنا کی علامت	
	حاجی طالب کی مشین امانت و اخلاق کا امتحان	
	ظاہر شاہ نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر	
	بزرگ و بڑھیا کا رونا عبرت و نصیحت کا منظر	
	ناتوان حاجی اور حج زندگی کا سبق"	
	جوانی کی عبادت کی فضیلت	
	حج میں سہولت کی تعلیم	
	حج میں تاخیر کی ممانعت	
	زندگی کا حج دراصل بندگی ہے	
	اخلاقی پیغام وقت کی قدر	
	حج کی حقیقت اور نیت کی آزمائش	
	تشریح نیتِ حج اصل روحِ عبادت	
	زندگی و موت کا سفرِ حج میں امتحان	
	ظاہری واپسی پر خوشی باطنی غفلت	
	خاندانی رشتوں میں حسد و بغض	
	موت کا استعارہ "مٹھائی"	
	طواف کی حقیقت اور دنیاداری کا غلبہ	
	ظاہری طواف، باطنی غفلت حج کی روح کا زوال	
	ازدحام اور انسانی بے حسی	
	بازاروں کی رونق دنیا کا غلبہ	

	عورتوں کی غفلت ظاہری زیب و زینت میں مشغولی	
	باطنی سبق حج ظاہر سے حج باطن کی طرف	
	جھوٹی پیری اور ریاکاری کا فتنہ	
	سادہ دلوں کو جال میں پھسانا شدید گناہ	
	نفس و حرص کے غلام	
	مکہ کی حرمت میں بھی دل نہ بدلا	
	دھوکہ بازوں کی شکل میں شیطانی لشکر	
	دین کے نام پر کاروبار	
	دعا	
	ادبِ بیان خاموشی بھی عبادت	
	مکہ معظمہ بستیوں میں لاثانی	
	حرمت و تقدیس مکہ	
	نور و نور تمامی تجلیاتِ ربانی	
	خدا کی اپنی تعریفِ مکہ	
	مکہ مرکزِ رحمت و پنا	
	تمام بستیوں سے افضل	
	مکہ پر "خاص حضوری پنجہ" ربانی قرب	
	سرورِ کائنات ﷺ کا قیام مکہ میں	
	نورِ ربانی کا ظہور	
	قرآن میں مکہ کی تعریف	
	ذرے ذرے میں ذکرِ خدا	

	دل کے پردے کھلنا روحانی تجلی	
	پاکیزہ مقامات تاریخی وضاحت	
	خانہ کعبہ مرکزِ توحید	
	اذانِ حق اور وحیِ الٰہی	
	قبلہ رو امت اتحادِ امت کا مرکز	
	مکہ مکرمہ مرکزِ نور و وحی	
	نزولِ وحی اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کی آمد	
	معجزہ شق القمر نبوت کی نشانی	
	اعلانِ توحید اور نعرہ رسالت	
	زمین مکہ کی روحانی گواہی	
	خدمتِ دین سید صفدر حسین شاہ اطہر نوشاہی	
	غمِ فراق وضبطِ عشق	
	دردِ دل کی زبان	
	فراقِ صفدر رحمۃ اللہ علیہ جدائی کا روحانی منظر	
	تلاشِ محبت و خدمت کا سفر	
	تبلیغی خدمات اور روحانی میراث	
	فراق سے فنا تک فنا سے بقا تک	
	.تاریخی و روحانی اختتام	
	سفرِ عشق و ایمان مکہ سے مدینہ تک (تشریحاتِ برق رحمۃ اللہ علیہ)	
	وحی اوّل کا نزول	
	آزمائش وصبر	

	پیغامِ محبت و دعا	
	مدینہ منورہ کی حاضری	
	اختتامی تاثر	
	نورِ عشق وفیضِ حق	
	سفرِ حج اور فیضانِ عشق	
	فیضانِ عشق	
	فیضِ برقی ونوشاہی	
	سفرِ حج	
	فیضانِ عشق	
	فیضانِ عشق و اتمامِ کتاب	
	حصہ سوم	
	نغمہ مدینہ	
	سلامِ عقیدت وعشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	
	سلامِ مدینہ نعت وشرحِ عقیدت	
	بہاروں پر سلام معنوی تفسیر	
	پہاڑ، میدان، ریگزار تجلیاتِ صفات	
	مدینہ کی فضیلت	
	سلام کہنا سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے	
	حرمِ مکہ کی متبرک فضائیں مقامِ محبت و تجلی	
	مسجدِ تنعیم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نسبتِ خاص	
	بیتُ الحرام مرکزِ توحید و تجلی	

	جبلِ ابوقبیس کوہِ تجلّی و امانت	
	وادیِ بطحا زمین محبت وقرب	
	دارُ الارقم پہلا مدرسہ ایمان	
	مسجدِ خالد اجتماعِ ایمان وعمل	
	غارِ مرسلات مقامِ وحی و مراقبہ	
	مسجدِ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفا وقربت کی علامت	
	مسجدِ فاطمہ رضی اللہ عنہا طہارت ومحبت کا مرکز	
	مسجدِ ذُباب جہادِ حق کا نشان	
	جبلِ احد	
	چار منازل سالک	
	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ صدق وقربت کی علامت	
	حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ عدل و جلالِ ایمان	
	حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سخاوت وحیاء کا پیکر	
	حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم و ولایت کا سرچشمہ	
	اہلِ بیتِ اطہار علیہم السلام پر سلام	
	ازواجِ مطہرات پر سلام	
	یارانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جاں نثارانِ خیرُ الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	
	صوفیانہ نکتہ:	
	جنت البقیع مدینہ کا جنتی باغ	
	اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایمان و وفا کے مینار	
	تصوف کی روشنی میں بقیع، مرکزِ فیضانِ عشق	

	عرفانی معنی سلام فنا و بقا	
	سرِ ادب: بندگی وعشق کا سنگم	
	مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمین کا مرکزِ نور	
	دل کے منارے روشن	
	سبز گنبد مرکزِ عشق و تجلّی	
	پرندوں کی تسبیح	
	حدیث و روایت کا اشارہ	
	"نوری پنچھی" کا عرفانی مفہوم	
	ادبی و روحانی لطافت	
	مکہ و مدینہ مرکزِ ہدایت و برکت	
	روایات اور تقدس	
	"سلام بر ہر گوشہ"	
	مدینہ کی سڑکوں اور دھویں وغبار پر سلام	
	ہر ذرّہ بھی مقدس ہے:	
	حدیث کی روشنی میں احترام	
	ہر چیز میں حضور کی یاد	
	ادب ومحبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام	
	ہر قدم کی تقدیس	
	"سفرِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تجلّی"	
	ادب ومحبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام	
	عرفانی پیغام۔ یہ بند ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ	

	تشریح و روحانی مفہوم:	
	ہر نور کی تقدیس	
	تصوف کے نقطہ نظر سے: "نور اور عشقِ نبوی"	
	ادب و محبت رسول ﷺ کا پیغام	
	قدرتی نعمتوں کی تقدیس	
	شکر و تقدیس	
	ادب و محبت رسول ﷺ کا پیغام	
	صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عظمت اور مقام	
	ہر صحابی کا روحانی مفہوم	
	تصوف کے نقطہ نظر سے	
	ادب و محبت رسول ﷺ کا درس	
	صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عظمت اور مقام	
	روحانی مفہوم اور عشقِ رسول ﷺ	
	شان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین	
	تصوف کے نقطہ نظر سے	
	تصوف میں مزارات کی زیارت:	
	پیغام	
	تکمیل کتاب پر کلام	
	سلامِ عقیدت	
	تصانیف نوشاہیہ	
	سیرتِ سید ابوالکمال برق رحمۃ اللہ علیہ	

	سوانح نسبت و فکر	
	علم و تربیت	
	تدریس و خطابت	
	ہجرت و تبلیغ	
	تصانیف و فکر	
	عقیدہ و توحید	
	حج و ولایت	
	دعا	

انتساب

باسمہٖ تعالیٰ الکریم، و بالصلاۃ والسلام علی سیدنا محمد و آلہ الطاہرین

یہ کتاب "**سفرِ حج و فیضانِ عشق**"

اس تاجدارِ اخلاص و مجاہدِ سبیل اللہ کے نام،

جنہوں نے عشقِ الٰہی میں قدم قدم پر

اپنی جان، وقت، جذبہ اور زندگی لٹا دی

والد ماجد حضرت نوشہ گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

حضرت **سید علاؤالدین حسین غازی** قادری قدس سرہ العزیز

جنہوں نے سات حج پا پیادہ ادا کر کے سفرِ حرم کو عبادتِ مسلسل اور

نفس کے تزکیے کا دائمی مدرسہ بنا دیا۔

جن کی دعاؤں، برکتوں اور روحانی نسبت نے

اس کتاب کے ہر ورق کو نورِ محبت سے روشن کیا۔

منجانب

فقیر نوشاہیہ

سید محمد محرم شاہ مظفر نوشاہی برقی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ نوشاہیہ برقیہ ڈوگہ شریف، ضلع گجرات، پاکستان

مقدمہ

حمد و ثنا اُس ربِ کریم کے لائق و سزاوار ہے، جس نے اپنے محبوبِ برحق ﷺ کے صدقے انسانیت کو نورِ ہدایت عطا فرمایا اور دلوں کو عشق و عرفان کے جام سے سیراب کیا۔

درود و سلام ہو اُس نبی مکرم ﷺ پر، جن کی نگاہِ کرم سے کعبہ و مدینہ کے ذرّے تک متبرک ہو گئے اور جن کی امت میں ایسے اولیاء و صلحاء پیدا ہوئے جنہوں نے ہر زمانے میں دینِ حق کی روشنی کو زندہ رکھا۔

روحانی پس منظر

یہ کتاب، حضرتِ قطبُ الارشاد پیر سید ابوالکمال برقؔ قادری نوشاہی قدس سرہ العزیز کے اُس نورانی سفر کی روداد ہے جو سنہ 1982 عیسوی (1402 ہجری) میں حج بیت اللہ اور زیارتِ مدینہ منورہ کے لیے انجام پایا۔ یہ صرف ایک سفر نہیں، بلکہ تزکیہ باطن تجدیدِ ایمان اور عرفانِ الٰہی کا سفر ہے، جس میں ہر صفحہ عشق، معرفت اور بندگی کے نور سے منور ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات، اشعار اور روحانی مکاشفات میں اس سفر کے ہر مرحلے کو نہ صرف ظاہری، بلکہ باطنی پہلوؤں سے بھی بیان فرمایا۔ آپ کا اسلوب ایک عاشقِ صادق کا اسلوب ہے، جس کے قلم سے نکلنے والے الفاظ ذکرِ الٰہی کے موتی معلوم ہوتے ہیں۔

کتاب کی ساخت و تقسیم

کتاب "سفرِ حج و فیضانِ عشق" کو تین بنیادی حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے، تاکہ قاری ظاہری منازل سے باطنی اسرار تک ایک تدریجی روحانی سفر طے کرے۔

حصہ اوّل ظاہری منازل و روحانی مشاہدات

اس حصے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سفرِ حج کی مکمل تاریخی روداد، مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تک کے تمام مراحل اور آپ کے روزمرہ مشاہدات کو عینی و روحانی اسلوب میں قلمبند کیا گیا ہے۔

یہ حصہ آپ کی ڈائریوں اور دیگر ہم سفران کے بیانات کی روشنی میں مرتب ہوا ہے۔

حصہ دوم مکتوب بنام نسیم اختر نوشاہی

یہ حصہ ایک بے مثال ادبی و روحانی سرمایہ ہے جس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے محترمہ نسیم اختر نوشاہی دخترِ سائیں نادر علی نوشاہی برقی کے نام ایک مفصل مکتوب تحریر فرمایا۔ یہ مکتوب پنجابی منظوم انداز میں ہے جس میں آپ نے اپنے سفرِ حج و مدینہ کی کیفیتوں، وارداتِ قلبیہ اور تجلیاتِ الٰہی کا سوز و وجد سے بھرپور تذکرہ فرمایا ہے۔ اس کے ساتھ اردو ترجمہ، شرح اور صوفیانہ توضیح شامل کی گئی ہے۔

حصہ سوم سلامِ عقیدت و عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتاب کا آخری اور سب سے نورانی حصہ آپکے اُس مشہور و مقبول سلام پر مشتمل ہے جو آپ نے بارگاہِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں انتہائی عشق و حضوری کے ساتھ پیش فرمایا۔ اس سلام کی معنوی تشریح، ادبی و روحانی تجزیہ اور تفسیرِ عشق پر مبنی شرح

اس حصے میں شامل ہے جو قاری کے دل کو مدینہ کی فضاؤں میں لے جاتی ہے۔

مکہ معظمہ مرکزِ توحید

حضرت نے مکہ مکرمہ کی گلیوں، پہاڑوں اور فضا میں، اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات کے جلوے محسوس کیے۔ آپ فرماتے ہیں کہ یہ وہ بستی ہے جسے خود ربِ ذوالجلال نے اپنے کلام مجید میں "اُمّ القُریٰ" کہا اور جسے تمام زمینوں پر فضیلت بخشی۔ آپ کے اشعار میں کعبہ کی عظمت، صفا و مروہ کی سعی، عرفات کی دعا، منیٰ کی قربانی اور زمزم کی برکتیں، قرآن و سنت کی روح کے عین مطابق جلوہ گر ہیں۔

مدینہ طیبہ عشق وحضوری کا مرکز

مکہ مکرمہ کے بعد آپ جب مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔ تو دل و روح پر ایک ایسا سکون طاری ہوا جو الفاظ کی گرفت میں نہیں آسکتا۔ آپ فرماتے ہیں۔

"لگی وا نبی دے گھر دی ٹھنڈ پئی وچ سینے،
گنبد سبز نبی سرور دا تک تک اکھاں ٹھاراں"

یہ وہ لمحہ تھا جب بندگی فنا ہو کر عشق میں ڈھل گئی اور زیارتِ روضہ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دل کے آئینے کو نورِ نبوت سے منور کر دیا۔

تبلیغی سفر اور صفدر شاہ اطہر نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد

اس سفر میں آپ نے اپنے فرزندِ ارجمند حضرت علامہ حافظ سید صفدر حسین شاہ اطہر نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ کی، جرمنی، ہالینڈ اور برطانیہ میں تبلیغی خدمات کا ذکر نہایت درد وفخر کے ساتھ فرمایا۔

یہ وہ جوان مردِ حق تھے جنہوں نے، ورلڈ اسلامک مشن جرمنی کی بنیاد رکھی،

مساجد کے کیلنڈر بالخصوص ویسٹ گیٹ بریڈ فورڈ جمعیت تبلیغ الاسلام کی مرکزی مسجد کے کیلنڈر تیار کروا کر گھروں میں نصب کروائے اور یورپ میں پیغامِ عشقِ رسول ﷺ کو عام کیا۔ ان کی شہادت "سیل کبیر" کے مقام پر ہوئی اور یہ غم آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دل پر گہرا نقش چھوڑ گیا، مگر آپ نے اس دکھ کو بھی صبر و تسلیم کے جام میں ڈھال دیا۔

فتنہ و حقیقت باطنی تنقید اور اصلاحی پیغام

آپ نے اپنے کلام میں ان لوگوں پر بھی گرفت کی ، جو دین کے لبادے میں ریا و دنیا داری کے اسیر ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ خانقاہوں کو تجارت گاہ نہ بناؤ اور "مشائخیت" کو حرص و ہوس سے پاک رکھو۔ اور مساجد کو آمدن کا ذریعہ نہ بناو، یہ وہ ابدی پیغام ہے جو آج بھی اصلاحِ امت کے لیے مشعل راہ ہے۔

نکتہ اختتام

اس روحانی سفر کی داستان آخرکار مدینہ منورہ میں مکمل ہوتی ہے، جہاں آپ نے جمعۃ المبارک کی رات، 8 اکتوبر 1982ء کو "محلات للعمری شاہین ہوٹل" سے اپنا سفرِ حج منظوم خط کی صورت میں رقم فرمایا اور اُسے یادگارِ عشق و حضور بنا دیا۔

نتیجہ کلام

یہ کتاب محض ایک "سفرنامہ حج" نہیں بلکہ ایک سفرنامہ قلب و روح ہے۔ یہ ہمیں یاد دلاتی ہے کہ حج کا اصل مقصد جسمانی طواف نہیں، بلکہ دل کا مرکزِ توحید کے گرد گھومنا ہے۔

حضرت سید ابوالکمال برقؔ قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کلام نوشاہی سلسلے کی روحانی روایت میں ایسا گوہرِ نایاب ہے جو صدیوں تک عشقِ الٰہی اور محبتِ رسول ﷺ کے طالبوں کے دلوں کو منور کرتا رہے گا۔

اس کتاب "سفرِ حج و فیضانِ عشق" کی طباعت و اشاعت کے تمام اخراجات خلیفہ محمد شریف نوشاہی، ان کے برادرِ محترم محمد ایوب نوشاہی اور ہاشم نوشاہی سرینامی (ہالینڈ) نے نہایت محبت، اخلاص اور جذب خدمتِ دین کے تحت برداشت کیے ہیں۔ اللہ ربّ العزت ان کی اس خدمت کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے، انہیں دنیوی و اُخروی برکات، سعادتیں اور فیضانِ نوشاہیہ سے حصہ وافر نصیب فرمائے۔ آمین۔

ازقلمِ فقیرِ نوشاہیہ
سید محمد محرم شاہ مظفر نوشاہی برقی
سجادہ نشین آستانہ عالیہ نوشاہیہ برقیہ، ڈوگہ شریف، ضلع گجرات
(حال مقیم برطانیہ) یکم جنوری بروز جمعرات 2026ء

بہ کعبہ رفتم و دیدم جمالِ دوست در آن جا
نہ سنگ بود و نہ خاک، ہمہ نورِ ذاتِ یکتاست

ترجمہ: میں کعبہ گیا تو وہاں محبوبِ ازلی کا جمال دیکھا، نہ پتھر دکھا، نہ خاک ہر طرف اُس ذاتِ واحد کا نور تھا۔

حصہ اول

سفرِ حج

ظاہری منازل و روحانی مشاہدات

یہ حصہ قطب الارشاد سید ابوالکمال برقؔ نوشاہی قدس سرہ العزیز کے ذاتی مشاہدات، روزنامچہ سفر اور قافلہ اہلِ عشق کے تاثرات پر مبنی ہے۔ یہ محض سفری یادداشت نہیں، بلکہ ایک روحانی واردات ہے۔ جہاں ہر لمحہ عبادت، معرفت اور عشق کی کرنوں میں ڈوبا ہوا ہے۔

کعبہ میں جب نگاہ مری سجدہ گزار ہوئی
ہر سمت تیری تجلی جلوہ فگار ہوئی

از: سید محمد محرم شاہ مظفرؔ نوشاہی

سفرِ حج کی روانگی برطانیہ سے عربِ مقدس تک

قطبُ الارشاد، پیر سید ابوالکمال برقؔ قادری نوشاہی قدس سرہ العزیز اپنے پانچویں تبلیغی دورہ برطانیہ میں مصروفِ خدمت تھے، جہاں آپ نے تبلیغِ دین، ترویج سلسلہ نوشاہیہ اور پیغامِ عشقِ رسول ﷺ کو نہایت مؤثر انداز میں عام فرمایا۔ اسی دوران، آپ نے حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنے کا ارادہ فرمایا اور 18 ستمبر بروز ہفتہ سنہ 1982ء کو عربِ مقدس (حجازِ مقدس) کے لیے عازمِ سفرِ حج ہوئے۔ آپ کی روانگی ہیتھرو ایئر پورٹ لندن سے ہوئی، جہاں سے آپ الطالیہ (Alitalia) ائیر لائن کے ذریعے دوپہر ایک بجے روانہ ہوئے۔ تقریباً دو گھنٹے بعد آپ روم (اٹلی) پہنچے، جہاں مختصر قیام کے بعد آپ نے دوسرے طیارے کے ذریعے اپنا سفر جاری رکھا۔ یہ روحانی قافلہ رات 11 بج کر 43 منٹ پر جدہ ایئر پورٹ (عربِ مقدس) پہنچا۔ جہاں پہنچ کر آپ نے نمازِ مغرب بطور پہلی نمازِ حرمین شریفین ادا فرمائی۔ اسی مقام پر نمازِ عشاء بھی ادا کی۔ اس روحانی و نورانی سفر میں آپ کے رفیقِ سفر محترم قاری طالب حسین تھے، جو خدمت، تلاوت اور ہمراہی کے فرائض نہایت محبت و عقیدت سے سرانجام دیتے رہے۔

جدہ سے مکہ مکرمہ سفرِ عشق و حضوری

19 ستمبر 1982ء بروز اتوار قطبُ الارشاد حضرت پیر سید ابوالکمال برقؔ قادری نوشاہی قدس سرہ العزیز جدہ ایئر پورٹ پر پہنچنے کے بعد ضروری امیگریشن کے مراحل سے فارغ ہوئے۔ صبح کی نمازِ فجر آپ نے حاجی کیمپ میں باجماعت

ادا فرمائی۔ یہ وہ لمحہ تھا جب سفرِ ظاہری کے ساتھ ساتھ سفرِ باطنی کا آغاز بھی ہو چکا تھا۔

استقبال کے لیے سید ظاہر شاہ کمالؔ نوشاہی، سید قطب شاہ ابدالؔ نوشاہی اور قاضی عبدالغنی نوشاہی برقی ایئر پورٹ پر موجود تھے۔ امورِ حج کی تکمیل اور استقبال کے بعد آپ بمع اپنے رفقاء ایک وین کے ذریعے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے اور صبح ساڑھے دس بجے اس مقدس شہر میں داخل ہوئے۔ یہ وہ گھڑی تھی جب زمین و آسمان گویا عشقِ توحید کی تسبیح پڑھ رہے تھے اور دل کی دنیا "لبّیک اللھم لبّیک" کے نور سے منور تھی۔

عمرہ شریف طوافِ عشق و بندگی

حرمِ کعبہ کی روح پرور فضا میں جب قطبُ الارشاد پیر سید ابوالکمال برقؔ قادری نوشاہی قدس سرہ العزیز داخل ہوئے، تو دل کی دنیا نورِ الٰہی سے جگمگا اٹھی۔ آپ نے سب سے پہلے طوافِ کعبہ کی سعادت حاصل فرمائی۔ ہر چکر کے ساتھ دل کی دھڑکنیں ذکرِ "لبّیک اللھم لبّیک" کی صدا بن گئیں اور ہر قدم میں خشیت، محبت اور حضوری کا رنگ نمایاں تھا۔ طواف کے بعد آپ نے صفا و مروہ کے درمیان سعی ادا فرمائی جہاں سیدہ ہاجرہ سلام اللہ علیہا کی دوڑ صبر و یقین کا ابدی نشان بن گئی۔ قاضی محمد یوسف نوشاہی برقی بھی موجود تھے، جنہوں نے حضور رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ عشق و اخلاص سے طواف میں شرکت کی۔ یوں اس دن عمرہ شریف کی سعادت مکمل ہوئی اور آپ نے شکر و حمد کے ساتھ ربِ کریم کے حضور سجدہ امتنان ادا فرمایا۔

مولدُ النبی ﷺ اور جنتُ المعلیٰ کی زیارت

تاریخ: 20 ستمبر حضرتِ قطبُ الارشاد، پیر سید ابوالکمال برقؔ قادری نوشاہی قدس سرہ العزیز ان دنوں کچھ علالتِ طبع کے باعث قاضی محمد کاظم نوشاہی برقی

کے ہاں مقیم تھے۔ دن بھر آرام کے بعد نمازِ عصر کے وقت آپ نے تازہ ولولے اور روحانی شوق کے ساتھ زیارتِ مقاماتِ مقدسہ کا ارادہ فرمایا۔

سب سے پہلے آپ نے حرمِ کعبہ میں حاضری دی وہ حرم جہاں ہر سانس تسبیح اور ہر نگاہ عبادت بن جاتی ہے۔ اس کے بعد آپ جبل ابوقبیس کی طرف متوجہ ہوئے وہی پہاڑ جس سے پہلی بار نورِ حق کی شعاعیں مکہ کی فضا میں جلوہ گر ہوئیں۔ پھر آپ نے مقامِ مولدُ النبی ﷺ کی زیارت فرمائی، جہاں تاجدارِ کائنات ﷺ کی ولادتِ باسعادت ہوئی۔ اس مقامِ مقدس پر آپ نے درود و سلام اور نوافل شکر ادا کیے۔ اس وقت آپ کے ساتھ قاضی محمد کاظم نوشاہی اور قاضی محمد یوسف نوشاہی بھی شریکِ زیارت تھے۔ یہ حاضری ایک ایسا لمحہ عرفان تھا جس میں آنکھیں بھیگ گئیں اور دل نورِ محمدی ﷺ سے بھر گیا۔

زیارتِ غارِ ثور اور مکہ مکرمہ میں قیام

اگلے روز 21 ستمبر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا قیام مکہ مکرمہ میں رہا۔ اس دن آپ نے غارِ ثور کی زیارت فرمائی وہ مقام جہاں نبی اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہجرتِ مدینہ کے وقت تین دن قیام فرمایا اور ربِ کریم نے اپنی نصرت سے دشمنوں کو اندھا کر دیا۔ غارِ ثور کے دہانے پر کھڑے ہو کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے طویل دعا کی اور نبی رحمت ﷺ کے صبر و یقین کو یاد کرتے ہوئے اشک بار آنکھوں سے درود و نعت کے نغمے زبان پر لائے۔

شام کے وقت آپ شیخ نذیر نوشاہی برقی کے ہاں مہمان ہوئے، جہاں روحانی محفل اور عشائیہ کا اہتمام تھا۔ اس موقع پر قاضی محمد کاظم نوشاہی، قاضی محمد یوسف نوشاہی، سید ظاہر شاہ اور قاری طالب حسین بھی ہمراہ تھے۔ یوں مکہ معظمہ میں یہ ایام عبادت، زیارت، محبت اور روحانی فیضان سے لبریز گزرے۔

کلام و تاریخِ تحریر

21 ستمبر مقام مکہ مکرمہ، سفرِ عمرہ و زیارات کے دوران

کلام حضرت سید ابوالکمال برقؔ قادری نوشاہی قدس سرہ العزیز

کملی والیا تیری درگاہ اندر جدوں دکھاں ستایا تے آ گیا میں
جھلی گئی نہ تاب وچھوڑیاں دی فرقت وچہ گھبرایا تے آ گیا میں
نوشہ پیر نے سن کے فریاد میری جدوں کرم کمایا تے آ گیا میں
برقؔ آپ میں آواں مجال کی اے آقا تساں بلایا تے آ گیا میں

اردو ترجمہ

اے کملی والے (نبی کریم ﷺ)! جب دکھوں نے گھیر لیا، تو میں آپکی درگاہ اقدس میں حاضر ہوگیا۔ ہجر و جدائی کی تپش برداشت نہ ہوئی، فرقت کے غم میں گھبرا کر آپکے آستانے پر پہنچ گیا۔ جب حضرت نوشہ پیر رحمۃ اللہ علیہ نے میری فریاد سنی اور کرم فرمایا، تو راستہ خود کھل گیا۔ اور آخر میں آپ عرض کرتے ہیں میرے آنے کی مجال ہی کہاں تھی؟ اے آقا! آپ ہی نے بلایا تو میں حاضر ہوگیا۔

تشریح و توضیح

پہلا مصرعہ

کملی والیا تیری درگاہ اندر جدوں دکھاں ستایا تے آ گیا میں

یہ مصرعہ عاشقانہ صداقت سے بھرپور ہے۔ آپ اپنی روحانی کیفیت بیان کرتے ہیں کہ دنیا کے غموں اور دکھوں نے جب چاروں طرف سے گھیر لیا، تو اس نے کسی دنیاوی سہارے کی طرف نہیں دیکھا بلکہ براہِ راست "کملی والے" ﷺ کے درِ رحمت کا رخ کیا۔

یہ "دکھ" صرف جسمانی یا معاشرتی نہیں، بلکہ روحانی فرقت اور وصال کی تڑپ کے بھی مظہر ہیں۔

دوسرا مصرعہ

جھلی گئی نہ تاب وچھوڑیاں دی فرقت وچہ گھبرایا تے آ گیا میں

یہاں عاشق کی بےخودی عروج پر ہے۔ "جھلی گئی نہ تاب" یعنی جدائی کی گرمی برداشت نہ ہوئی۔ محبتِ مصطفیٰ ﷺ میں جلتا ہوا دل "فرقت وچہ گھبرایا" جدائی کی تنگی اور روحانی اضطراب میں گھبرا کر آستانہ نبوی ﷺ کی طرف کھنچ آیا۔ یہ کیفیت وارداتِ شوق اور جذبِ روحانی کا مظہر ہے، جہاں محبوب کا تصور دل پر غالب آجاتا ہے۔

تیسرا مصرعہ

نوشہ پیر نے سن کے فریاد میری جدوں کرم کمایا تے آ گیا میں

یہاں آپ اپنی نسبت نوشاہی کا ذکر کرتے ہے۔ حضرت سید حاجی محمد نوشہ گنج بخش قادری قدس سرہ العزیز کی روحانی توجہ اور عنایت کا ذکر ہے۔ جب مرشدِ کامل نے فریاد سنی اور کرم فرمایا، تو تمام راستے خود بخود کھل گئے۔ یہاں "کرم کمایا" سے مراد یہ ہے کہ طالب نے صدق نیت اور محبت سے التجا کی اور مرشد نے اس کو قبولیت و نصرت کی توفیق بخشی۔

چوتھا مصرعہ

برقؔ آپ میں آواں مجال کی اے آقا تساں بلایا تے آ گیا میں

یہ مقطع عجز و نیاز کا عکاس ہے۔

آپ اپنی تمام نسبت نبی کریم ﷺ کے در پر سمیٹ دیتے ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ میری اپنی کوئی طاقت یا اہلیت نہیں "میں آؤں" کی مجال کہاں؟ یہ سب

آپ کی بلانے کی عطا ہے۔

یہاں "تساں بلایا" ایک روحانی صداقت ہے: عاشق کا قدم چلتا ہے، مگر چلانے والا محبوب ہوتا ہے۔

روحانی مفہوم

یہ کلام سفرِ شوق کی تمثیل ہے ظاہراً آپ، مکہ و مدینہ کے سفر میں ہے، مگر باطناً یہ وصالِ روحانی کا سفر ہے۔ اس میں تین روحانی مراحل بیان ہوئے ہیں:

1. ابتلا و فریاد دکھوں نے ستایا۔
2. جذب و تڑپ فرقت میں گھبراہٹ۔
3. کرم و وصال مرشد کی توجہ سے بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں حاضری۔

تصوف کی زبان میں مطلب

یہ کلام دراصل ایک مناجاتِ عاشقانہ ہے جس میں فنا فی الرسول ﷺ اور فنا فی الشیخ کی منازل جھلکتی ہیں۔ مرشدِ کامل کے وسیلہ سے سالک، بارگاہِ نبوی ﷺ میں پہنچتا ہے اور وہاں جا کر وہ اپنے وجود کو "عدم" میں مٹا دیتا ہے:

"میں آواں مجال کی؟"

یعنی اب کچھ میرا نہیں، سب آپ کا کرم ہے۔

ترجمہ فارسیِ منظوم

درگاہِ تو پناہِ دلِ خستہ آمدم،
کز درد و رنجِ دوری شکستہ آمدم
تابِ فراقِ رویِ تو دیگر نماند درم،
ز اندوہِ ہجر، بی خود و خستہ آمدم

نوشہ مرا چو دید و دعا کرد از کرم،
درِ کویِ عشق با دلِ بستہ آمدم
برقم ز خویش ہیچ ندارم توان و زور،
دعوت تو بود، ای شہِ والا، کہ آمدم

ترجمہ: اردو نثر میں وضاحتاً

تیری درگاہ میں میں پناہ لینے آیا، دکھوں اور رنجوں سے ٹوٹا ہوا دل لے کر آیا۔ فراق کی تاب نہ رہی، ہجر کی آگ نے مجھے بے خود کر دیا۔ جب حضرت نوشہ پیر رحمۃ اللہ علیہ نے کرم کیا اور دعا دی، تو عشق کی راہ میں قدم اٹھا اور تیری بارگاہ میں حاضر ہو گیا۔ اے نبیِ اکرم ﷺ! مجھ میں آنے کی مجال نہیں یہ تو آپ کی دعوت و توجہ تھی کہ میں آ گیا۔

کلام قطب الارشاد سید ابوالکمال برقؔ نوشاہی

ہو گئے گم حواس ملائکہ دے، واللہ جذبہ عشق اویس تک کے
غوث پاک نوں عالم مثال اندر، بے خودی ہو گیا خواجہ قمیص تک کے
تختِ شاہی تھیں دستبردار ہویا، یارو گیسوئے لیلی نوں قیس تک کے
اپنے آپ دی یاد بھلا بیٹھا عاصی برقؔ جبل بوقبیس تک کے

پہلا شعر

ہو گئے گم حواس ملائکہ دے، واللہ جذبہ عشق اویس تک کے

ترجمہ: فرشتوں کے حواس تک حیرت میں کھو گئے، جب عشق کا جذبہ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کے مقام تک پہنچا۔

تشریح: یہ شعرِ عشقِ حقیقی کی لامحدود تاثیر کو بیان کرتا ہے۔ جب ایک بندہ، جیسے

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بلاواسطہ عشق کرتا ہے، تو اس عشق کی شدت ایسی ہوتی ہے کہ ملائکہ بھی اس کی تپش اور نورانیت سے متحیر اور بے خود ہو جاتے ہیں۔ یہ عشق وہ نہیں جو حواس میں رہے یہ عشق تو ادراک سے ماورا، وجدانی اور روحانی اضطراب کا نام ہے۔ آپ نے "واللہ" کہہ کر اس کیفیت کی قسمی شدت بیان کی ہے۔

دوسرا شعر

غوث پاک نوں عالم مثال اندر، بے خود ہو گیا خواجہ قمیص تک کے

ترجمہ: حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ عالم مثال میں بے خود ہو گئے اور وہ کیفیت خواجہ قمیص رحمۃ اللہ علیہ کی روح تک پہنچی۔

تشریح: یہ شعر سلسلہ ولایت و روحانیت میں فیضانِ غوثیت کی سرایت کا بیان ہے۔ ،،عالم مثال" ایک صوفیانہ اصطلاح ہے، یعنی وہ روحانی عالم جہاں ارواحِ اولیاء باہم فیض کا تبادلہ کرتی ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ جب غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ پر وارداتِ عشق و فنا کی کیفیت طاری ہوئی، تو اس کا نور اور بے خودی کی لہر خواجہ قمیص رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچی یہ روحانی تسلسل عشق کے دریا کی روانی کی علامت ہے۔

تیسرا شعر

تختِ شاہی تھیں دستبردار ہویا، یارو گیسوئے لیلی نوں قیس تک کے

ترجمہ: قیس نے بادشاہی کا تخت چھوڑ دیا، جب لیلیٰ کے گیسوؤں کی زلفوں کا جلوہ دیکھا۔

تشریح: یہاں قیس و لیلیٰ کی مثال عشقِ مجازی سے عشقِ حقیقی کی طرف اشارہ ہے۔ قیس نے دنیاوی عزت، مقام اور تخت و تاج کو چھوڑ دیا، کیونکہ عشق

نے اسے محبوب کی زلف کے اسیر بنا دیا۔ صوفیانہ معنی میں "گیسوئے لیلیٰ" دراصل جمالِ الٰہی کی پیچیدگی ہے جو عقل کو حیران اور دل کو بے قرار کر دیتی ہے۔ یہی جذبہ صوفی کو دنیا کی تخت و تاج سے بے نیاز کر دیتا ہے۔

چوتھا شعر

اپنے آپ دی یاد بھلا بیٹھا، عاصی برقؔ جبل بوقبیس تک کے

ترجمہ: (میں) اپنے آپ کی یاد بھلا بیٹھا، عاصی برقؔ! یہاں تک کہ جبل ابوقبیس تک پہنچ گیا۔

تشریح: یہاں آپ اپنے روحانی سفر اور فنا فی اللہ کی کیفیت بیان کر رہا ہے۔ "اپنے آپ دی یاد بھلا بیٹھا" یعنی فنا فی اللہ خود کی ہستی مٹ گئی، صرف محبوب کی یاد باقی رہ گئی۔

"جبل ابوقبیس" مکہ مکرمہ کا وہ پہاڑ ہے جہاں نورِ نبوت اور وحیِ الٰہی کے انوار ظاہر ہوئے۔

آپ کہتے ہیں کہ عشق و فنا کی حالت میں، جب آپ حرم کعبہ کے پہاڑ (جبل ابوقبیس) تک پہنچے، تو اپنے وجود، اپنی انانیت، اپنی شناخت سب کچھ گم ہو گیا۔ یہ مقام فنا و بقا، سلوک و مشاہدہ کا اعلیٰ درجہ ہے۔

کلام کا مرکزی پیغام: یہ کلام ایک روحانی سفرنامہ عشق ہے جہاں آپ نے عشقِ اویسی فیضانِ غوثیت و نوشاہیت، رمزِ مجاز و حقیقت اور آخر میں فنا فی اللہ کی منزل کو پیش کیا ہے۔ یہ تمام مراتب دراصل ایک ہی نور کی تجلیات ہیں، جو دلِ عاشق کو مرکزِ انوارِ الٰہی بنا دیتے ہیں۔

گم شدند حواسِ ملک، زِ شورِ عشقِ اویسؒ،
در دو عالم نماند اثری زِ عقل وحس تا رئیس
غوثِ اعظم بہ وجد آمد اندر مثالگاہ،
تا کہ نوشہ رَمل گرفت زِ حالِ او نَفَس
قیس از تختِ جلالش گُذشت، زِ زُلفِ لیلیٰ،
دید در حلقہ زنجیرِ عشق، کُلّ مَلَک و انس
از خودی رَست و بہ محبوب شد فنا اندر فنا،
برقؔ شد گم زِ خویش تا جبل اَبوقبیس

ترجمہ:

پہلا شعر: جب حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کے عشق کا نور ظاہر ہوا تو فرشتوں کے حواس گم ہو گئے، عقل و ادراک کی سلطنت مٹ گئی اور عشق نے سب پر حکومت کر لی۔

دوسرا شعر: حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بے خودی نے عالم مثال میں موج پیدا کی اور حضرت نوشہ گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی روح تک وہ فیضانِ عشق پہنچ گیا۔

تیسرا شعر: قیس نے دنیاوی تخت و تاج کو چھوڑ دیا، کیونکہ محبوب کے زلفوں کی قید ہی اس کے لیے سلطنت بن گئی۔

چوتھا شعر: برقؔ اپنی ذات سے فنا ہو گیا اور عشق کی معراج میں جبل ابوقبیس تک پہنچ کر خویشتن کو بھلا بیٹھا۔

یہ فارسی ترجمہ دراصل پنجابی کلام کی باطنی روح کا عکس ہے جس میں عشق

کی چار منزلیں ظاہر ہوئیں:

1 حیرتِ ملائکہ (عشقِ اویسی)
2 فیضانِ ولایت (عشقِ غوثیہ ونوشاہیہ)
3 ترکِ دنیا (عشقِ مجازی سے حقیقی)
4 فنا فی اللہ (مقامِ ابوقبیس)

ترجمہ وتشریح کلام: حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

مصرعہ 1

ہادی راہِ ہدایت تے کھیچ آندا اک بیکس عاجز راہوں بھلا تک کے

ترجمہ: ہدایت کا رہبر (نبی کریم ﷺ) ایک بے بس، عاجز بندے کو بھی راہِ بھٹکنے سے کھینچ کر سیدھی راہ پر لے آتا ہے۔

تشریح: یہ شعر سراسر رحمتِ محمدی ﷺ کا بیان ہے۔ فرمانِ خداوندی ہے۔

وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (الشوریٰ-52)

"اور بے شک آپ ہی سیدھی راہ کی ہدایت دیتے ہیں۔"

آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے عاجز ہونے کا اعتراف کرتے ہیں، مگر ساتھ ہی یقین رکھتے ہیں کہ نبی رحمت ﷺ کی نگاہِ کرم بھٹکے ہوئے کو بھی منزلِ ہدایت تک پہنچا دیتی ہے۔ یہاں "کھیچ آندا" میں عشق کا مقناطیسی جذب اور نبوی کرم کا ہاتھ ظاہر ہوتا ہے۔

مصرعہ 2

رازِ معرفت ہو گئے عیاں سارے، میں تے رب نوں پچھاتا یدُ اللہ تک کے

ترجمہ: جب باطن کا دروازہ کھلا تو تمام رازِ معرفت عیاں ہو گئے اور میں نے معرفتِ حق میں "یدُ اللہ" (اللہ کا ہاتھ) تک پہچان لیا۔

تشریح: یہاں آپ نے مقامِ عرفان ومشاہدہ کی بات کی ہے۔

قرآن میں آیا: "یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ" (الفتح-10)

"اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے۔"

"یدُ اللہ تک کے" سے مراد ہے کہ بندے نے ظاہری عبادت سے باطنی حقیقت تک رسائی حاصل کی۔ یعنی علم سے عمل اور عمل سے عرفان کی منزل پائی۔

یہ "توحیدِ افعالی، صفاتی اور ذاتی" کا جامع مشاہدہ ہے، جو صرف اولیاء کو نصیب ہوتا ہے۔

مصرعہ 3

جنہاں کملی محبوب دی ویکھ لئی، اوہ نہیں بھلدے بہشت دا حلا تک کے

ترجمہ: جنھوں نے کملی والے محبوب ﷺ کے چہرہ انور کی زیارت کر لی، وہ پھر جنت کے لذائذ تک کو بھول جاتے ہیں۔

تشریح: یہ شعرِ عشقِ رسول ﷺ کی انتہا کو ظاہر کرتا ہے۔

حدیث شریف میں فرمایا گیا:

من رآنی فقد رآنی، فإن الشیطان لا یتمثل بی (بخاری)

"جس نے مجھے خواب میں دیکھا، اس نے مجھے ہی دیکھا، کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔"

ایک اور حدیث میں آیا:

لن تؤمنوا حتی اکون احبَّ إلیکم من انفسکم (بخاری)

"تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اپنی جان سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔"

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دیدارِ محبوب ﷺ سے جو سرور نصیب ہوتا ہے،

وہ جنت کے ذائقوں سے بھی برتر ہے۔ یہی عشقِ کامل کا درجہ ہے جسے فناء فی الرسول کہا جاتا ہے۔

مصرعہ 4

برقؔ دھوتے گئے عیب قصور میرے، مسجدِ حرم دی وچ بیتُ اللہ تک کے

ترجمہ: برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کے گناہ اور خطائیں دھلتی چلی گئیں یہاں تک کہ مسجدِ حرام میں بیتُ اللہ کے سامنے پاکی نصیب ہوگئی۔

تشریح۔ یہ شعر بندگی، توبہ اور بخشش کے مقام پر اختتام پاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ (البقرہ-222)

"بے شک اللہ توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔"

یہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اقرارِ گناہ دراصل عجزِ بندگی کا اظہار ہے۔ بیت اللہ کے روبرو انہوں نے اپنے قصوروں کو آنسوؤں سے دھویا اور روحانی طہارت حاصل کی۔

یہی مقام "توبہ نصوح" ہے، جہاں بندہ فنا ہو کر رب سے جڑ جاتا ہے۔ یہ کلام آپ رحمۃ اللہ علیہ کی حج ومعرفت کی روحانی واردات کا عکس ہے جہاں بندہ نبیِ اکرم ﷺ کے وسیلے سے ہدایت، عرفان، عشق اور بخشش کے کمال تک پہنچتا ہے۔ یہ اشعار نہ صرف تصوف کی معراج ہیں بلکہ قرآن، حدیث اور عرفانی فلسفہ ولایت کا خلاصہ بھی ہیں۔

اصل کلام حضرت سید ابوالکمال برق نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

ہادی راہِ ہدایت تے کھیچ آندا
اک بیکس عاجز راہوں بھلا تک کے
راز معرفت ہوگئے عیاں سارے
میں تے رب نوں پچھاتا یداللہ تک کے
جنہاں کملی محبوب دی ویکھ لئی
اوہ نہیں بھلدے بہشت دا حلا تک کے
برقؔ دھوتے گئے عیب قصور میرے
مسجد حرم دیوچہ بیت اللہ تک کے

پہلا شعر

ہادی راہِ ہدایت تے کھیچ آندا
اک بیکس عاجز راہوں بھلا تک کے

ترجمہ: راہِ ہدایت کا رہبر ایک عاجز و بے بس بندے کو بلاتا ہے اور بھلائی و خیر کے آخری مقام تک اسے پہنچا دیتا ہے۔

تشریح: یہاں "ہادی" سے مراد پیر و مرشدِ کامل ہیں، جو بندے کو گمراہی، غفلت اور نفسانیت سے نکال کر اللہ کی طرف لے جانے والی راہِ ہدایت پر استقامت دیتے ہیں۔ آپ اپنی عاجزی ظاہر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: میں ایک بیکس، عاجز، گناہگار انسان تھا، مگر میرے مرشد نے مجھے خیر، معرفت اور نجات کی انتہا تک پہنچا دیا۔

یہ اشارہ قرآن کی اس آیت کی طرف بھی ہے:

وَ مَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ الرَّسُوۡلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ (النساء-69)

یعنی جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے، وہی ہدایت یافتہ ہیں۔

دوسرا شعر

راز معرفت ہوگئے عیاں سارے
میں تے رب نوں پچھاتا یداللہ تک کے

ترجمہ: معرفت کے تمام راز مجھ پر ظاہر ہوگئے اور میں نے اپنے رب کو "ید اللہ" کے مقام تک پہچان لیا۔

تشریح: رازِ معرفت" سے مراد وہ باطنی علوم ہیں جو صرف اہلِ دل پر کھلتے ہیں۔ "ید اللہ" (اللہ کا ہاتھ) یہاں قربِ خاص اور فیضانِ ولایت کی علامت ہے۔ آپ بیان فرماتے ہیں کہ جب مرشد نے نظرِ کرم فرمائی، تو معرفتِ الٰہی کے تمام دروازے کھل گئے اور بندہ صفاتِ الٰہی کے مظاہر میں رب کو پہچاننے لگا۔

یہ حدیثِ قدسی کی طرف اشارہ ہے:

کنتُ سمعَہُ الّذی یسمعُ بہ، وبصرَہُ الّذی یبصرُ بہ
یعنی جب بندہ میرا قرب حاصل کرتا ہے، میں اس کے سننے، دیکھنے، چلنے اور پکڑنے کا ذریعہ بن جاتا ہوں۔

تیسرا شعر

جنہاں کملی محبوب دی ویکھ لئی
اوہ نہیں بھلدے بہشت دا حلا تک کے

ترجمہ: جنہوں نے کملی والے محبوب ﷺ کو دیکھ لیا، وہ جنت کی کسی نعمت کو بھی

یاد نہیں کرتے۔

تشریح: یہ شعر عشقِ رسول ﷺ کا نچوڑ ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ وہ بندے جنہیں حضور ﷺ کا دیدار نصیب ہوا، ان کے دلوں میں اب جنت کی لذت کی کوئی خواہش باقی نہیں رہتی، کیونکہ حضور کا چہرہ انور جمالِ الٰہی کا مظہر ہے۔ یہ مفہوم حدیثِ مبارکہ سے ہم آہنگ ہے:

مَن رآنی فقد رای الحقّ

جس نے مجھے دیکھا، اس نے حق کو دیکھا۔

اسی لیے اہلِ عشق کے نزدیک، دیدارِ مصطفی ﷺ ہی جنت الکبریٰ ہے۔

چوتھا شعر

برقَ دھوتے گئے عیب قصور میرے
مسجد حرم دیوچہ بیت اللہ تک کے

ترجمہ: برقَ میرے تمام عیب وقصور دھوتے گئے، یہاں تک کہ حرم کی مسجد میں بیت اللہ دیکھ کر پاک ہوگیا۔

تشریح: یہ شعر توبہ، تزکیہ اور طہارتِ باطن کی علامت ہے۔ مرشدِ کامل کے فیض سے آپ کے دل کے تمام گناہ، میل اور غفلتیں ڈھل گئیں اور روح ایسی پاک ہوگئی جیسے کعبہ کی صفائی کے بعد چمکتا ہوا دل۔ "مسجد حرم" اور "بیت اللہ" دونوں طہارت و نورانیت کی علامت ہیں۔ یعنی اب بندے کا دل اللہ کا گھر بن گیا ہے، جیسے حدیث میں ہے: "قلب المؤمن بیتُ اللہ" مومن کا دل اللہ کا گھر ہے۔ یہ کلام ایک سلوکِ روحانی کا منظرنامہ ہے:

1. ابتدا میں بندہ عاجز و گناہگار ہوتا ہے،
2. مرشد کی نگاہِ فیض اسے ہدایت پر لاتی ہے،

3. پھر معرفت کے راز کھلتے ہیں،
4. عشقِ رسول ﷺ میں فنا کی کیفیت پیدا ہوتی ہے،
5. اور آخرکار بندہ طہارتِ قلب کے مقام پر پہنچ جاتا ہے۔

یہی تصوف کا حقیقی سفر ہے "من العبد الی الرب، بالمرشد و بالنبی ﷺ" یعنی بندے سے رب تک کا سفر، مرشد کے ہاتھ اور نبی ﷺ کے نور سے۔

روحانی بیداری اور وارداتِ قرب کا بیان

پہلا مصرعہ

مدتاں ہوئیاں اڈیک اندر غیبوں ملی صدا تے آگیا میں

ترجمہ: عرصہ دراز سے میں انتظار میں تھا، آخرکار عالمِ غیب سے صدا آئی اور میں فوراً حاضر ہوگیا۔

تشریح: یہ شعر سلوک و تصوف کے آغازِ فیضان کی عکاسی کرتا ہے۔ سالک (راہِ طریقت کا مسافر) طویل ریاضت، انتظار اور خاموشی میں رہتا ہے، یہاں تک کہ عالمِ غیب سے "ندا" آتی ہے یعنی الٰہی توجہ یا مرشد کی روحانی طلب۔ یہی وہ لمحہ ہے جسے قرآن مجید میں "ندا" کے طور پر کئی مقامات پر بیان کیا گیا:

فَنَادَاهُ رَبُّهُ أَنْ يَا مُوسَىٰ (طٰہٰ)

"پھر اس کے رب نے اسے ندا دی کہ اے موسیٰ!"

اسی طرح بندہ عاشق جب اپنی خودی سے خالی ہو جاتا ہے، تو غیب سے ندائے حق اس کے دل میں اترتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں مدتوں انتظار و ریاضت میں رہا، جب غیب سے ندا آئی یعنی روحانی بلاوا ملا تو میں فوراً لبیک کہتا ہوا آ گیا۔ یہی صوفیانہ مقام "لبیک یا رب" کا مظہر ہے، جہاں سالک اپنے مرشد یا

رب کی آواز سنتے ہی فنافی الامر ہو جاتا ہے۔

دوسرا مصرعہ

گھر والے نے کرم نوازی کر کے مینوں آکھیا آتے آ گیا میں

ترجمہ: میرے "گھر والے" نے کرم فرما کر مجھے بلایا، تو میں اس کے حکم پر حاضر ہو گیا۔

تشریح: "گھر والے" سے مراد اللہ تعالیٰ بھی ہو سکتے ہیں اور مرشدِ کامل بھی، کیونکہ مرشد اللہ کے گھر (دلِ مومن) کے مجاز نمائندہ ہوتے ہیں۔ یہ مصرعہ اس روحانی حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ بندہ جب اپنے مرشد یا رب کی طرف سے دعوتِ قرب پاتا ہے، تو وہ اپنی تمام دنیاوی علائق چھوڑ کر فوراً "لبیک" کہتا ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ
لِمَا يُحْيِيكُمْ (الانفال-24)

"اے ایمان والو! اللہ اور رسول کی پکار پر لبیک کہو، جب وہ
تمہیں ایسی چیز کی طرف بلائیں جو تمہیں زندگی عطا کرے۔"

یہاں "زندگی" سے مراد حیاتِ روحانی ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب "گھر والے" (اللہ) نے کرم فرما کر کہا "آ"، تو میں بغیر تاخیر کے آ گیا۔ یہ سلوک کی عاجزی، اطاعت اور روحانی فرمانبرداری کی معراج ہے۔

تیسرا مصرعہ

غوث پاک میراں بغداد والے دتا حکم سنا تے آ گیا میں

ترجمہ: جب میرے آقا، غوثِ اعظم، بغداد والے پیر نے حکم دیا، تو میں نے حکمِ

ولایت سن کر فوراً حاضر ہو گیا۔

تشریح: یہ مصرعہ غوثِ اعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولایتِ کبریٰ اور روحانی فیضان کی طرف اشارہ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ قادریہ نوشاہیہ کے بزرگ ہیں اور تمام قادری مشائخ اپنے روحانی مرجع اعلیٰ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا "پیرانِ پیر" مانتے ہیں۔

یہاں آپ بیان فرماتے ہیں کہ میری روحانی حاضری کا سبب غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا روحانی اشارہ اور اجازت تھی۔ تصوف میں "اذن" اور "اجازت" کی بہت اہمیت ہے، کیونکہ بغیر اذن کے کوئی فیضِ حقیقی نصیب نہیں ہوتا۔ یعنی

من لم یکن له شیخ، فشیخه الشیطان
جس کا کوئی مرشد نہیں، اس کا شیخ شیطان ہے۔
یعنی روحانی سفر مرشدِ کامل کے اذن و حکم سے ہی طے ہوتا ہے۔

جب غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا حکم آیا، تو آپ نے بلا تاخیر "حاضر" کہا یہی ادبِ ولایت ہے۔

چوتھا مصرعہ

برق قسمتاں میریاں بدل گیاں دتی ہاتف صدا تے آ گیا میں

ترجمہ: جب غیب سے ایک غیبی آواز (ہاتفِ غیبی) نے صدا دی، تو میری تقدیریں بدل گئیں اور میں فوراً حاضر ہو گیا۔

تشریح: ہاتف" صوفیانہ اصطلاح میں روحانی آواز کو کہا جاتا ہے، جو کبھی الہام، کشف یا خواب کی صورت میں وارد ہوتی ہے۔ یہ شعر روحانی انقلاب کی تصویر ہے کہ بندے کی تقدیر اللہ کے حکم، مرشد کی دعا اور الہامِ غیبی سے بدل جاتی ہے۔

قرآن میں اللہ فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ (الرعد-11)

"اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدلیں۔"

یہاں "بدلنے" کا مطلب ہے کہ بندہ دل سے لبیک کہے۔ جب بندہ اندر سے بدلتا ہے، تو غیب سے ہاتف (روحانی بلاوا) آتا ہے اور اس کے نصیب بھی بدل جاتے ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب مجھے ہاتفِ غیبی نے بلایا، تو میرا مقدر، میری راہیں، میرا احوال سب بدل گئے۔ میں فنا سے بقا کی طرف آ گیا۔

غیب سے صدا سالک کے دل میں وارد ہونے والی الہامی تحریک،
کرمِ گھر والا مرشدِ کامل یا رب کی نگاہِ لطف حکمِ غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ: روحانی سلسلے کی توثیق و فیضان۔

بدلتی تقدیر، فنا فی الشیخ، فنا فی الرسول، فنا فی اللہ کا حاصل۔ یہ کلام بندے کی طلب، لبیک اور قبولیت کا سفر ہے جہاں منتظر دل کو غیب سے ندا آتی ہے اور وہ بلا جھجک "حاضر" ہو جاتا ہے۔

ندائے لبیک بندگی، مغفرت اور مشاہدہ تجلی

پہلا مصرعہ

لبیک لبیک خداوندا تیری بارگاہ وچہ خطا کار آیا

ترجمہ: لبیک، لبیک اے میرے خدا تیرے حضور میں تیرا گناہ گار بندہ حاضر ہو گیا ہے۔

تشریح: یہ شعر حقیقی توبہ، انکسار اور عبدیت کی جھلک ہے۔ آپ حج یا عمرہ کے سفر میں روحانی وجد میں فرماتے ہیں کہ میں اپنے پروردگار کے دربار میں

لبیک کہتا ہوا، شرمندگی و ندامت کے ساتھ حاضر ہوں۔ لفظ "لبیک" عربی لفظ "لبّا" سے ہے،

جس کے معنی ہیں: میں حاضر ہوں، بار بار حاضر ہوں، اطاعت و تسلیم کے ساتھ حاضر ہوں۔ قرآن مجید میں اسی کیفیت کو رجوع الی اللہ کہا گیا ہے:

فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ اِنِّیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ (الذاریات-51)

"اللہ کی طرف بھاگو، میں تمہیں اس کی طرف سے کھلا خبردار کرنے والا ہوں۔"

اور حدیث شریف میں فرمایا گیا:

التائب من الذنب کمن لا ذنب له (ترمذی)

"جو اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہے، وہ ایسا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔"

آپ کا یہ شعر دراصل "توبہ نصوح" کا عملی اظہار ہے کہ بندہ اپنے گناہوں سمیت، شرمندگی کے ساتھ، پروردگار کی بارگاہ میں "لبیک" کہتا ہوا حاضر ہوتا ہے۔ یہ عبدیت کی معراج ہے جہاں بندہ اپنی خطاؤں کا اقرار کرتا ہے اور خالق سے وصال کی اجازت مانگتا ہے۔

دوسرا مصرعہ

کریں حاضری میری منظور سائیاں میں لبیک کہندا بار بار آیا

ترجمہ: اے میرے مولا، میری حاضری کو قبول فرما، میں بار بار لبیک کہتا ہوا حاضر ہوا ہوں۔

تشریح: یہاں "منظوری حاضری" دراصل قبولیتِ قرب کی دعا ہے۔ حاجی جب بیت اللہ میں "لبیک اللھم لبیک" کہتا ہے، تو وہ صرف آواز نہیں بلکہ عشقِ

بندگی کی صدا بلند کرتا ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے:

وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا (الحج-27)

"اور لوگوں میں حج کی اذان دے، وہ تیرے پاس آئیں گے۔"

یہی "آنا" دراصل روحانی بلاوے پر بندے کی لبیک ہے۔

آپ فرماتے ہیں: میں بار بار "لبیک" کہتا آیا، کہ اے اللہ، میری حاضری، میری طلب، میرا عشق، سب کو اپنے کرم سے قبول فرما۔ یہی وہ مقام ہے جسے "صدقِ نیت" کہا گیا ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں آیا:

إنما الاعمال بالنیات

"اعمال نیتوں کے مطابق ہیں۔"

یعنی اللہ اسی حاضری کو قبول فرماتا ہے جو اخلاص و انکسار سے ہو۔

تیسرا مصرعہ

بخشیں فضل دے نال قصور میرے صدق نال پڑھدا استغفار آیا

ترجمہ: میرے رب نے اپنے فضل و کرم سے میرے گناہ معاف کر دیے، کیونکہ میں سچائی سے استغفار پڑھتا ہوا حاضر ہوا تھا۔

تشریح: یہاں آپ نے توبہ، استغفار اور فضلِ الٰہی کا تعلق بیان فرمایا ہے۔ یعنی بندہ اپنی کوشش سے نہیں، بلکہ فضلِ خدا سے بخشا جاتا ہے۔

قرآن میں ارشاد ہے:

وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ (آل عمران-135)

"اور گناہوں کو اللہ کے سوا کون معاف کر سکتا ہے؟"

اور ایک اور مقام پر:

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ

رَّحْمَةِ اللّٰهِ (الزمر-53)

"اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا، اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو!"

آپ کے الفاظ "صدق نال پڑھدا استغفار" یہ ظاہر کرتے ہیں کہ استغفار صرف زبان سے نہیں، بلکہ دل کی گہرائی سے کیا گیا۔ یہی وہ استغفارِ عاشقانہ ہے جو دل کو روشن اور تقدیر کو بدل دیتا ہے۔ تصوف میں اسے "توبہ عاشق" کہا جاتا ہے، جہاں بندہ صرف گناہوں سے نہیں، بلکہ خود اپنی موجودگی سے بھی تائب ہوتا ہے۔

چوتھا مصرعہ

برق جتھے نزول تجلیاں دا انہاں گلیاں دا کرن دیدار آیا

ترجمہ: آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، جہاں تجلیاتِ الٰہیہ نازل ہوتی ہیں، میں انہی مبارک گلیوں (یعنی حرم مکہ و مدینہ) میں دیدار کرنے کے لیے آ گیا ہوں۔

تشریح: یہ شعر وصالِ روحانی اور مشاہدہ انوارِ الٰہی کا اعلان ہے۔ "نزولِ تجلیات" سے مراد وہ مقام ہے جہاں اللہ تعالیٰ اپنی خاص رحمتوں، نوروں اور انوار سے قلوب کو روشن کرتا ہے۔ حرمین شریفین مکہ و مدینہ اسی تجلی کے مرکز ہیں۔

قرآن میں ارشاد ہے:

فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ (النور-36)

"ان گھروں میں (مساجد و مقاماتِ مقدسہ) جہاں اللہ نے اجازت دی کہ انہیں بلند کیا جائے اور ان میں اس کا نام یاد کیا جائے۔"

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا (الاعراف-143)

"جب ان کے رب نے پہاڑ پر تجلی فرمائی تو وہ ریزہ ریزہ ہوگیا۔"

اسی طرح عاشق صادق، جب بیت اللہ اور روضہ رسول ﷺ میں حاضر ہوتا ہے، تو اس پر تجلیاتِ ربانی کا نزول ہوتا ہے اور وہ دیدارِ جمالِ حق میں گم ہو جاتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں: میں انہی گلیوں میں آیا ہوں جہاں تجلیات اترتی ہیں، تاکہ دیدارِ جمالِ الٰہی حاصل ہو۔ یہ وہی "گلیاں" ہیں جنہیں قرآن میں "حرمٌ آمن" کہا گیا۔

یہ کلام دراصل آپ رحمۃ اللہ علیہ کی باطنی حاضری، روحانی قبولیت اور عرفانی وصال کی داستان ہے

جس میں بندہ گناہ سے پاک ہو کر رب کے قرب کی گلیوں میں دیدارِ تجلی کی لذت پاتا ہے۔

لبیک بندگی و تسلیم، خطاکار توبہ و انکسار، فضل خدا مغفرت و کرم، نزولِ تجلی وصالِ الٰہی، یہ وہی منازل ہیں جنہیں اہلِ سلوک "سفرِ عبد سے سفرِ رب" کہتے ہیں اور یہی سفرِ حج کی روحانی حقیقت بھی ہے۔

"لبیک لبیک پکار رہیا مولا" ایک عاشق الٰہی کا سفرِ حرم میں مکالمہ

پہلا شعر

لبیک لبیک پکار رہیا مولا
حاضر وچہ تیری جناب ہاں میں

ترجمہ: میں بار بار لبیک کہہ رہا ہوں، اے میرے مولا! میں تیری بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوں۔

تشریح: یہ شعر بندگی اور حاضری کے اظہار سے شروع ہوتا ہے۔ شاعرِ عارف جب حرم الٰہی کا تصور کرتا ہے تو دل و زبان سے "لبیک اللھم لبیک" پکار اٹھتا ہے۔ یہ ندا محض زبان سے نہیں بلکہ روح کی گہرائی سے اٹھنے والی آواز ہے جو ربّ کی قربت کی آرزو سے لبریز ہے۔

وَاَذِّنْ فِى النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا (الحج-27)

"اور لوگوں میں حج کا اعلان کر دے، وہ تیرے پاس آئیں گے پیدل۔"

یہ آیت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اعلانِ حج کی طرف اشارہ کرتی ہے، جس کے جواب میں ہر عاشق الٰہی قیامت تک "لبیک" کہہ کر حاضر ہوتا ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ:

الحاجّ والعمار وفد الله

"حاجی اور عمرہ کرنے والے اللہ کے مہمان ہیں۔" (سنن ابن ماجہ)

صوفیانہ معنی۔ "لبیک" صرف ظاہری حج کے سفر کی صدا نہیں، بلکہ باطنی حاضری کی علامت بھی ہے۔ مرشدِ کامل کے فیض سے بندہ اُس مقامِ حضور تک پہنچتا ہے جہاں دل اللہ کی جناب میں "حاضر" ہوتا ہے۔

دوسرا شعر

کتھے میں تے بیت الحرام کتھے
شاید ویکھ رہیا کوئی خواب ہاں میں

ترجمہ: میں کہاں اور بیتُ اللہ کہاں شاید میں خواب دیکھ رہا ہوں۔

تشریح: یہاں آپ اپنی عاجزی اور حیرت کا اظہار کر رہا ہے۔ جب بندہ خانہ خدا کی حاضری کا تصور کرتا ہے تو اسے یقین نہیں آتا کہ اتنی بڑی نعمت اُسے

نصیب ہوئی ہے۔ یہ کیفیت فنا فی العشق کی علامت ہے جہاں عاشق اپنی ہستی کو کچھ نہیں سمجھتا۔

وَمَنۡ يُّعَظِّمۡ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنۡ تَقۡوَى الۡقُلُوۡبِ (الحج-32)

"جو شخص اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرتا ہے تو یہ دل کے تقویٰ کی نشانی ہے۔"

خواب کی تعبیر یہاں مشاہدہ قلبی ہے۔صوفیا کے نزدیک "مشاہدہ" وہ حال ہے جب دل کو حق کی تجلیات دکھائی دینے لگتی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بیت اللہ کو دیکھنا دراصل خدا کی تجلی کے آئینہ کو دیکھنا ہے، جو ہر دل میں موجود ہے۔

تیسرا شعر

گھر والیاں جاتیاں پا گھر وچہ
تیرے ویکھنے لئی بے تاب ہاں میں

ترجمہ: میرے گھر والے سب اپنے گھروں کو جا رہے ہیں اور میں تیرے دیدار کے لیے بے تاب ہوں۔

تشریح: یہ شعر قربانی، ترکِ دنیا اور وصالِ الٰہی کی تمنا کا مظہر ہے۔ دنیا والے گھروں کی فکر میں ہیں، مگر سالکِ عاشق صرف اللہ کے دیدار کے شوق میں بے چین ہے۔

فَفِرُّوۡۤا اِلَى اللّٰهِ (الذاریات-50)

"پس دوڑو اللہ کی طرف!"

یہی وہ قرآنی دعوت ہے جسے آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے جذب میں بیان کر رہے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من حج فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدته امه

"جس نے حج کیا اور گناہ و فحش سے بچا رہا، وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو کر لوٹتا ہے جیسے آج پیدا ہوا ہو۔" (صحیح بخاری)

تصوف کی نظر میں۔ یہ "بے تابی" وہ حال ہے جسے شوق لقا کہا جاتا ہے۔ جب بندہ ہر شے کو چھوڑ کر اپنے رب کی دید کے لیے تڑپے، تو وہ عشق کی معراج پر پہنچ جاتا ہے۔

چوتھا شعر

برقؔ کرم کر دیویں مسکین اتے
پھسیا ہویا وچہ ڈاہڈے عذاب ہاں میں

ترجمہ: اس برق، مسکین پر کرم فرما، میں سخت عذاب اور آزمائش میں گرفتار ہوں۔

تشریح: یہاں آپ اپنی عاجزی، گناہ کی ندامت اور ربّ سے فریاد کا اظہار کرتا ہے۔ یہ مقامِ توبہ و انکسار ہے جب بندہ اپنی کمزوری کو تسلیم کرتا ہے اور رحمتِ الٰہی کی التجا کرتا ہے۔

قُلۡ يٰعِبَادِىَ الَّذِيۡنَ اَسۡرَفُوۡا عَلٰٓى اَنۡفُسِهِمۡ لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَةِ اللّٰهِ (الزمر-53)

"اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی، اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔"

حدیثِ قدسی میں آیا:

انا عند ظن عبدی بی

"میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق ہوں۔" (صحیح بخاری)

"مسکینی" صوفیاء کے نزدیک کاملِ فقر ہے اور "عذاب" یہاں نفس و دنیا کے حجاب ہیں۔ مرشدِ کامل سے التجا دراصل فیضِ ارشاد کی طلب ہے کہ اے مرشد! اپنی نگاہِ کرم سے ان حجابوں کو دور فرما تا کہ میں قربِ الٰہی میں داخل ہوسکوں۔

یہ کلام ایک عاشق الٰہی کا وجدانی مکالمہ ہے جو:

1. لبیک کی صدا سے بندگی کا اعلان کرتا ہے،
2. عاجزی سے اپنی بے بضاعتی بیان کرتا ہے،
3. شوقِ دیدار میں دنیا سے کنارہ کرتا ہے،
4. کرمِ مرشد سے نجات وقربِ الٰہی کی دعا مانگتا ہے۔

"درگاہِ ختم الرسل ﷺ میں عجز و ندامت کی حاضری"

پہلا شعر

ختم الرسل میں تیری درگاہ اندر
حاضر ہویا عجز و انکسار لے کے

ترجمہ: اے ختم الرسل ﷺ! میں تیری درگاہ میں حاضر ہوا ہوں دل میں عجز و انکساری لے کر۔

تشریح: یہاں آپ کامل حضور سید المرسلین ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں ادب و نیاز کے ساتھ حاضری کا اقرار کر رہا ہے۔ یہ دراصل عاشق رسول ﷺ کا وہ کیفیاتی مقام ہے جہاں بندہ اپنے تمام کمالات کو فنا کر کے صرف عجز کے لباس میں حاضری دیتا ہے۔

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (النشرح-4)

"اور ہم نے آپ کے ذکر کو بلند کر دیا۔"

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو تمام مخلوقات میں سب سے بلند مقام عطا فرمایا۔ اسی لیے حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضری دراصل عرش سے بھی بلند درگاہ کی حاضری ہے۔

صوفیاء کے نزدیک "عجز و انکسار" راہِ محبت کی شرطِ اول ہے۔ جو خود کو فنا کرے گا، وہی حقیقتِ محمدیہ ﷺ تک پہنچے گا۔ حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ اس مقام پر "فقرِ محمدی" کا عملی اظہار فرما رہے ہیں۔

دوسرا شعر

کریں معاف میریاں غلطیاں نوں
میں تے آیا گناہاں دے بھار لے کے

ترجمہ: میرے گناہوں کو معاف فرما دیجئے، میں تو اپنے گناہوں کا بوجھ اٹھائے آیا ہوں۔

تشریح: یہ بندہ گنہگار کی زبان سے توبہ و استغفار کا اظہار ہے۔ آپ اپنے نفس کی کمزوری اور خطاؤں کا اعتراف کر کے درِ رسول ﷺ پر پناہ مانگتا ہے۔ یہ وہی مقام ہے جسے قرآن میں توبہ نصوح کہا گیا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا (التحریم-8)

"اے ایمان والو! اللہ کی طرف خالص توبہ کے ساتھ رجوع کرو۔"

نبی ﷺ نے فرمایا:

التائب من الذنب کمن لا ذنب له

"جو شخص گناہ سے توبہ کر لیتا ہے، وہ ایسا ہے جیسے اس نے کبھی گناہ کیا ہی نہیں۔" (سنن ابن ماجہ)

صوفیاء کے نزدیک گناہوں کا بوجھ دراصل نفس کی غفلت کا بوجھ ہے۔ مرشدِ کامل کی صحبت میں یہ بوجھ ذکر و استغفار سے ہلکا ہوتا ہے۔ حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ التجا دراصل تزکیہ نفس کی دعا ہے۔

تیسرا شعر

تیریاں رحمتاں دے بوہے ویکھ کھلے
آیا دلے وچہ آساں ہزار لے کے

ترجمہ: میں نے تیری رحمتوں کے دروازے کھلے دیکھے اور دل میں ہزاروں

امیدیں لے کر آیا ہوں۔

تشریح: یہ شعر امید و یقین کے جذبے سے لبریز ہے۔ آپ کو یقین ہے کہ اللہ کے درِ رحمت کبھی بند نہیں ہوتے۔ یہاں "رحمتاں دے بوہے" کا استعارہ اُس الٰہی وعدے کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ہر گناہگار کو معاف فرما سکتا ہے۔

وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ (الاعراف-156)

"میری رحمت ہر چیز پر چھا گئی ہے۔"

لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ (الزمر-53)

"اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔"

صوفیاء فرماتے ہیں کہ رحمت کے دروازے صرف حرم میں نہیں، بلکہ دلِ سالک میں کھلتے ہیں جب دل خوف سے نکل کر امید کی وادی میں داخل ہوتا ہے۔ یہی مقام "رجاء" ہے، جو سلوک کی آخری منازل میں سے ہے۔

چوتھا شعر

برقؔ کرم کر دیویں مسکین اتے
میں تے دکھ آیا بے شمار لے کے

ترجمہ: اس برقِ مسکین پر کرم فرما، میں تو بے شمار دکھوں کا بوجھ اٹھائے آیا ہوں۔

تشریح: یہ بندہ سالک کا آخری فریادی مقام ہے۔ وہ دنیاوی و روحانی دکھوں کے ساتھ مرشد کی بارگاہ میں حاضر ہے۔ یہ التجا دراصل فیضِ ولایت اور نظرِ کرمِ شیخ کی طلب ہے۔

وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ (الشوری-25)

"وہی ہے جو اپنے بندوں سے توبہ قبول کرتا ہے۔"

یا ابن آدم، لو بلغت ذنوبك عنان السماء ثم استغفرتني غفرت لك

"اے ابن آدم! اگر تیرے گناہ آسمان تک بھی پہنچ جائیں، پھر بھی اگر تو مجھ سے مغفرت مانگے تو میں تجھے بخش دوں گا۔" (ترمذی)

"دکھ" سے مراد نفس کی مجاہدہ گاہ ہے اور "برق" (حضرت شیخ ابوالکمال رحمۃ اللہ علیہ) سے مراد وہ مرشدِ کامل ہے جو اپنی نگاہِ فیض سے مرید کے دکھوں کو نورِ عرفان میں بدل دیتا ہے۔

یہی "کرمِ ولایت" ہے جو بندے کو فنا سے بقاء تک پہنچاتا ہے۔

یہ کلام دراصل ایک عاشق رسول ﷺ کی سچی توبہ اور روحانی ندامت ہے۔ حضرت برق قادری رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار میں بندہ ظاہر سے باطن کی طرف، خوف سے امید کی طرف اور آخر میں مرشد سے وصالِ الٰہی کی طرف سفر کرتا ہے۔

سفرِ توبہ و اُمید از کلامِ برق نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

لبِ کعبہ رسیدہ دلِ خونین من است،
بہ درگاہِ نبی نالہ شرمین من است

گنہکارم ولی پر زِ اُمید آمدم،
کہ رحمت چو بحر است، غمین نیست من است

بہ صد شرم و آہ آمدم بر حضور،
کہ بخشایشِ اوست یقین در ضمیر

بگوید مرا برقِ نوشاہیہ راست،
درِ لطفِ او باز و درِ خوف، بست

ترجمہ: "میرا زخمی دل کعبہ تک آپہنچا، نبی ﷺ کی درگاہ میں شرمندگی سے نالہ کر رہا ہے۔ میں گناہگار ضرور ہوں مگر اُمید سے بھرا آیا ہوں، کہ اُس (اللہ) کی رحمت سمندر کی طرح وسیع ہے۔ میں شرم و ندامت کے ساتھ حاضری دیتا ہوں، کیونکہ اُس کی بخشش پر میرا یقین پختہ ہے۔ اور برقِ نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے کہ اللہ کا درِ لطف ہمیشہ کھلا ہے، خوف کا در بند ہو چکا ہے۔"

اے ربِّ کعبہ!

یہ تیرا فضل ہے کہ تو نے اپنے فقیر بندے کو توبہ و ندامت کے ساتھ اپنی بارگاہ تک پہنچایا۔

اس نے جو قدم اُٹھایا، وہ تیرے رسول ﷺ کے فیضان سے اُٹھایا۔ جو آنسو گرے، وہ تیرے عشق کے فیض سے گرے۔

اے خدا!

جس طرح تو نے اپنے مقرب بندوں کو غارِ توبہ سے حرمِ عرفان تک پہنچایا، اسی طرح ہمیں بھی اپنے درِ رحمت کا مسافر بنا دے۔

اے ختم الرسل ﷺ!

تیری درگاہ میں یہ گناہگار، یہ محرمِ یہ برقِ قادری رحمۃ اللہ علیہ کا غلام تیری شفاعت کا طلبگار ہے۔

ہمیں اپنی اُمّت میں قبول فرما، ہماری دعاؤں کو حجِ مبرور کی قبولیت میں بدل دے۔

اے اللہ!

ہمارے مرشدِ کامل حضرت سید ابوالکمال برقؔ قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ کے درجات بلند فرما اور ان کے فیضان سے ہمارے قلوب کو روشن کر۔ ان کے فیض سے ہمیں عجز، محبت اور عرفان کی وہ روش عطا کر جس سے بندہ، بندگی کے دروازے پر فنا ہو کر بقاء پالے۔

آمین بجاہِ سید الانبیاء ﷺ۔

حج کا احرام اور منیٰ کی روانگی

(22 تا 25 ستمبر 1982ء / 8 ذوالحجہ 1402ھ)

حضرت سید ابوالکمال برقؔ قادری نوشاہی قدس سرہ العزیز نے ان ایام میں محلہ جرول (مکہ مکرمہ) میں قیام فرمایا۔ یہ قیام روحانی تیاری، باطنی یکسوئی اور ظاہری نظمِ عبادات کا مجموعہ تھا۔

آپ کی راتیں ذکر و تسبیح میں بسر ہوتیں اور دن کی ساعتیں قرآن و درود میں گزرتیں۔

8 ذی الحج تیاریِ حج اور احرام باندھنا

25 ستمبر بروز ہفتہ، مکہ مکرمہ میں فجر سے قبل آپ نے نمازِ تہجد ادا کی اور اس کے بعد دیر تک کلمہ طیبہ اور درودِ شریف کے وِرد میں مشغول رہے۔ صبح آٹھ بجے آپ اپنے رفقائے سفر کے ساتھ مسجدِ حرام تشریف لے گئے۔ آپ کے ساتھ درج ذیل رفقائے کرام موجود تھے۔ قاضی عبدالغنی نوشاہی برقی رحمۃ اللہ علیہ، قاضی محمد یوسف نوشاہی برقی رحمۃ اللہ علیہ، سید ظاہر شاہ کمالؔ نوشاہی برقی رحمۃ اللہ علیہ، ملک حافظ عبدالرزاق نوشاہی برقی رحمۃ اللہ علیہ، قاری طالب حسین

نیتِ حج اور طوافِ کعبہ

آپ نے احرام کی نیت کی اور دو نفل تحیۃ المسجد کے بعد دو نفل احرام مقامِ ابراہیم کے قریب، کعبہ مشرفہ کے رُخ پر خشوع و خضوع کے ساتھ ادا فرمائے۔ اس کے بعد طوافِ کعبہ کی سعادت حاصل کی۔ یہ طواف آپ کی زندگی کے روحانی سفر کا ایک نیا باب تھا۔ آپ کے ساتھ موجود احباب نے حفاظت کے لیے دائرہ سا بنا رکھا تھا، جس سے آپ کو عبادت میں سہولت اور استغراق نصیب ہوا۔

طواف مکمل ہونے پر آپ نے دو نفل شکرانہ ادا کیے اور پھر صفا و مروہ کے درمیان سعی فرمائی۔ یہ لمحے عجز و محبت، خشیت و اُمید اور عبد و معبود کے درمیان روحانی گفتگو کے لمحے تھے۔

منیٰ کی طرف روانگی اور قیام

طواف و سعی سے فراغت کے بعد آپ بمعہ قافلہ منیٰ روانہ ہوئے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں حج کا عملی آغاز ہوتا ہے اور بندگی کا قافلہ قربانی و تسلیم کے میدان میں داخل ہوتا ہے۔ منیٰ پہنچ کر آپ نے شیخ نذیر احمد نوشاہی برقی (ڈائریکٹر نذیر اینڈ کمپنی) کے زیرِ انتظام خیمہ گاہ میں قیام فرمایا۔ یہ خیمہ گاہ اہلِ عشق و عرفان کی بستی تھی جہاں ذکرِ الٰہی کی صدائیں گونجتی رہتی تھیں اور ہر دل میں قربانی و رضا کی کیفیت موجزن تھی۔

روحانی تاثر

اس مرحلے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں فرمایا: "احرام کی چادریں دراصل فنا کی علامت ہیں بندہ جب اُنہیں اوڑھتا ہے تو گویا دنیا سے خلع ہو کر اپنے رب کے در پر غلامی کا اقرار کرتا ہے۔ حج کا سفر جسم سے زیادہ روح کا سفر ہے۔ منیٰ میں ہر سانس ایک دعا ہے اور ہر آنسو توبہ و قرب کی علامت۔" یہ مرحلہ سفرِ حج کے روحانی سلسلے کا وہ نقطہ آغاز ہے جہاں بندہ "لبیک" کہہ کر اپنے تمام ظاہری و باطنی وجود کو اللہ کی بندگی میں سونپ دیتا ہے۔ حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ عمل نہ صرف ایک حاجی کی عبادت بلکہ ایک عارفِ کامل کے عرفانی شعور کی تجلی ہے، جس نے احرام کے سفید کپڑوں میں فنا و بقا دونوں کو یکجا دیکھا۔

حج کا رکن اعظم وقوفِ عرفات

عرفات کی طرف روانگی۔ 26 ستمبر 1982ء، بروز اتوار

یہ دن 8 ذی الحج کے بعد کا وہ عظیم دن تھا جسے یومِ عرفہ کہا جاتا ہے حج کا سب سے بنیادی اور اہم رکن ہے اسی دن دوپہر کے قریب پیر سید ابوالکمال برقؔ قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رفقائے خاص کے ہمراہ، جن میں سید ظاہر شاہ کمالؔ نوشاہی برقی پیش پیش تھے، منیٰ سے روانہ ہوئے۔ پانچ بجے کے قریب میدانِ عرفات پہنچے، جو انبیاء و اولیاء کے انوار سے منور سرزمین ہے۔

مقامِ عرفات میں قیام

حضرت نے شیخ نذیر احمد نوشاہی برقی کے خیمہ میں قیام فرمایا۔ عرفات کے خیموں میں ہر طرف تلبیہ کی صدائیں گونج رہی تھیں: "لبيك اللهم لبيك، لبيك لا شريك لك لبيك"

آپ نے یہاں بھی وہی کیفیت اختیار کی جو اہلِ اللہ کا شیوہ ہے خشوع و خضوع، آنسوؤں اور دعا کی تڑپ، آپ نے نہایت عاجزی سے امتِ مسلمہ، مریدین اور پوری انسانیت کے لیے مغفرت کی دعا کی۔ قرآنِ مجید میں ارشاد ہے

فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ (البقرہ-198)

"پھر جب تم عرفات سے واپس آؤ تو مشعرِ حرام (مزدلفہ) کے پاس اللہ کو یاد کرو۔"

یہی وہ لمحہ تھا جب آپ نے قرآن و سنت کی روح کے مطابق وقوفِ عرفات کا حق ادا کیا۔

مزدلفہ کی رات تسلیم و رضا کی ساعتیں

جب سورج عرفات غروب ہوا تو آپ نے حسبِ سنت، عرفات سے مغرب کی نماز ادا کیے بغیر مزدلفہ کی طرف سفر اختیار فرمایا۔ یہ سفر نہ صرف ظاہری تھا بلکہ باطنی تسلیم و رضا کا مظہر بھی۔

آپ کے ہمراہ سید ظاہر شاہ کمالؔ نوشاہی برقی بھی موجود تھے۔

مزدلفہ میں قیام اور عبادات

مزدلفہ پہنچ کر آپ نے مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کر کے خود امامت فرمائی۔ یہ وہ رات تھی جس کے بارے میں حدیثِ نبوی ﷺ ہے کہ

"حج عرفہ ہے اور مزدلفہ میں رات گزارنا واجب ہے۔" (سنن ابی داؤد)

پیرِ طریقت نے اس رات کو ذکر و دعا، استغفار اور درودِ شریف میں بسر فرمایا۔ دل میں امتِ مسلمہ کے لیے خیر و فلاح کی التجائیں تھیں۔

صبحِ مزدلفہ۔ نمازِ فجر کی امامت بھی خود حضرت نے فرمائی۔

صبحِ صادق کے وقت آپ کا چہرہ مبارک نورِ عبادت سے منور تھا۔ یہ لمحہ گویا "لبیک" کی روحانی تکرار کا عروج تھا۔

رفقائے سفر کی خدمات

اس روحانی قیام کے دوران سید ظاہر شاہ کمالؔ نوشاہی برقی نے پانی اور طعام کا بندوبست کیا۔

یہ خدمتِ شیخ اور محبتِ مرشد کا عملی مظہر تھی، جو سلسلہ نوشاہیہ کی خانقاہی تربیت کا حسن ہے۔

وقوفِ عرفات محض جسمانی قیام نہیں، بلکہ دل کا مقامِ عرفان ہے۔ جہاں بندہ اپنے تمام گناہوں کا اقرار کر کے "فنائے نفس" کے دروازے پر آتا ہے۔

اور مزدلفہ "وصلِ صفا" کا نشان ہے، جہاں دل کو سکون اور روح کو قرار حاصل ہوتا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ سفرِ عرفات دراصل سفرِ حقیقت کا مظہر تھا: عرفات میں معرفتِ الٰہی، مزدلفہ میں ذکر و استغفار اور منیٰ میں قربانی و تسلیم آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حج کے اس مرحلہ میں نہ صرف ارکانِ ظاہری ادا کیے بلکہ اس کے باطنی اسرار کو بھی زندہ کیا عرفات میں دعا، مزدلفہ میں ذکر اور مریدوں کے دلوں میں ایمان کی تازگی۔ یہ سفر اُن کی روحانیت، اتباعِ سنت اور عشقِ الٰہی کا آئینہ دار تھا۔

منیٰ میں قیام اور رمیِ جمار تسلیم و اطاعت کا مظہر

منیٰ کی طرف واپسی

تاریخ: 27 ستمبر 1982ء، بروز سوموار

وقوفِ عرفات اور مزدلفہ کی بابرکت رات کے بعد، جب سورج نے طلوع کی کرنیں بکھیرنا شروع کیں، پیر سید ابوالکمال برقؔ قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رفقائے خاص کے ہمراہ منیٰ تشریف لائے۔ یہ وہ منزل ہے جہاں حضرتِ ابراہیم علیہ السلام نے شیطان کو سنگسار کیا تھا اور تسلیم و اطاعت کا مظہر بنے تھے۔ قرآن میں ارشاد ہے:

فَاِذَا قَضَیْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا (البقرہ-200)

"پھر جب تم اپنے مناسک ادا کر چکو تو اللہ کو یاد کرو جیسے اپنے باپ دادا کو یاد کرتے ہو، بلکہ اس سے بھی زیادہ شدت سے۔"

یہی یادِ الٰہی کی کیفیت منیٰ کے خیموں میں چھائی ہوئی تھی۔

جمرہ عقبہ کی رمی نفس پر غلبے کا اعلان

منیٰ پہنچ کر حضرت پیر ابوالکمال برقؔ رحمۃ اللہ علیہ نے جمرہ عقبہ کی رمی فرمائی۔
یہ عمل دراصل شیطان کی قوتوں کو ردّ کرنے اور باطن سے نفیِ نفس کا اعلان ہے۔

آپ نے "بِسۡمِ اللّٰہِ، اللّٰہُ اَکۡبَرۡ" کی صداؤں کے ساتھ سات کنکریاں پھینکیں۔ ہر کنکری گویا نفسِ امّارہ پر ضرب تھی اور ہر "اللہ اکبر" تسلیم و رضا کی صدا۔

حدیثِ نبوی ﷺ ہے: "رمی جمار کے وقت تمہارا ہر کنکر شیطان پر پڑتا ہے اور وہ تم سے دور بھاگتا ہے۔" (ترمذی شریف)

قربانی اور احرام کی تکمیل

رمی کے بعد حضرت نے سنتِ ابراہیمی کے مطابق قربانی ادا فرمائی۔ یہ قربانی دراصل ظاہری عمل سے بڑھ کر قلبی فنا فی اللہ کی علامت تھی۔ پھر آپ نے سر منڈوا کر احرام کھول دیا، یوں ظاہری حج کی تکمیل کے ساتھ باطنی تجدید بھی مکمل ہوئی۔ قرآن میں ہے:

لَنۡ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوۡمُہَا وَلَا دِمَآؤُہَا وَلٰکِنۡ یَّنَالُہُ التَّقۡوٰی
مِنۡکُمۡ (الحج-37)

"اللہ تک نہ ان کے گوشت پہنچتے ہیں نہ خون، بلکہ تمہارا تقویٰ
(اخلاص) پہنچتا ہے۔"

یہی اخلاص پیرِ طریقت کے دل میں موجزن تھا۔

دوسرے دن کی رمی جمار ثبات و استقامت

28 ستمبر 1982ء، بروز منگل اگلے دن حضرت پیر ابوالکمال برقؔ رحمۃ اللہ علیہ نے سنت کے مطابق تینوں جمار پر رمی کی جمرہ اُولیٰ، جمرہ وُسطیٰ، جمرہ عُقبہ پر رمی کی۔ ہر رمی ایمان، عمل اور استقامت کی علامت تھی۔ یہ وہ مقام ہے جہاں ابلیس

تین مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سامنے آیا تھا اور ہر مرتبہ شکست کھا کر بھاگ گیا۔ یہی کیفیت اس روز سلسلہ نوشاہیہ کے پیرِ کامل کی باطنی قیادت میں دہرائی گئی۔

طوافِ زیارت روحانی قربت کا لمحہ

رمی کے بعد حضرت نے طوافِ زیارت ادا فرمایا۔ یہ حج کا اختتامی اور روحانی عروج کا لمحہ تھا۔

کعبۃ اللہ کے گرد طواف کرتے ہوئے حضرت کی زبان پر ذکر و تسبیح کی تکرار تھی، دل عشقِ الٰہی سے لبریز اور چہرہ تجلیاتِ سکینہ سے منور۔

رفقائے طواف

اس طوافِ سعادت میں آپ کے ہمراہ یہ معزز رفقا شریک تھے: قاضی محمد کاظم نوشاہی برقی، حافظ عبدالرزاق نوشاہی برقی، قاضی محمد یوسف نوشاہی برقی، صاحبزادہ سید قطب شاہ ابدالؔ نوشاہی برقی یہ سب آپ کے حلقہ ارادت کے فاضل و صالح رکن تھے، جنہوں نے اپنے مرشد کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کر کے روحانی برکات حاصل کیں۔

رمیِ جمار سے طوافِ دل تک

رمی دراصل نفیِ باطل ہے اور طواف اثباتِ حق پہلے دل سے شیطان کو نکال دیا جاتا ہے، پھر دل کو اللہ کے گرد گردش میں لایا جاتا ہے۔

حضرت ابوالکمال برقؔ قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ نے حج کے ان مراحل کو نہ صرف ظاہری طور پر ادا کیا بلکہ ان کے باطنی اسرار کو بھی زندہ کر دکھایا

منیٰ میں تسلیم، عرفات میں عرفان، مزدلفہ میں ذکر اور مکہ میں وصال، یہ چند دن 25 تا 28 ستمبر 1982 پیر سید ابوالکمال برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کے لیے محض مناسک

نہیں تھے، بلکہ عشق و عرفان کے مدارج تھے۔ آپ کا حج، حجِ اکبر بھی تھا اور حجِ ابراہیمی بھی، جہاں "لبیک" کی صدا صرف زبان پر نہیں بلکہ روح میں گونجتی تھی۔

کعبہ کی نگاہ اور تجلیِ مغفرت

موقع و محلِ نزولِ کلام

28 ستمبر 1982ء بابِ عمرہ، مسجد الحرام، مکہ مکرمہ

طوافِ زیارت مکمل کرنے کے بعد جب حضرت پیر سید ابوالکمال برقؔ قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ بابِ عمرہ سے کعبۃ اللہ کی جانب متوجہ ہوئے، تو دل میں وجد و شکر کی کیفیت طاری ہوگئی۔ روح پر انوار و تجلیاتِ رحمت چھا گئیں۔ اسی حالتِ روحانی استغراق میں یہ وجدانی کلام فرمایا جو بندگی، عرفان اور فنا فی اللہ کا حسین امتزاج ہے۔

اسمائے حسنیٰ و وسعتِ رحمت باری

اے غفور رحیم کریم قادر، انتہا کوئی تیری عطا دی نہیں
تیریاں بخششاں دے بوہے ہین کھلے، کوئی لوڑ اتھے التجا دی نہیں
ادھر حد نہیں تیریاں رحمتاں دی، ادھر حد کوئی میری خطا دی نہیں
برقؔ آپ اپنے گھروں خیر پا دے، عادت منگن دی ایس گدا دی نہیں

ترجمہ: اے غفور و رحیم، کریم و قادر خدا! تیری عطاؤں کی کوئی حد نہیں، کوئی انتہا نہیں۔ تیرے درِ رحمت کے دروازے ہمیشہ کھلے رہتے ہیں یہاں کسی اذن کی ضرورت نہیں۔ اے ربّ! تیری رحمت لامحدود ہے اور میری خطا بھی بے شمار، مگر تیرا کرم ان سب پر غالب ہے۔ اور میں، تیرا فقیر برقؔ، تیرا ایسا مانگنے والا ہوں جو دنیا نہیں مانگتا بلکہ تیری رضا اور قربِ

خاص چاہتا ہے۔

شرح و تفسیر

1 اے غفور رحیم کریم قادر، انتہا کوئی تیری عطا دی نہیں

یہ مصرعہ اسمائے حسنیٰ کی شانِ جامعیت کا مظہر ہے۔ قرآنِ مجید میں فرمایا گیا:

وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ (الاعراف-156)

"میری رحمت ہر چیز کو محیط ہے۔"

حضرت ابوالکمال برقؔ رحمۃ اللہ علیہ نے "انتہا کوئی تیری عطا دی نہیں" کہہ کر اسی آیتِ کریمہ کا عرفانی ترجمہ کیا ہے کہ خالق کائنات کی عطا نہ حد رکھتی ہے نہ حساب۔

يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ قَامُوا فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ، فَسَأَلُونِي، فَأَعْطَيْتُ كُلَّ وَاحِدٍ مَسْأَلَتَهُ، مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِمَّا عِنْدِي إِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ إِذَا أُدْخِلَ الْبَحْرَ (مسلم شریف)

"اگر تم سب ایک میدان میں مجھ سے مانگو اور میں ہر ایک کو دے دوں، تب بھی میرے خزانے میں اتنی کمی نہ ہوگی جتنی سوئی کے سمندر میں ڈالنے سے ہوتی ہے۔"

یہی عرفانی مفہوم "انتہا کوئی تیری عطا دی نہیں" میں مضمر ہے۔

فنا فی الرضا

2 تیریاں بخششاں دے بوہے ہین کھلے، کوئی لوڑ اتھے التجا دی نہیں

یہ مصرعہ اس حقیقت پر دلالت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مغفرت ہمیشہ جاری

وساری ہے مانگنے سے پہلے بھی اور گناہ کے بعد بھی۔ قرآن کہتا ہے:

ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (مؤمن-60)

"مجھے پکارو، میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔"

اور ایک دوسری جگہ فرمایا:

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ (الزمر-53)

"اے میرے بندو جنہوں نے اپنے اوپر زیادتی کی، اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔"

حضرت قبلہ برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا کہ "کوئی لوڑ اتھے التجا دی نہیں" دراصل فنا فی الرضا کی کیفیت ہے کہ بندہ اب مانگتا نہیں، بلکہ سراپا قبول بن جاتا ہے۔

یہ درجہ تسلیم و رضا ہے جو صرف اہلِ طریقت کو نصیب ہوتا ہے۔

ایمان کی معراج

3 ادھر حد نہیں تیریاں رحمتاں دی، ادھر حد کوئی میری خطا دی نہیں

یہاں عبد و معبود کے تعلق کی دو انتہائیں دکھائی گئی ہیں کہ خالق کی رحمتِ غیر متناہی، مخلوق کی عجز و خطا کی انتہا یہ توازن قرآن کے اس جملے میں جھلکتا ہے:

نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ وَ اَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ (الحجر-50-49)

مگر بندہ جب "ادھر حد نہیں تیریاں رحمتاں دی" کہتا ہے تو گویا اللہ کے "غفور و رحیم" ہونے پر یقین کا اعلان ہے اور یہی ایمان کی معراج ہے۔

صوفیاء فرماتے ہیں:

العارفُ لَا يَخَافُ ذَنْبَهُ بَلْ يَسْتَحْيِي مِنْ رَبِّهِ

"عارف اپنے گناہ سے نہیں ڈرتا، بلکہ اپنے رب سے حیا کرتا ہے۔"

یہی حیا اور امید اس شعر میں جلوہ گر ہے۔

فقرِ محمدی ﷺ

4 برقؔ آپ اپنے گھروں خیر پادے، عادت منگنی دی ایس گدا دی نہیں

یہ آخری مصرعہ فنا و فقر کا کامل اظہار ہے۔ یہاں "گدا" محض فقیر نہیں، بلکہ فقیرِ کامل ہے جو دنیاوی نعمت نہیں مانگتا، بلکہ ربّ العالمین کے قرب و دیدار کا طالب ہے۔ قرآن میں فرمایا:

وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُنِيْ اِلَّا ۝ الَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ (الشعراء-78)

"وہی ہے جو مجھے پیدا کرتا ہے اور وہی مجھے ہدایت دیتا ہے۔"

اسی یقین کے ساتھ حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں مانگنے نہیں آیا میں تو تیری عطا میں فنا ہونے آیا ہوں۔ یہ وہی فقرِ محمدی ﷺ ہے جس کے متعلق حدیثِ نبوی ہے:

الفقر فخری "فقر میرا فخر ہے۔"

بابِ معرفت

یہ کلام دراصل "بابِ عمرہ" سے زیادہ "بابِ معرفت" ہے۔ یہاں ایک بندہ کامل، عبدیت کے درجہِ کمال پر کھڑا ہے۔ جہاں التجا مٹ جاتی ہے، عطا بے حد ہو جاتی ہے اور گدا، خالق کی رضا میں گم ہو جاتا ہے۔ پیر سید ابوالکمال برقؔ قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ وجدانی کلام "حجِ اکبر" کے روحانی حاصل کی مکمل تصویر ہے۔

منیٰ میں قیام، رمیِ جمرات اور ایامِ تشریق

(29 ستمبر تا 6 اکتوبر 1982) یومِ رمی 29 ستمبر بروز بدھ اس روز آپ قدس سرہ العزیز نے منیٰ میں اپنے قیام کے دوران سنتِ ابراہیمی کے مطابق جمرہ

وسطی اور جمرہ عقبی پر کنکریاں پھینکیں۔ یہ عمل دراصل نفس، شیطان اور باطنی خواہشات کے خلاف روحانی اعلانِ بغاوت ہے۔ قرآن میں ارشادِ ربانی ہے:

فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ (البقرہ-198)

"پھر جب تم عرفات سے لوٹو تو مشعرِ حرام کے پاس اللہ کو یاد کرو۔"

یہ ذکر اور یاد منیٰ میں رمی جمرات کے ذریعے جاری رہتا ہے، جہاں حاجی شیطان کو کنکریاں مارتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس روحانی مظہر کو انتہائی خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کیا۔

ملاقاتِ اہلِ محبت و مریدانِ صادق

منیٰ میں قیام کے دوران کئی محبان و خدامِ سلسلہ نوشاہیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے لیے حاضر ہوئے۔ حاجی سلیم نوشاہی برقی (دینہ، جدہ سے تشریف لائے) محمد حسین (آف ٹھٹھہ عالیہ) منظور احمد (آف نمل شریف) یہ سب حضرات اپنے پیرِ طریقت سے ملاقات کی سعادت پانے اور روحانی فیضان حاصل کرنے کے مشتاق تھے۔ اگلے دن سید عابد شاہ (آف موہڑہ نوزاں) بھی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ یہ ملاقاتیں عشق و ارادت سے معمور تھیں۔ اہلِ محبت نے اپنے مرشدِ کامل کی خدمت میں عقیدت کے پھول نچھاور کیے۔

روحانی و علمی ذوق خریدِ فتاویٰ ہندیہ

مکہ مکرمہ میں قیام کے آخری ایام کے دوران، آپ قدس سرہ العزیز نے ایک اہم علمی کام انجام دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کتب خانہ مکہ سے "فتاویٰ ہندیہ" کی مکمل چھ جلدوں پر مشتمل سیٹ خریدی۔ یہ عمل صرف مطالعہ نہیں بلکہ علمِ فقہ کے احیاء کی ایک روشن مثال ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

العلماء ورثة الانبياء (ترمذی)

"علما انبیاء کے وارث ہوتے ہیں۔"

فتاویٰ ہندیہ کی خرید سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت قبلہ برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حج صرف عبادتِ بدنی نہیں بلکہ علم و عمل، شریعت و طریقت کا کامل امتزاج تھا۔

اختتامِ قیامِ مکہ 6 اکتوبر 1982

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے 6 اکتوبر تک مکہ مکرمہ میں قیام فرمایا۔ ان دنوں میں آپ اکثر مسجد الحرام میں طواف، نوافل، ذکرِ اسمِ ذات اور درود و سلام میں مشغول رہتے۔ راتوں کو تہجد، دن میں مراقبہ اور تلاوت قرآن معمول تھا۔ یہ ایام آپ کے لیے صرف سفرِ حج نہیں بلکہ سفرِ قربِ الٰہی تھے، جن میں عشق، عجز اور بندگی کی خوشبو رچی ہوئی تھی۔ منیٰ اور مکہ کے ان آخری دنوں میں حضرت سید ابوالکمال برقؔ نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ نے جو روحانی سکون پایا، وہ تصوف کا خلاصہ ہے:

"قلب کی اصلاح، نیت کی پاکیزگی اور ذاتِ الٰہی سے مکمل تعلق"۔

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ (البقرہ-196)

"حج اور عمرہ اللہ کے لیے مکمل کرو۔"

حضرت قبلہ برقؔ رحمۃ اللہ علیہ نے اس حکمِ الٰہی پر لفظاً و معناً عمل کیا حج بھی ادا کیا اور اپنے قلوب کو بھی طوافِ ذاتِ حق میں مشغول رکھا۔

طوافِ وداع فراقِ کعبہ کی ساعتِ دعا

7 اکتوبر کی مبارک صبح، حضرت سید ابوالکمال برقؔ قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ نے طوافِ وداع ادا فرمایا۔

یہ وہ لمحہ تھا جب دل میں شکر، اشک اور فراق کے جذبے ایک ساتھ

موجزن تھے۔

قرآنِ مجید میں حکم ہے:

وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ (الحج-29)

"اور بیتِ عتیق (کعبہ) کا طواف کریں۔"

یہ طواف الوداع دراصل محبوبِ حقیقی سے جدائی نہیں بلکہ مدینہ کی طرف رجوعِ عشق کی تیاری تھی جہاں محبوبِ دوعالم ﷺ کا روضہ انور منتظر تھا۔

مدینہ پاک کی جانب روانگی کارِ عشق و ارادت

طواف الوداع کے بعد آپ قدس سرہ نے اپنے قریبی رفقا کے ساتھ مدینہ منورہ کا سفر اختیار فرمایا۔ آپ کے ہمراہ یہ باصفا رفقا تھے، قاضی محمد یوسف نوشاہی برقی، قاری طالب، یہ قافلہ عشق ایک جمسیس کار پر روانہ ہوا۔ اس سفر میں زبان پر ذکرِ الٰہی، درود و سلام اور دل میں رسولِ پاک ﷺ کی حضوری کا وجد جاری تھا۔

مستورہ میں نمازِ عصر وقوف وحضور کا لمحہ

راستے میں مستورہ کے مقام پر قیام فرمایا اور نمازِ عصر ادا کی۔ یہاں بھی آپ نے امامت کے فرائض خود سرانجام دیے۔ یہ منظر اس آیت کی عملی تفسیر تھا:

الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ (النمل 03)

"وہ جو نماز قائم رکھتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔"

حضرت قبلہ برقی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ سفر محض جغرافیائی نہیں، بلکہ باطنی منازلِ قرب کا سفر تھا۔

مسجد خیف میں نمازِ مغرب فیضانِ انبیا کا مقام

مغرب کا وقت آنے پر آپ نے مسجدِ خیف میں نماز ادا فرمائی۔ یہ وہی مقام ہے جہاں تقریباً ستر انبیا علیہم السلام نے قیام فرمایا تھا۔ حدیثِ پاک میں آتا ہے۔

صَلَّى فِي مَسْجِدِ الْخَيْفِ سَبْعُوْنَ نَبِيًّا

"مسجد خیف میں ستر انبیا نے نماز ادا کی۔"

اس مقدس مقام پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دل کی گہرائیوں سے دعا کی امت کی سلامتی، دین کی بقا اور سلسلہ نوشاہیہ کی ترقی کے لیے۔

منزلِ عشق قریب مدینہ منورہ کا فاصلہ

نمازِ مغرب کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دوبارہ سفر شروع فرمایا۔ اب مدینہ طیبہ تقریباً 103 کلومیٹر کے فاصلے پر تھا۔ دل کی دھڑکن تیز، نگاہیں روشن اور زبان پر مسلسل درود شریف تھا۔

اللّٰھم صلّ علی سیدنا محمدٍ النبی الامی و علی آلہ و صحبہ وسلم

یہ وہ لمحہ تھا جب روح و جسم دونوں مدینہ کے لیے بیتاب تھے۔ جیسے ہی قافلہ بڑھتا، دل سے صدا آتی "قَدْ قَرُبَ الْوَصْلُ، وَبَانَ الْمَقْصُوْدُ" اب وصل قریب ہے اور مقصود آشکارا!"

روحانی معنی سفرِ مکہ سے مدینہ تک

یہ سفر ظاہراً مکہ سے مدینہ کا تھا، مگر درحقیقت یہ سفرِ توحید سے رسالت کی جانب تھا۔

یعنی از "اللہ" الی "محمد ﷺ" یہی تصوف کا کمال ہے کہ سالک جب کعبہ میں "اللہ" کو پاتا ہے تو مدینہ میں "اللہ کے محبوب ﷺ" کو دیکھتا ہے۔

زیارتِ روضہ اقدس ﷺ سائے میں نظم

یہ کلام اس وقت فرمایا گیا جب حضرت سید ابوالکمال برقؔ قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ، زیارتِ حرمِ نبوی ﷺ کے دوران روضہ رسول ﷺ کے قریب پہنچے۔ دل پر انوارِ نبوت کی تجلیاں چھا گئیں، روح وجد و شکر کے مقام پر پہنچی اور آپ نے یہ وجدانی شعر کہے جو عاشق صادق کی زبان سے نکلنے والے سلامِ محبت و فنا ہیں۔

اصل کلامِ حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ

للہ اللہ ایہ کیڈ خوش بختی میری، شاداں روح ہو گئی جالی پاک چم کے
مخفی راز ہو گئے عیاں سارے، خیر الرسل دے بوہے دی خاک چم کے
نوری عرب شریف دی پاک دھرتی، شاد ہو گیا دل غم غمناک چم کے
برقؔ معاف ہو گئے قصور میرے، خاک کوچہ شاہ لولاک چم کے

ترجمہ: اللہ! کیا ہی عظیم نصیب ہے میرا کہ میری روح خوشی سے جھوم اٹھی، جب جالیِ پاک (روضہ نبوی ﷺ) سے لپٹ کر نور میں نہا گئی۔ اس لمحے تمام پوشیدہ راز منکشف ہو گئے، جب میں نے خیر الرُّسل ﷺ کے درِ اقدس کی خاک کو بوسہ دیا۔ عربِ نوری (مدینہ منورہ) کی پاک سرزمین نے میرے دل کے غم دھو دیے اور خوشی کی لہر دل میں دوڑ گئی۔ آخرکار، اے برقؔ! میرے تمام گناہ معاف ہو گئے، جب میں نے شاہِ لولاک ﷺ کے کوچے کی خاک کو چوم لیا۔

شرح وتفسیر: عشقِ رسول ﷺ

1 اللہ اللہ ایہ کیڈ خوش بختی میری، شاداں روح ہو گئی جالی پاک چم کے

یہ مصرعہ عشقِ رسول ﷺ کی معراج کا مظہر ہے۔ روح کی خوشی اور قلبی مسرت کا وہ مقام جس کا ذکر قرآن میں یوں ہے:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا (الشمس-09)

"بے شک کامیاب ہوا وہ جس نے اپنی روح کو پاک کیا۔"

جالیِ پاک سے لپٹنا محض ظاہری عمل نہیں، بلکہ روحانی اتصال کی علامت ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں روح، محبوبِ ازلی ﷺ کے قرب میں نور بن جاتی ہے۔

احادیث میں آیا:

من زار قبری وجبت له شفاعتی

"جو میری قبر کی زیارت کرے، اس پر میری شفاعت واجب ہو جاتی ہے۔" (بیہقی، دارقطنی)

چنانچہ حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کی روح "شاداں" ہوئی یعنی شفاعت و قربِ مصطفی ﷺ کی بشارت پا گئی۔

مخفی راز

2 مخفی راز ہو گئے عیاں سارے، خیر الرسل دے بوہے دی خاک چم کے

یہاں "مخفی راز" سے مراد اسرارِ نبوت، انوارِ ولایت اور حقائقِ محمدیہ ﷺ ہیں۔

صوفیاء کے نزدیک "درِ مصطفی ﷺ" پر جو بندہ خضوع کے ساتھ جھکتا ہے، اس پر معرفت کے راز منکشف ہو جاتے ہیں۔

قرآن مجید فرماتا ہے:

وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ط وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ط (البقرہ-282)

"اللہ سے ڈرو، اللہ تمہیں علم عطا کرے گا۔"

اور حدیث میں آیا:

انا مدينة العلم وعلىٌّ بابها

"میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔"

پس "درِ خیر الرسل ﷺ" علم و عرفان کا سرچشمہ ہے۔ حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ نے جب اس دروازے کی خاک کو چُوما، تو حقیقتِ محمدیہ ﷺ کے وہ مخفی اسرار آپ کے دل پر منکشف ہو گئے یہی کشفِ عرفان ہے۔

نوری عرب شریف

3 نوری عرب شریف دی پاک دھرتی، شاد ہوگیا دل غمناک چم کے

مدینہ کی مٹی کو "نوری عرب شریف" کہنا ایک عرفانی تعبیر ہے۔ یہ مٹی نبی کریم ﷺ کے جسمِ اطہر سے منسوب ہے، جس کی فضیلت خود احادیث سے ثابت ہے:

طِيبُ تُرْبَتِهَا وَيُشْفَى بِرُقْيَتِهَا (صحیح مسلم)

"مدینہ کی مٹی پاک ہے اور اس سے شفا حاصل ہوتی ہے۔"

حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مدینہ کی خاک کو چومنے سے دل کے غم مٹ گئے یعنی غمِ دنیا، غمِ نفس اور غمِ فراق سب فنا ہو گئے اور ان کی جگہ سرورِ وصال نے لے لی۔ یہ کیفیت قرآن کے مطابق ہے:

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (الرعد-28)

"یقیناً اللہ کے ذکر سے دل اطمینان پاتے ہیں۔"

اور حضور ﷺ کی زیارت سے بڑھ کر "ذکر اللہ" کوئی نہیں، کیونکہ آپ ﷺ ہی ذکرِ اللہ کی عین تجسیم ہیں۔

نجات، مغفرت اور قربِ مصطفی ﷺ

4 برقؔ معاف ہو گئے قصور میرے، خاک کوچہ شاہ لولاک چم کے

یہ آخری مصرعہ نجات، مغفرت اور قربِ مصطفی ﷺ کی سند ہے۔

حدیث شریف میں آیا:

من حج فزار قبري بعد موتي كان كمن زارني في حياتي.

"جس نے حج کیا، پھر میری قبر کی زیارت کی، وہ ایسا ہے گویا اس نے مجھے میری زندگی میں زیارت کی۔" (دارقطنی)

یہی سبب ہے کہ حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ اپنے گناہوں کی معافی کا اعلان کر رہے ہیں، کیونکہ یہ معافی کسی ظاہری عبادت سے نہیں، بلکہ خاکِ کوئے محمد ﷺ سے نصیب ہوئی۔ قرآن کہتا ہے:

وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (النساء-64)

"اور اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے کے بعد آپ کے پاس آتے اور اللہ سے مغفرت مانگتے اور رسول ان کے لیے استغفار کرتے، تو وہ اللہ کو توبہ قبول کرنے والا پاتے۔"

یہی آیت حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کی روح ہے کہ درِ رسول ﷺ پر حاضری مغفرت کا وسیلہ بن جاتی ہے۔

یہ کلام "زیارتِ روضہ رسول ﷺ" کی روحانی واردات کا آئینہ دار ہے۔

چار روحانی منازل

اس میں عاشق کی چار روحانی منازل بیان ہوئیں

1. وصالِ روح جالیِ پاک سے لمس پر روح کی طمانیت۔
2. کشفِ راز درِ رسول ﷺ پر باطنی انکشاف۔
3. تبدیلیِ حال دل کے غموں کا سکون میں بدل جانا۔
4. مغفرتِ کاملہ گناہوں کا مٹ جانا درِ لولاک ﷺ کی خاک سے۔

یہ وہ لمحہ تھا جب "ابوالکمال برقؔ رحمۃ اللہ علیہ" فنا فی الرسول ﷺ کے مقام پر پہنچ چکے تھے۔ ان کے لیے "چمنا" صرف ظاہری بوسہ نہیں، بلکہ اتصالِ نوری تھا جہاں بندہ مٹی سے نور بن جاتا ہے۔

مسجدِ نبوی شریف میں نمازِ عشاء کی سعادت

(8 اکتوبر 1982ء روحانی سفرِ عشق مدینہ) مدینہ منورہ کی روح پرور ساعت درِ رسول ﷺ پر حاضری، عاشقانِ مصطفیٰ کے لیے مدینہ منورہ میں داخل ہونا وہ لمحہ ہوتا ہے جب روح، جسم پر غالب آجاتی ہے۔ حضرت سید ابوالکمال برقؔ قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ جب 8 اکتوبر 1982ء کی شب آٹھ بج کر بیس منٹ پر مسجدِ نبوی شریف پہنچے، تو وہ ساعت گویا روحانی معراج کا لمحہ تھی۔ آپ نے نمازِ عشاء روضہ اقدس ﷺ کے قرب میں ادا فرمائی۔ دل کی زبان پر مسلسل درود وسلام جاری تھا اور نگاہوں میں وہ مقام جہاں قرآن کہتا ہے

لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ (الفتح-9)

"تاکہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور ان کی تعظیم وتوقیر کرو۔"

یہی ایمانِ کامل کی وہ منزل تھی جس کا جلوہ حضرت برقؔ نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ کے چہرے پر نمایاں تھا۔

راستے کا روحانی منظر سفرِ عشق کی منازل

مدینہ منورہ کا یہ سفر محض جسمانی فاصلہ طے کرنا نہیں تھا، بلکہ یہ باطنی منازلِ عشق اور روحانی معرفت کی تکمیل کا سفر تھا۔ حضرت برق قادری رحمۃ اللہ علیہ کا قافلہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوا اور راستے میں کئی تاریخی و روحانی مقامات آئے، جو ہر عاشقِ رسول کے لیے ایمان تازہ کرنے والے ہیں:

1. مسجدِ تنعیم (مسجدِ عائشہ رضی اللہ عنہا)

یہ وہ مقام ہے جہاں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کے حکم سے احرام باندھا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جب اس مقام سے گزرے تو نبی رحمت ﷺ کی سنتِ احرام باندھنے کی یاد تازہ ہوئی۔ یہ وہ مقام ہے جہاں سے عشق کا پہلا عہد باندھا جاتا ہے۔

2. الجموم اور ریگستان

الجموم اور ریگستانِ عرب کا سفر اس کے بعد الجموم آیا جہاں سے ریگستان کا طویل سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ ریگزارِ عرب میں سفر کرتے ہوئے آپ مسلسل ذکرِ الٰہی میں مصروف رہے۔ یہ منظر اس آیت کا عملی مظہر تھا:

فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ (الواقعہ-74)

"پس اپنے عظیم رب کے نام کی تسبیح کرو۔"

یہی تسبیح اُن کی سانسوں میں، اُن کی نظر میں، اُن کی خاموشی میں جاری تھی۔

3. وادیِ عسفان

یہ وادیِ مبارک وہی مقام ہے جہاں نبی اکرم ﷺ غزوہ حدیبیہ کے وقت سے گزرے۔

حدیث میں آتا ہے کہ یہاں جبریل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس آئے اور

فرمایا: "یا محمد ﷺ! نمازِ خوف اس وادی میں نازل ہوئی۔"

حضرت برقؔ نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ جب اس وادی سے گزرے تو سراپا خشوع و خضوع بن گئے، گویا اُن کے دل پر بھی "نمازِ عشق" نازل ہو رہی ہو۔

4. مقاماتِ حجازِ مقدس

تہل، خلیص، رابغ، مستورہ، العالیہ، الحسنیہ، الواسطہ

یہ تمام مقامات حجازِ مقدس کے تاریخی راستے ہیں جہاں انبیائے کرام، صحابہ، تابعین اور اولیائے عظام گزرے۔ ہر مقام ایک تجلی گاہِ معرفت تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر مقام پر درود وسلام اور ذکرِ اسمِ ذات میں مشغول رہے۔

رابغ میں قیام

رابغ میں قیام قافلہ عشق کا وقفہ، راستہ میں رابغ کے مقام پر ایک پاکستانی ہوٹل میں قیام فرمایا۔ یہاں آپ نے اپنے رفقا کے ساتھ مختصر کھانا تناول فرمایا اور حسبِ معمول دعا کی:

"یا اللہ! اس رزق میں برکت دے اور اس طعام کو عبادت کا
زادِ راہ بنا۔"

یہی مقام وہ تھا جہاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور نبی کریم ﷺ نے ہجرت کے سفر میں مختصر قیام فرمایا تھا۔ یوں یہ لمحہ گویا تاریخِ نبوت کا آئینہ بن گیا۔

مدینہ کی فضا وصالِ عشق کا لمحہ

جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کار مدینہ کے قریب پہنچی اور قباء شریف کا علاقہ نظر آیا، تو آنکھوں سے اشکوں کی برسات شروع ہوگئی۔ آپ نے فرمایا:

"یہ وہ سرزمین ہے جس پر نبی ﷺ کے قدموں کی خوشبو باقی ہے۔"

قرآن کہتا ہے:

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ (التوبہ-108)

"یقیناً وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے ہی دن تقویٰ پر رکھی گئی (یعنی مسجدِ قباء) اس میں قیام کرنا زیادہ حق رکھتا ہے۔"

یہی وہ فضا تھی جس میں آپ کا قلب ذکرِ رسول ﷺ سے معمور اور دیدارِ منور کی طلب میں بے قرار تھا۔

روحانی ہم سفر

رات دس بجے آپ کی ملاقات برادرم سید قطب شاہ ابدالؔ نوشاہی بحر العلومی اور حافظ عبدالرزاق نوشاہی برقی سے ہوئی۔ یہ دونوں پہلے سے انتظامات کے لیے مدینہ منورہ پہنچ چکے تھے۔ یہ ملاقات گویا اہلِ عشق کی روحانی انجمن تھی، جہاں ذکر و درود کے نور سے فضا منور تھی۔

سفرِ مدینہ کا باطنی مفہوم

یہ سفر حضرت برقؔ نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ کے لیے محض ایک زیارت نہیں بلکہ وصالِ محمدی ﷺ کا سفر تھا۔ یہ عشق کا وہ مقام ہے جہاں عاشق کہتا ہے:

وَ قُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ (بنی اسرائیل-80)

"اے میرے رب! مجھے سچائی کے ساتھ داخل کر اور سچائی کے ساتھ باہر نکال۔"

حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ مکہ سے چلے تو "صدقِ عبادت" کے ساتھ اور مدینہ پہنچے تو "صدقِ محبت" کے ساتھ۔

زیارتِ جنتُ البقیع وشہدائے اُحد

۸ اکتوبر بروز جمعہ، آپ کو یہ روحانی شرف نصیب ہوا کہ مدینہ منورہ کے دو عظیم مقاماتِ مقدسہ جنتُ البقیع اور میدانِ اُحد کی زیارت کا موقع ملا۔

آپ سب سے پہلے شہدائے اُحد کے مزاراتِ مقدسہ پر حاضر ہوئے، جہاں سرکارِ دو عالم ﷺ کے پیارے چچا، سیدُ الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزارِ انور پر حاضری دی۔ وہاں دعا و فاتحہ کی گئی، دلوں میں عشقِ رسول ﷺ اور شہداء کی قربانیوں کی یاد تازہ ہوئی۔

بعد ازاں آپ نے دیگر شہدائے اُحد کے مزارات پر حاضری دی، سکون و روحانیت سے لبریز لمحات میں درود وسلام کی خوشبو سے فضا معطر ہوگئی۔

پھر آپ جنتُ البقیع میں حاضر ہوئے، جہاں اہلِ بیتِ اطہار، امہاتُ المؤمنین، جلیل القدر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اولیاءِ امت کے مزارات پر فاتحہ پڑھی۔ یہ زیارت روحانی تسکین، ایمان کی تازگی اور حضور ﷺ کی قربت کا احساس عطا کرنے والی ایک یادگار ساعت ثابت ہوئی۔

زیاراتِ مدینہ منورہ مساجد و مقاماتِ متبرکہ

مدینہ طیبہ، وہ شہرِ نور جہاں کا ہر ذرہ عشقِ رسول ﷺ کی تجلی سے منور ہے۔ حضور سیدِ عالم ﷺ کے در و دیوار، گلیاں اور میدان سب عشق و ایمان کی خوشبو سے معطر ہیں۔ اسی سرزمینِ مقدسہ میں آپ کو متعدد تاریخی مساجد اور متبرک مقامات کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔

قیامِ مدینہ منورہ و زیاراتِ مبارکہ

10 اکتوبر بروز ہفتہ آپ نے وادیِ عقیق کا روحانی سفر کیا، جہاں قدم قدم پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نقوشِ ایمان ثبت ہیں۔

آپ نے مسجدِ قبلتین میں حاضر ہو کر دو نفل ادا کیے وہی مسجد جہاں نماز کے دوران وحیِ الٰہی کے مطابق قبلہ تبدیل ہوا اور امتِ مسلمہ کو کعبۃ اللہ کی سمت نماز کا حکم ملا۔

بعد ازاں بئرِ عثمان (کنواںِ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی زیارت کی، جسے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خرید کر اہلِ مدینہ کے لیے وقف فرمایا تھا۔ اس چشمہ سخاوت کے کنارے کھڑے ہو کر آپ نے اس عظیم خلیفہ راشد کی فیاضی کو خراجِ عقیدت پیش کیا۔ اسی روز آپ نے محلہ اقصیٰ مدینہ شریف میں اُن تاریخی پتھروں کی زیارت کی جن پر گھوڑوں کے سموں کے نشان آج بھی موجود ہیں، یہ نشان اُس عہد کی گواہی دیتے ہیں جب اسلام کا پرچم مدینہ سے تمام عالم تک لہرا۔

دن بھر مختلف مساجد میں حاضری کے بعد آپ نے نمازِ ظہر مسجدِ نبوی شریف میں ادا فرمائی۔

اس روز قیام فردوس ہوٹل میں تھا، جو محلاتِ محمدیہ کے قریب واقع ہے۔

تمام نمازوں کی ادائیگی مسجدِ نبوی شریف میں ہوئی، جو اہلِ دل کے لیے جنت کا نظارہ ہے۔

مسجدِ قبا و مسجدِ جمعہ کی زیارت

11 اکتوبر بروز پیر آپ نے مسجدِ قبا کی زیارت کی وہ پہلی مسجد جو نبی کریم ﷺ نے بنفسِ نفیس بنیاد رکھی۔ آپ نے محراب النبی ﷺ میں حاضر ہو کر انتہائی خشوع و خضوع کے ساتھ دس نفل ادا کیے۔ اس لمحہ کی روحانیت دلوں میں انوارِ نبوت کی تجلیات بکھیر گئی۔

بعد ازاں آپ نے مسجدِ جمعہ کی زیارت کی، جہاں سرکارِ دو عالم ﷺ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کے بعد پہلی مرتبہ نمازِ جمعہ ادا فرمائی تھی۔ اس بابرکت مقام پر دعا و فاتحہ کی گئی۔

بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضری

12 اکتوبر بروز منگل مدینہ منورہ میں قیام کے دوران آپ کو بارگاہِ اقدسِ رسولِ کریم ﷺ میں دوبارہ حاضری کی سعادت حاصل ہوئی۔ دل کی گہرائیوں سے درود و سلام پیش کیا اور روضہ رسول ﷺ کے سامنے سرِ نیاز جھکایا۔ یہ لمحہ دیدار اور حاضری آپ کی روحانی زندگی کا لازوال سرمایہ ثابت ہوا وہ کیفیت جسے لفظوں میں سمویا نہیں جا سکتا، صرف دل محسوس کر سکتا ہے۔

یہ ایامِ مدینہ، زیارات و عبادات سے لبریز، حضور ﷺ کی قربت اور سکونِ قلب کا وہ نورانی باب ہیں جو ہمیشہ کے لیے یادگار بن گیا۔

مدینہ منورہ سے روانگی و بابِ جبریل کی زیارت

مدینہ طیبہ میں قیام کے دوران ۱۳ اکتوبر کو آپ کی طبیعت ناساز تھی۔ آپ نے اسی روز مدینہ منورہ سے پونے دو بجے دوپہر جمسیس کار کے ذریعے جدہ کے لیے روانگی اختیار فرمائی۔

روانگی سے قبل آپ نے نہایت عقیدت و محبت کے ساتھ بابِ جبریل علیہ السلام کی زیارت کی وہی دروازہ جس سے حضرت جبریل امین علیہ السلام بارہا بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوتے۔ اس متبرک در پر کھڑے ہو کر آپ نے درود و سلام پیش کیا اور سفر کی سلامتی و قبولیت کی دعا مانگی۔

سفر کے دوران روحانی و جسمانی کمزوری کے باوجود آپ کے دل میں درِ مصطفیٰ ﷺ کی یادوں کی روشنی موجزن رہی۔ یہ سفر تقریباً چھ گھنٹے طے کر کے آپ رات آٹھ بجے جدہ ایئرپورٹ پہنچے۔ اسی شب آپ نے جدہ ایئرپورٹ پر قیام فرمایا اور رات وہیں بسر کی، دل میں مدینہ منورہ کے ایام اور روضہ رسول ﷺ کی قربت کی تڑپ لیے ہوئے۔

جدہ ایئرپورٹ پر تحریر کردہ عارفانہ کلام

حضرت قطب الارشاد پیر سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

(13 اکتوبر 1982ء، بعد از سفرِ مدینہ منورہ)

اصل کلام

دوئی دا پردا اتار کے تے تیغِ حسن دے نال ہلاک ہو جا
پاسیں روشنی روشن ضمیر ہوسیں جلوہ ہیر تک کے سینہ چاک ہو جا
صورتِ ہیر تجلی ذاتِ ازلی، اخذِ نور کر کے تابناک ہو جا
برقؔ! ہیر آج بنیوں تے ہوسیں پتھر، آجا درِ جاناں دی خاک ہو جا

حسنِ ہیر حقیقتِ ذاتِ ازلی، جنہاں ویکھیا جھنگ دے چاک ہو گئے
ہیرے تے موتیاں دے سر تے خاک پا کے، اوہ جانان دے قدماں دی خاک ہو گئے
جنہاں ہیر تے حق وچ فرق جاتا، بحرِ غفلت وچ پے کے ہلاک ہو گئے
برقؔ! جنہاں نوں ملی ضیاءِ قلبی، اوہ تے مرجعِ ہفت افلاک ہو گئے

حسنِ حق ہویا جلوہ بار سارے، ضیاء پاشیوں ہویا جہان روشن
اک ذات بن کوئی نہ ذات دوجی، اسے ذات تھوں کون و مکان روشن
رخِ ہیر تھوں ویکھن تصویرِ جاناں، جھڑے قلب کردے ایمان روشن
برقؔ! مظہرِ تجلیِ حق عالم، تدے جگ تے صورتِ انسان روشن

ترجمہ:

۱۔ من دون اللہ

اے سالک! دوئی (غیر اللہ) کا پردہ ہٹا دے اور حسنِ الٰہی کی تلوار سے فنا ہو جا۔ جب یہ پردہ اٹھے گا تو تیرا ضمیر منور ہو جائے گا اور ہیر (عشقِ حقیقی) کے جلوے دیکھ کر تیرا سینہ چاکِ راز ہو جائے گا۔

۲۔ تجلّی ذاتِ ازل

ہیر کی صورت دراصل ازلی ذات کی تجلّی ہے، اس سے نور اخذ کر کے اپنے وجود کو تابناک کر۔

اے برق! جب ہیر (عشقِ مطلق) حقیقت میں جلوہ گر ہو جائے، تو پتھر بھی دل بن جاتے ہیں لہٰذا تُو بھی درِ جاناں کی خاک بن جا۔

۳۔ حسنِ ذاتِ حق

ہیر (عشقِ الٰہی) کا حسن ذاتِ حق کی حقیقت ہے، جس نے اسے دیکھا وہ جھنگ (دنیاوی علائق) کے پردے پھاڑ گیا۔ جنھوں نے اپنے سروں پر دنیاوی ہیرے اور موتی رکھے، وہ ہلاک ہو گئے اور جو جانان کے قدموں کی خاک بن گئے، وہ نجات پا گئے۔

۴۔ ضیاءِ قلبی

جنھوں نے ہیر (عشق) اور حق میں فرق کیا، وہ غفلت کے سمندر میں ڈوب گئے اور جنھیں دل کی روشنی (ضیاءِ قلبی) نصیب ہوئی، وہ افلاک کے مرکز اور روحانی مرجع بن گئے۔

۵۔ جلوہ حق ذات

حسنِ حق نے جب جلوہ فرمایا تو سارا جہان ضیاء پاش ہو گیا۔ وہی ایک

ذات ہے، اس کے سوا کوئی دوسری ذات نہیں اسی ذات سے کائنات کا ظہور اور کون و مکان کی روشنی ہے۔

۶۔ محبوبِ حقیقی ﷺ

جو لوگ ہیر کے چہرے میں محبوبِ حقیقی ﷺ کی تصویر دیکھتے ہیں، ان کے دل ایمان سے روشن ہو جاتے ہیں۔ اے برق! عالم دراصل تجلّیِ حق کا مظہر ہے اور اسی لیے انسان کی صورت میں سارا جہان روشن ہے۔

فنا فی اللہ

۱۔ دوئی دا پردا اتار کے تے تیغ حسن دے نال ہلاک ہو جا

یہ مصر کے مقام کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

قرآن میں ارشاد ہے:

فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ (البقرہ-115)

"جس طرف بھی رُخ کرو، اُدھر اللہ کا چہرہ موجود ہے۔"

صوفیاء کے نزدیک "دوئی" یعنی غیریتِ وجود سب سے بڑی حجاب ہے۔ جب سالک "دوئی" کے پردے کو ہٹا دیتا ہے تو توحیدِ ذاتی کا مشاہدہ کرتا ہے۔ یہی تلوارِ حسن ہے جو خودی کو فنا کر دیتی ہے "ہلاک ہو جا" یعنی نفس کی موت اختیار کر۔

عشقِ حقیقی

۲۔ صورت ہیر تجلّی ذات ازلی، اخذ نور کر کے تابناک ہو جا

"ہیر" یہاں عشقِ حقیقی یا ذاتِ مطلق کا استعارہ ہے۔

حدیثِ قدسی میں ہے:

کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اُعرف فخلقت الخلق

میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا، میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں، تو

میں نے مخلوق کو پیدا کیا۔"

یعنی ذاتِ ازلی کا حسن خود ظہور چاہتا ہے۔ صوفی جب اس تجلی سے نور حاصل کرتا ہے تو "تابناک" یعنی منور ہو جاتا ہے یہ نورِ معرفت ہے۔

بارگاہِ محبوبِ حقیقی ﷺ

۳۔ برقؔ ہیر آج بنیوں تے ہوسیں پتھر، آجا درِ جانان دی خاک ہو جا

یہاں "درِ جاناں" یعنی بارگاہِ محبوبِ حقیقی ﷺ مراد ہے۔ صوفی شاعر کا پیغام ہے کہ اصل بزرگی سجدے میں نہیں بلکہ خاکِ درِ رسول ﷺ بننے میں ہے۔

قرآن میں ہے:

اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ (المائدہ-27)

"قبولیت اسی کو ملتی ہے جو خاکسار اور متقی ہو۔"

شرکِ خفی

۴۔ جنہاں ہیر تے حق وچ فرق جاتا، بحرِ غفلت وچ پے کے ہلاک ہو گئے

یہ "جمع بین الحق والخلق" کا مسئلہ ہے۔ جنہوں نے عشق (ہیر) اور حق (اللہ) میں جدائی دیکھی، وہ شرکِ خفی میں پڑ گئے اور جنہوں نے عشق کو عین حق کا مظہر جانا، وہ عرفانِ کامل کے مقام پر فائز ہوئے۔ جیسا کہ قرآن میں فرمایا گیا:

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (النور-35)

"اللہ ہی آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔"

لاموجود الا اللہ

۵۔ اک ذات بن کوئی نہ ذات دوجی، اسے ذات تھیں کون و مکان روشن

یہ صریح توحیدِ وجودی بیان ہے۔ شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق:

"لاموجود الا اللہ" یعنی "اللہ کے سوا کوئی وجود حقیقی نہیں۔"

اسی ذات کے ظہور سے "کون و مکان" (زمان و مکان) پیدا ہوئے۔

محبوبِ ازلی ﷺ

۶۔ رخ ہیر تھیں ویکھن تصویر جاناں..."

یہاں آپ نے محبوبِ ازلی ﷺ کو "ہیر" کے استعارے میں دیکھا۔

قرآن کہتا ہے:

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ (المائدہ-15)

"یقیناً تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور (محمد ﷺ) اور واضح کتاب آئی ہے۔"

نبی کریم ﷺ ہی تجلی حق کے سب سے اعلیٰ مظہر ہیں۔ ان کے چہرہ انور سے عالم انسانیت میں ایمان کی روشنی پھیلتی ہے۔

وصالِ جمالِ حق

یہ پورا کلام "توحید، عشق اور فنا" کے تین مدارج کی وضاحت کرتا ہے:

☆ حضرت برق نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ وجدانی کلام دراصل اُن کی عرفانی وارداتِ حج و زیارتِ مدینہ کا عکاس ہے۔ جدہ ایئرپورٹ پر یہ اشعار گویا "وصالِ جمالِ حق" کے لمحاتی حال کا ترجمہ ہیں۔

☆ جہاں "ہیر" محبوبِ حقیقی ﷺ اور "دوئی" نفس و دنیا کے پردے ہیں۔

☆ یہ کلام وحدت الوجود، عشقِ حقیقی اور نبی کریم ﷺ کے فیضانِ ازلی کا نادر روحانی اظہار ہے۔

رخصتِ مدینہ منورہ اور روانگی برائے روم

14 اکتوبر ۱۹۸۲ء بروز جمعرات، مدینہ منورہ سے الوداعی لمحات۔ یہ حضرت پیر سید ابوالکمال برقؔ قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ کے قیامِ مدینہ کا آخری دن تھا۔ چودہ دنوں کی روحانی زیارتوں، عبادات اور درود و سلام سے معمور اوقات کے بعد آج وہ ساعتِ رخصت آ پہنچی جس میں دل عشق و شوق کے ساتھ بھر آیا۔ مدینہ منورہ کی فضاؤں میں اذانِ مغرب کی صدائیں گونج رہی تھیں، روضہ اقدس کے گنبدِ خضریٰ سے ٹکراتی ہوئی ہوا میں خوشبوئے ایمان اور اشکِ محبت کی نمی پھیلی ہوئی تھی۔

رفقاء وعقیدت مندوں کی موجودگی

ایئر پورٹ پر حضرت کے ساتھ سلسلہ نوشاہیہ کے ممتاز رفقاء اور خلفاء کی بڑی جماعت موجود تھی، جو اپنے مرشدِ کامل کو الوداع کہنے حاضر ہوئی۔ ان میں شامل تھے: قاضی محمد یوسف نوشاہی برقی جو مکہ مکرمہ سے سامان لینے گئے۔ سید ظاہر شاہ کمالؔ نوشاہی برقی، قاضی محمد کاظم نوشاہی برقی، قاضی عبدالغنی نوشاہی برقی، حافظ عبدالرزاق نوشاہی برقی، امانت علی نوشاہی برقی، ملک محمد زمان صبور، سید قطب شاہ ابدالؔ نوشاہی برقی یہ تمام حضرات محبت، عقیدت اور آنکھوں میں نمی لیے ہوئے حضرت کے گرد جمع تھے۔ ہر ایک کی زبان پر درود وسلام اور دل میں ایک ہی صدا ”اللہ حافظ یا زائرِ مدینہ!“ اسی موقع پر امام مسجد نبوی شریف کے ڈرائیور حاجی محمد اقبال بھی حاضر تھے، جو حضرت آپ رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت رکھتے تھے۔ انہوں نے خدمتِ بارگاہِ نبوی کے جذبے سے سرشار ہو کر حضرت کی رخصتی کے انتظامات میں عملی طور پر حصہ لیا۔

مدینہ منورہ سے پرواز

رات تقریباً ۱۲ بجے (شبِ جمعہ) حضرت سید ابوالکمال برقؔ نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رفقاء کی دعاؤں اور سلام کے سائے میں الطالیہ (Alitalia) ایئر لائن کے جہاز پر سوار ہوئے۔ یہ پرواز مدینہ منورہ کے مقدس آسمانوں سے یورپ کے شہر روم (Rome) کی سمت روانہ ہوئی۔

روحانی تاثر وکیفیتِ رخصت

رخصت کے ان لمحات میں حضرت برق نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہوں میں روضہ رسول ﷺ کی سنہری جالیوں کا منظر منعکس تھا۔ ہونٹوں پر درود، دل میں نبی ﷺ کی یاد اور روح میں ایک نوری ارتعاش گویا جسم جہاز میں، مگر دل ابھی تک مدینہ کے در و دیوار سے لپٹا ہوا تھا۔ حضرت کی زبانِ مبارک پر اس لمحے کے احساسات کا ترجمہ۔ ان کے ہی مشہور شعر کی صورت میں تھا:

”برقؔ معاف ہو گئے قصور میرے، خاکِ کوچہ شاہِ لولاک چم کے“

روحانی معنیٰ

یہ روانگی صرف ایک ظاہری سفر نہ تھی، بلکہ ”وصالِ باطن“ کا تسلسل تھی حجاز کی مقدس خاک میں جذب ہونے والی روح اب دنیا کے دوسرے گوشوں میں نورِ نوشاہیت پھیلانے کے لیے حرکت میں تھی۔

انگلینڈ واپسی اختتامِ سفرِ حج روحانی

15 اکتوبر 1982ء بروز جمعہ روم سے روانگی۔ حجازِ مقدس کے روحانی سفر کی تکمیل کے بعد حضرت پیر سید ابوالکمال برقؔ قادری نوشاہی قدس سرہ العزیز اب برطانیہ کی طرف مراجعت فرما تھے۔ یہ بابرکت صبح روم (Italy) کے شہر میں طلوع

ہوئی۔ جہاں حضرت نے فجر کے بعد شکرانہ نوافل ادا کیے اور پھر الطالیہ (Alitalia) ایئر لائن کے ذریعے صبح 9 بجے انگلستان کے لیے روانگی فرمائی۔ جہاز کی پرواز گویا زمینی واپسی تھی، مگر دلِ عارف ابھی تک مکہ و مدینہ کے جمال میں محو تھا۔ ذکرِ درود کی مدھر صدا لبوں پر جاری تھی اور نگاہوں میں کعبہ و گنبدِ خضریٰ کے مناظر جھلملاتے تھے۔

برطانیہ میں بابرکت آمد

پرواز تقریباً ساڑھے بارہ بجے دوپہر ہیتھرو ایئرپورٹ، لندن (Heathrow Airport) پر اُتری۔ فضا میں خنکیِ اکتوبر اور روشنیِ جمعہ گھلی ہوئی تھی۔ ایئرپورٹ پر سلسلہ نوشاہیہ کے مخلصین و محبین عقیدت و محبت کے جذبوں کے ساتھ اپنے پیرِ طریقت کے منتظر تھے۔ استقبال فرمانے والوں میں شامل تھے: الحاج محمد یونس اویسی نوشاہی برقی الحاج لیاقت حسین نوشاہی سید تصدق حسین شاہ نوشاہی برقی یہ سب حضرات دیدارِ مرشد کے منتظر، خوشبوئے حرمین کے پیامبر حضرت برقؔ نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ کو خوش آمدید کہہ رہے تھے۔ ایئرپورٹ کی فضا میں درود و سلام کی صدائیں بلند تھیں اور ہر دل میں یہ احساس موجزن تھا کہ حج سے لوٹنے والا یہ پیرِ کامل اپنے ساتھ عرفات و مدینہ کی نوری تجلیاں لے کر آیا ہے۔

سفرِ زمینی واپسی لندن سے بریڈفورڈ

ایئرپورٹ سے الحاج محمد یونس اویسی کی گاڑی میں حضرت نے انگلینڈ کے شمال کی سمت سفر شروع کیا۔ راستہ میں لیوٹن (Luton) کے مقام پر ایک محبت آمیز قیام ہوا۔ جہاں بخانہ محمد بوستان نوشاہی آف نگیال نے عقیدت و احترام کے ساتھ رات کا کھانا پیش کیا۔ یہ محفلِ ضیافت، محفلِ ذکر میں بدل گئی۔ گفتگو کا موضوع حرمین کی روحانی تجلیات تھیں اور ہر دل میں اس سعادت کی تمنا جاگ اٹھی کہ کاش ہم بھی اُس نورانی سفر کے ہمراہ ہوتے۔

بریڈفورڈ میں نورانی قیام

اسی شب، دیر گئے حضرت پیر سید ابوالکمال برقؔ نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرکزِ اقامت "۷۳ وکٹر ٹیرس، بریڈفورڈ (Victor Terrace Bradford)" پہنچ گئے۔ یہ گھر فقط ایک مکان نہ تھا بلکہ فیضانِ نوشاہیہ کا مرکز اور نورِ ولایت کا جلوہ گاہ تھا۔ اہلِ عقیدت نے حضور رحمۃ اللہ علیہ کی آمد پر تلاوت، درود و نعت کی محفل منعقد کی۔ یہ شب "وصلِ روحانی" کی شب تھی، جس میں آسمانِ بریڈفورڈ پر بھیگویا مدینہ منورہ کی چاندنی اتر آئی تھی۔

یہ واپسی کسی سفر کا اختتام نہیں، بلکہ فیضانِ حجِ ابوالکمالی کی ابتدا تھی۔ وہ تجلیات جو عرفات، مزدلفہ اور مدینہ سے حاصل ہوئیں، اب انگلینڈ، یورپ اور مغرب میں سلسلہ نوشاہیہ کے ذریعے روحانی روشنی بن کر پھیلنے لگیں۔

فیضانِ عشق دا جمال

الحمد للہ مکمل ہویا عشق دا ظہور
دل اُتے وسیا رحمت دا سرور

ہر ورق تے مہکیا عشق دا اثر
ہر لفظ وچ جلوہ نبی ﷺ دا نور

کعبہ دیاں گلیاں، ذکر دی خوشبو
عرش تائیں جا پہنچی فقیراں دی ہُور

عرفات دی وادی، اکھاں دے نیر
محرمؔ دے دل وچ اُتر آیا نور

زمزم دا پانی، جیویں عشق دا جام
پی کے ہویا دل پاک و مسرور

قرآن تے حدیث، تصوف دی راہ
سکھا گئے بندے نُوں فنا دا شعور

محرمؔ دا ناں لکھیا رحمت دے ہتھ
ایہہ کتاب بن گئی نُور دا دستور

☆

نوشت عشق به دل، برقِ معرفت آموخت
که حجِ جان بود آن، بی نیاز از خاک و سنگ

ترجمہ: عشق نے دل پر لکھا اور برقؔ رحمۃ اللہ علیہ نے معرفت سکھائی، یہ روح کا حج تھا، جو خاک و پتھر سے بے نیاز ہے۔

حصہ دوم

مکتوبِ فیضانِ عشق

(مکتوب بنام محترمہ نسیم اختر نوشاہی دخترِ سائیں نادر علی نوشاہی برقی)

یہ حصہ قطب الارشاد حضرت سید ابوالکمال برقؔ نوشاہی قدس سرہ کا وہ روحانی مکتوب ہے جو عشقِ الٰہی، فیضانِ حج اور معراجِ عرفان کے اسرار پر مبنی ہے۔ یہ مکتوب دلوں کی تطہیر اور عشق کی تربیت کا آئینہ ہے اس کے ساتھ اردو ترجمہ، شرح و تفسیر شامل کی گئی ہے۔

از

سید محمد محرم شاہ مظفرؔ نوشاہی

فیضانِ عشق نے دل کو حرم بنا ڈالا
جہاں نہ طواف کی حد، نہ سجدے کا فاصلہ

حضرت قطب الارشاد، پیر سید ابوالکمال برقؔ قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ کے منظوم حج ناموں (مکتوباتِ برقیہ) میں سے ہیں۔ جو آپ نے 8 اکتوبر 1982ء، بروز جمعہ المبارک، محلات للعمری شاہین ہوٹل، مدینہ منورہ سے ارسال فرمائے۔ یہ خطوط صرف جذباتی و روحانی تاثرات نہیں بلکہ عرفانی، قرآنی اور توحیدی مضامین کے آئینہ دار ہیں۔

حمدِ باری تعالیٰ جل شانہ

اصل کلام حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

حمداں تے تعریفاں لائق، واحد ذاتِ الٰہی
اول آخر، قائم دائم، اُس دی شاہنشاہی

ترجمہ: تمام تعریفیں اور حمد و ثنا صرف واحد و یکتا اللہ تعالیٰ کے لیے سزاوار ہیں۔ وہی ابتدا و انتہا کا مالک ہے، ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اس کی بادشاہت ازل سے ابد تک قائم و دائم ہے، کسی کو اس میں شرکت نہیں۔

تشریح: یہ شعر توحیدِ باری تعالیٰ اور ابدیّتِ سلطنتِ الٰہی کا حسین اعلان ہے۔ قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے منظوم مکتوب کے آغاز میں حمدِ باری تعالیٰ سے یہ واضح کیا کہ سفرِ حج ہو یا زندگی کا سفر ابتدا اللہ کی یاد سے ہی زیب دیتا ہے۔

(الف) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (سورۃ الفاتحہ-1)

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو سارے جہانوں کا رب ہے۔ یہ آیت ہر حمد و ثنا کا مرکز بیان کرتی ہے۔ قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ کے شعر کا پہلا مصرع "حمداں تے تعریفاں لائق واحد ذاتِ الٰہی" اسی قرآنی تصور کی ترجمانی ہے۔ یعنی کوئی اور تعریف کے لائق نہیں ہر خوبی، ہر جمال، ہر کمال کا سرچشمہ ذاتِ الٰہی ہے۔

(ب) هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ (سورۃ الحدید-3)

وہی اول ہے، وہی آخر ہے، وہی ظاہر ہے اور وہی باطن ہے۔ یہی مضمون دوسرے مصرع میں جلوہ گر ہے: اول آخر قائم دائم اُس دی شاہنشاہی" یعنی اللہ کی سلطنتِ قدرت کی نہ ابتدا ہے نہ انجام۔ وہ ازل سے بادشاہ ہے اور ابد تک مالک رہے گا۔

(ج) تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ
(سورۃ الملك-1)

بڑا بابرکت ہے وہ جس کے ہاتھ میں بادشاہی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ یہ آیت "اُس دی شاہنشاہی" کے مفہوم کو واضح کرتی ہے کہ تمام کائنات کے تخت و تاج اس کے قبضے میں ہیں، وہ بادشاہوں کا بادشاہ ہے اور کسی کی سلطنت اس کے سامنے عدم و فنا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اَلْحَمْدُ رَأْسُ الشُّكْرِ، وَمَنْ لَمْ يَحْمَدِ اللّٰهَ لَمْ يَشْكُرْهُ
(بیہقی، شعب الایمان)

"حمد شکر کا سر ہے، جس نے اللہ کی حمد نہ کی، اس نے شکر ادا نہیں کیا۔"

قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے سفرِ مقدس کا آغاز حمد سے کیا تا کہ سفر بھی شکر و عرفان کا آئینہ بن جائے۔ صوفیانہ زاویے سے یہ شعر ایک عرفانی اعترافِ توحید ہے۔ جب بندہ مکہ و مدینہ کی فضاؤں میں داخل ہوتا ہے تو دل کی ہر تمنا فنا ہو کر صرف "اللّٰہ" بن جاتی ہے۔ اسی کیفیت کو قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ نے "حمداں تے تعریفاں" کے الفاظ سے ظاہر کیا۔ یہاں لفظی وحدت دراصل وحدت الوجودی مشاہدے کا اشارہ ہے کہ ساری حمد اسی کی طرف پلٹتی ہے، باقی سب مظاہر محض اس کے جلوے ہیں۔

یہ ابتدائی شعر توحیدِ خالص، ابدیتِ بادشاہیِ الٰہی اور صوفیانہ تسلیم و انکسار تینوں پہلوؤں کو جامع انداز میں بیان کرتا ہے۔ قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر کے ذریعے قاری کے دل کو توحید کے نور سے روشن کر کے حج کے روحانی سفر کی بنیاد اللہ کی حمد و عظمت پر رکھی۔

عقیدہ ختمِ نبوت، مقامِ محمود اور شفاعت

دوسرا بند بھی حضرت قطب الارشاد پیر سید ابوالکمال برقؔ قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ کے اسی منظوم مکتوبِ حج (8 اکتوبر 1982، مدینہ منورہ) سے ہے، جو آپ نے جذبہ عشقِ رسول ﷺ کے عروج پر تحریر فرمایا۔ یہ اشعار روحِ نبوت کے حضور عقیدت، محبت، شفاعت اور نجات کے عقیدے کا آئینہ ہیں۔

اصل کلام حضرت سید ابوالکمال برق نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

لکھ ہزار نبی سرور تے پڑھاں سلام صلوٰتاں
جس دی خاص شفاعت پاروں پاسی خلق نجاتاں

ترجمہ: میں لاکھوں بار نبیوں کے سردار، حضور محمد ﷺ پر درود و سلام کے نذرانے پیش کرتا ہوں۔ کیونکہ انہی کی خاص شفاعت کے طفیل ساری مخلوق کو نجات و مغفرت نصیب ہوگی۔

تشریح: یہ اشعار عقیدہ ختمِ نبوت، مقامِ محمود اور شفاعتِ کبریٰ کا بیان ہیں۔ حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کا قلم یہاں عشقِ مصطفوی میں ڈوبا ہوا ہے۔ ایسا عشق جو قرآن کی صداؤں اور احادیث کے اجالوں سے روشن ہے۔

(الف) حمد و درود کا حکم

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓىِٕكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (الاحزاب-56)

"یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود وسلام بھیجو اور خوب سلام بھیجو۔"

یہ آیت شعر کے پہلے مصرع "لکھ ہزار نبی سرور تے پڑھاں سلام صلواتاں" کی روح ہے۔

قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ دراصل اس قرآنی حکم کو عشق کے لہجے میں بیان کر رہے ہیں کہ میں درود وسلام کی ہزار ہا برسات سے اپنے دل کو مدینہ کے نعلین پاک سے جوڑ رہا ہوں۔

(ب) نبیوں کے سردار

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (الاحزاب-40)

"محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، بلکہ وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کے خاتم ہیں۔"

یہ آیت "نبی سرور" (نبیوں کے سردار) کے مفہوم کو واضح کرتی ہے کہ حضور ﷺ تمام انبیاء کے امام، قائد اور خاتم النبیین ہیں۔

شفاعت کا قرآنی تصور

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى (الضحیٰ-5)

"اور یقیناً تمہارا رب تمہیں اتنا عطا کرے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔"

مفسرین (ابن کثیر، قرطبی، رازی رحمہم اللہ) فرماتے ہیں: یہ آیت حضور ﷺ کی امت کی شفاعت کی خوشخبری ہے۔ کیونکہ نبی ﷺ تب ہی راضی ہوں گے جب ان کی امت بخش دی جائے گی۔ یہی مفہوم شعر کے دوسرے مصرع میں ظاہر ہے:

"جس دی خاص شفاعت پاروں پاسی خلق نجاتاں"

یعنی نجات کی امید صرف حضور ﷺ کی شفاعتِ کبریٰ سے وابستہ ہے۔

(الف) مقامِ محمود کی بشارت

حضور ﷺ نے فرمایا:

لِی مَقَامٌ مَحْمُودٌ يَغْبِطُنِي بِهِ الْأَوَّلُونَ وَالْآخِرُونَ، وَهُوَ الشَّفَاعَةُ (مسند احمد، ابن ماجه)

"میرے لیے ایک مقامِ محمود ہے جس پر اولین و آخرین رشک کریں گے اور وہ مقام میری شفاعت کا مقام ہے۔"

یہی "خاص شفاعت" ہے جس کا ذکر حضرت برق رحمۃ اللہ علیہ کے شعر میں ہے۔

(ب) حدیثِ شفاعت

نبی ﷺ نے فرمایا:

أُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ، فَادَّخَرْتُهَا لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ

(بخاری، مسلم)

"مجھے شفاعت عطا کی گئی اور میں نے اسے اپنی امت کے لیے قیامت کے دن کے لیے محفوظ رکھا ہے۔"

یہ حدیث شعر کے دوسرے مصرعے کی عملی تفسیر ہے۔ حضرت برق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نجات کا سبب نہ اعمال ہیں، نہ دعوے بلکہ شفاعتِ مصطفوی ﷺ۔

روحانی اتصال

صوفیاءِ کرام کے نزدیک درود وسلام دراصل "ذکرِ روحِ محمدی ﷺ" ہے جو بندے کو قربِ الٰہی تک پہنچاتا ہے۔ حضرت ابوالکمال برق رحمۃ اللہ علیہ چونکہ عاشق صادق اور وارثِ روحانیتِ نبوی تھے، اس لیے ان کا درود وسلام محض قول نہیں بلکہ روحانی اتصال کی کیفیت ہے۔

"لکھ ہزار نبی سرور" میں عشق کی کثرت ہے اور "سلام صلواتاں" میں ادب وخضوع کی جھلک۔ گویا وہ مدینہ منورہ میں درود کے موتی چن رہے ہیں اور انہیں حضور ﷺ کے در پر نچھاور کر رہے ہیں۔

عقیدت: نبی ﷺ تمام انبیاء کے سردار اور شفیعِ امت ہیں۔

قرآن: شفاعت و درود کے احکام کا عملی اظہار ہے۔

روحانیت: عاشق رسول ﷺ کا دل مدینہ میں سلام کہتا ہے۔

عرفانیت: شفاعت کا مفہوم، رحمتِ الٰہی کے ظہور کی صورت میں جلوہ گر ہے۔

قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر اعلانِ عشق و ایمان ہے کہ نجات صرف ان کے در سے ملے گی، جن پر اللہ خود درود بھیجتا ہے۔ یہی وہ روحِ ایمان ہے جو ہر زائرِ مدینہ کے دل میں جاگ اٹھتی ہے: کہ حمد کے بعد درود اور درود کے بعد نجات۔ یہی بندگی کا سارا حاصل ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بلندیِ مقام اور ان کے مخالفین کی خفّت کا سنجیدہ اشارہ ہیں۔ ذیل میں شعر کا ترجمہ، پھر قرآن و حدیث کی روشنی میں مفصل تشریح اور صوفیانہ معنویات پیش کیے جا رہے ہیں۔

عظمتِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین

اصل کلام سید ابوالکمال برق نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

آل اصحاب نبی سرور دے اچیاں شاناں والے
جھڑے ہوئے انہاں تھیں منکر اوہ کم بخت منہ کالے

ترجمہ: پیرائی صحابہ رسول رضوان اللہ علیہم اجمعین والے وہ حضرات ہیں جن کی شانیں بہت بلند ہیں اور جو لوگ ان سے انکار کرنے والے بنے وہ بدقسمت ہیں، ان

کے چہرے (قیامت یا دنیا میں) شرمندگی اور سیاہی کے گھیرے میں ہوں گے۔

تشریح: یہ اشعار دو بنیادی عقائد پر زور دیتے ہیں:

1. صحابہ رسول رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بلند مرتبہ وقربِ نبوت،
2. جولوگ ان کے حق میں انکار یا مخالفت کریں، اُن کے لیے سخت وعید وسرزنش۔

1) شانِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

قرآنِ کریم میں صحابہ رسول رضوان اللہ علیہم اجمعین کے تعلق اور ان کی شان کی طرف واضح اشارے موجود ہیں۔مثلاً: سورۃ الفتح میں آیت 28 ہے:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ......

یہ آیت صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دو پہلو بیرونی قوت وپختگی اور آپس میں نرم دلی ومحبت کی گواہی دیتی ہے؛ یعنی صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین وہ لوگ تھے جنہوں نے ایمان،قربانی اور ثابت قدمی کے ذریعے بلند مقام پایا۔

ایک اور قرآنی دستور (سورۃ توبہ/ الفتح کے متعلق تفسیرات) میں ان لوگوں کا ذکر آتا ہے جو ایمان لائے اور اللہ کے راستے میں جد و جہد کی مفسرین ان کو صحابہ کے درجات سے منسلک کرتے ہیں۔ امتِ مسلمہ نے روایات و اجماع کے ذریعے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عزت و قدر کو تسلیم کیا ہے۔

حدیثِ نبوی میں بھی صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی فضیلت کا اشارہ ملتا ہے؛ روایات میں پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کے سب سے بہتر لوگوں کو اپنی امت کے ابتدائی ساتھی (قرنِ اول) قرار دیا ہے ،یعنی جو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

ساتھ تھے ان کی فضیلت مسلم علما میں معروف ہے۔صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دین کی حفاظت، اس کے پھیلاؤ اور اس کے لیے جان و مال کی قربانی کی بنیاد رکھی۔

شعر کا پہلا مصرع اسی قرآنی و روایتی حقیقت کا ادبی و عرفانی اظہار ہے کہ صحابہ رسول رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شانیں بلند اور ان کا مرتبہ عظیم ہے۔

2) انکار کرنے والوں کی خفّت قرآن و احادیث کا تنبیہی پیغام

قرآنِ کریم میں بارہا ایسے افراد کی مذمت اور وعید بیان ہوئی ہے جو ایمان کے بعد حق کا انکار کریں، نبی کی مخالفت کریں، یا حق و باطل میں الجھاؤ پیدا کریں۔ خاص طور پر منافقین اور حق کے مخالفین کی مثالیں دی گئی ہیں جن کے انجام کا ذکر سخت زبان میں ہوا ہے۔

احادیث اور سیرت میں بھی ایسے واقعات ملتے ہیں جہاں حق کی مخالفت یا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کے خلاف رعونت کے نتیجے میں ذلت و سرزنش کا تذکرہ آیا ہے۔ اس کی ہدایت اخلاقی و اعتقادی سطح پر یہ ہے کہ جولوگ حقائق مذہب، رسول یا ان کے نزدیک لوگوں (صحابہ) کی توہین کریں یا اُن کے حقوق کو پامال کریں، ان کے اعمال کا نتیجہ روحانی و اجتماعی دونوں سطحوں پر نقصان بن سکتا ہے۔

”شعری تصویر منہ کالے“ دراصل ایک عام اسلامی تمثیل ہے جس کا مطلب ہے: شرمندگی، رسوائی اور قیامت میں غمگین یا حشر کے وقت ذلیل منظر۔ قرآن و حدیث میں قیامت کے مناظر میں کچھ چہروں کے روشن اور کچھ کے منحوس ہونے کے حوالے ملتے ہیں؛ اس تشبیہ سے آپ نے مخالفین کی ذلت کو بیان کیا ہے۔

دوسرا مصرع اسی تنبیہی طور پر ہے سمجھاؤ کہ جو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مرتبے کو تسلیم نہ کریں یا ان کے خلاف ہوں، ان کا انجام برا ہوگا۔

3) صوفیانہ و تاریخی زاویہ

صوفی روایت میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو نہ صرف اسلام کے تاریخی محافظ بلکہ روحانی وارث اور روشنی کے ستون مانا جاتا ہے۔صوفی کلام میں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی قربانی، عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور طریقت کے مراجع کے طور پر ان کی شان کو بہت بلند درجے پر رکھا جاتا ہے۔ اسی رسمِ فکر کے تحت قطب الارشاد جیسے مشائخ صحابہ کی شان میں اشعار کہتے اور مخالفین کی تنبیہ کرتے ہیں۔

تاریخی طور پر بعض افراد نے مختلف ادوار میں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے موضوعات پر اختلاف رائے کیا اس پس منظر میں ایسے اشعار حفاظتی اور تربیتی کردار ادا کرتے ہیں: امت کے جذبہ اتحاد اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عزت پر زور دینا۔

4) علمی احتیاط اختلافِ آراء کا اعتراف

یاد رہے کہ اسلامی تاریخ اور علمِ کلام میں بعض مخصوص واقعات یا بعض صحابہ کے بارے میں علمی بحثیں موجود رہیں۔قطبِ الارشاد کا یہ شعر عمومی مقامِ صحابہ و امت کے مؤمنین کے جذبات کی ترجمانی کرتا ہے۔علمی مباحث میں اختلافات کا احترام ضروری ہے، مگر عوامی و روحانی سطح پر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عزت قرآن و سنت کی روشنی میں عام روایت ہے۔

حضرت قطب الارشاد کا اصرار یہ ہے کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان بلند ہے یہ ایمان کا ایک بنیادی جزو ہے: صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی قربانیوں اور کردار کو تسلیم کرنا ایمان کی روایت کا حصہ ہے۔

جو لوگ جان بوجھ کر صحابہ رضی اللہ عنہم کی توہین، حقانیت کا انکار یا امت میں شقاق پیدا کریں، اُن کے لیے قرآن و سنت میں وعید اور ترغیب دونوں موجود ہیں یہ ایک اخلاقی و اعتقادی تنبیہ ہے۔

ذاتی طور پر یہ اشعار قاری کو دعوتِ غور دیتے ہیں: صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فضائل کو یاد رکھنا، ان کی سنتوں سے رہنمائی لینا اور اختلاف کی صورت میں ملّتِ اسلامی کے اتحاد کو مقدم رکھنا۔

کلام کا جامع نچوڑ

یہ بند ایک طرف صحابہ رسول رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بلندیِ مقام اور ان کی شاندار خدمات کی توصیف ہے، دوسری طرف اُن لوگوں کے لیے سخت خبردار کرتا ہے جو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مقام سے انکار یا مخالفت کریں اُن کی حالت افسوسناک اور ذلیل قرار پائے گی۔

عقیدہ ولایت و فیضانِ غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت قطبُ الارشاد، پیر سید ابوالکمال برقؔ قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ کے منظوم مکتوبِ حج (8 اکتوبر 1982ء، مدینہ منورہ) کے اُس حصے سے ہیں جہاں آپ نے حضور غوث الاعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی فیضان کا ذکر فرمایا ہے۔

یہ دو مصرعے عقیدہ ولایت، فیضانِ اولیاء اور روحانی وساطت کے عظیم مفہوم کو ظاہر کرتے ہیں جو قرآن و سنت اور تعلیماتِ صوفیہ دونوں میں مستند اور راسخ عقیدہ ہے۔

اصل کلام حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

غوث الاعظم دی درگاہوں دنیا فیض اٹھاندی
دنیا ساری اس درگاہوں جھولیاں بھر بھر جاندی

ترجمہ: دنیا بھر کے لوگ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ سے روحانی فیض حاصل کرتے ہیں اور پوری دنیا کی خلقت اس دربار سے اپنی جھولیاں بھری

ہوئی لوٹتی ہے۔

تشریح: یہ اشعار فیضانِ ولایت، برکاتِ اولیاء اور وسیلہ صالحین کے موضوع پر ہیں۔ حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت مجددِ سلسلہ نوشاہیہ، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو تمام اولیاء کا سردار مانتے ہیں اور ان کا ذکر اس حقیقت کے طور پر کرتے ہیں کہ اللہ اپنے مقرب بندوں کے ذریعے اپنے فیض کا ظہور فرماتا ہے۔

1 قرآنِ مجید کی روشنی میں

(الف) اولیاء اللہ کا مقام و فیضان

اَلَآ اِنَّ اَوۡلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ

(سورۃ یونس-62)

"خبردار! بے شک اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی خوف ہے، نہ وہ غمگین ہوں گے وہی ہیں جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کیا۔"

یہ آیت واضح اعلان ہے کہ اولیاء اللہ اللہ کے خاص بندے ہیں اور ان کے ذریعے اللہ اپنی مخلوق پر رحمت و برکت نازل فرماتا ہے۔ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ ان اولیاء میں سے وہ ہیں جن کی ولایت کبریٰ کو امت نے بالاتفاق تسلیم کیا۔ لہٰذا شعر کا مفہوم "دنیا فیض اٹھاندی" دراصل اللہ کے فیض کا ظہور ہے جو اپنے اولیاء کے ذریعے مخلوق تک پہنچتا ہے۔

(ب) فیضانِ الٰہی کا وسائل کے ذریعے پہنچنا

وَابۡتَغُوۡۤا اِلَيۡهِ الۡوَسِيۡلَةَ (سورۃ المائدہ-35)

اور اللہ تک پہنچنے کا ذریعہ (وسیلہ) تلاش کرو۔

یہ آیت تصوف و طریقت کی بنیاد ہے کہ بندہ اللہ تک براہِ راست بھی

پکارے، مگر اس کے محبوب و مقرب بندوں کے وسیلے سے زیادہ قرب و فیض نصیب ہوتا ہے۔ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ دراصل اسی وسیلے کی ایک ظاہری علامت ہے۔ جہاں سے بندے روحانی تربیت، ہدایت اور برکت حاصل کرتے ہیں۔

(ج) برکتِ مقاماتِ صالحین

قرآن میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا گیا:

قَالَ لَهٗ مُوۡسٰى هَلۡ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنۡ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمۡتَ رُشۡدًا (سورۃ الکھف-66)

موسیٰ نے کہا: کیا میں آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں تاکہ آپ مجھے بھی اس علم کا کچھ حصہ سکھائیں جو اللہ نے آپ کو عطا فرمایا ہے؟ یہ آیت روحانی شاگردی اور اولیاء کے قرب سے فیض لینے کی اصل ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے نبی نے بھی اللہ کے ایک ولی (حضرت خضر) سے علم و فیض حاصل کرنے کی خواہش کی۔ تو امتِ محمدیہ کا کسی ولی کے در پر فیض کے لیے جھکنا، دراصل اسی قرآنی تسلسل کی مثال ہے۔

2 حدیثِ نبوی ﷺ کی روشنی میں

(الف) اولیاء اللہ کی پہچان

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ لِلّٰهِ عِبَادًا اِذَا رُؤُوا ذُكِرَ اللّٰهُ (مسند احمد)

اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ جب انہیں دیکھا جاتا ہے تو اللہ یاد آجاتا ہے۔

یہی کیفیت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے دربار کی ہے۔ جہاں نگاہ

پڑتے ہی دل ذکرِ الٰہی میں محو ہو جاتا ہے اور انسان اپنے اندر نور و سکون محسوس کرتا ہے۔

(ب) فیضانِ صالحین کی برکت

نبی ﷺ نے فرمایا:

المرءُ مع من احبّ (بخاری و مسلم)

آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔

محبت اولیاء کا نتیجہ یہی فیض ہے۔ جو دل غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے عشق رکھتا ہے، اس کا تعلق محبت کے صدقے فیضانِ ولایت سے جڑ جاتا ہے۔

3 تصوف و عرفان کے تناظر میں

حضرت غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ بغداد شریف سے صدیوں سے روحانی فیض دنیا کے گوشے گوشے میں جاری ہے۔

"دنیا فیض اٹھاندی" کا مطلب یہ نہیں کہ دربار خود فیض دیتا ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے دوست کے وسیلے سے فیض عطا فرماتا ہے۔ درگاہ، اللہ کی رحمت کے ظہور کا مرکزِ انوار ہے۔

"جھولیاں بھر بھر جاندی" یہ استعارہ صوفیانہ زبان میں "قبولِ دعا، روحانی تسکین اور فیضانِ معرفت" کے لیے ہے۔ جو کوئی صدقِ دل سے غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت میں داخل ہوتا ہے، اللہ اسے ظاہری و باطنی برکتوں سے نواز دیتا ہے۔

4 احادیث سے عملی مثالیں

نبی ﷺ نے فرمایا کہ بعض مقامات اور اشخاص رحمت کے مظہر ہوتے ہیں:

إذا مررتم برياض الجنة فارتعوا (ترمذی)

جب تم جنت کے باغوں سے گزرو تو وہاں قیام کرو۔

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پوچھا: "یا رسول اللہ ﷺ، جنت کے باغ کیا ہیں؟"

آپ نے فرمایا: حلق الذکر یعنی وہ مقامات جہاں اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔

اسی مفہوم کے مطابق، اولیاء کی درگاہیں بھی ذکر، محبت اور ہدایت کے مراکز ہیں۔

غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ اسی "ریاض الجنۃ" میں سے ہے، جہاں ہر آنے والا کچھ نہ کچھ روحانی خوشبو لے کر جاتا ہے۔

5 خلاصہ معرفت و ایمان

قرآنی تعلیم۔ اللہ اپنے اولیاء کے ذریعے فیض و ہدایت عطا فرماتا ہے۔

تعلیم حدیث۔ صالحین کے قرب اور محبت سے انسان کے دل میں ایمان و ذکر بیدار ہوتا ہے۔

غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ دراصل اللہ کی رحمت کے ظہور کا وسیلہ ہیں۔ شعری معنی دنیا اس درگاہ سے فیض پاتی ہے، کیونکہ وہاں سے نورِ الٰہی جاری ہے۔ یہ شعر محض مدح نہیں، بلکہ قرآنی عقیدہ ولایت کا اعلان ہے کہ اللہ نے اپنے بندوں میں سے بعض کو فیض رسانی کا مرکز بنایا اور ان کے فیض سے دنیا منور ہوتی ہے۔

حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس نظم میں غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی شان کے ذریعے دراصل اللہ کی قدرت و کرم کا بیان فرمایا ہے کہ "جس نے اپنے دوست کو عزت دی، اس نے دراصل اپنے فیض کا در کھول دیا۔"

مجدد اعظم سید نوشہ گنج بخش قادری قدس سرہ العزیز

قطب الارشاد سید ابوالکمال برقؔ قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ کے منظوم خطوطِ مبارکہ (سفرِ حج 1982ء) سے ہیں۔ اِن دو اشعار میں آپ نے حضرت سید حاجی محمد نوشہ گنج بخش قادری قدس سرہ العزیز سے والہانہ عشق وعقیدت کا اظہار کیا ہے۔

اصل کلام حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت نوشہ پیر سچے توں صدقے صدقے جاواں
دن راتیں میں نام اسدے دا بیٹھا ورد پکاراں

ترجمہ: حضرت نوشہ گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ قادری جو سچّے اور برحق پیر ہیں میں ان پر اپنی جان قربان کرتا ہوں، میں دن رات ان ہی کا نام لیتا اور ان ہی کا ورد کرتا رہتا ہوں۔

تشریح: اولیاء اللہ سے محبت وعقیدت

یہ اشعار محض جذباتی عقیدت نہیں، بلکہ ایک قرآنی اور ایمانی حقیقت کا اظہار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں فرمایا:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

(سورۃ یونس-62)

"خبردار! بے شک اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔"

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ اولیاء اللہ، اللہ کی محبت اور قرب کے مقام پر فائز ہوتے ہیں۔ ان سے محبت کرنا، دراصل اللہ سے محبت ہے، کیونکہ وہ اسی کی رضا کے مظہر ہیں۔

محبتِ اولیاء کا ثبوت حدیث سے

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ (بخاری، مسلم)

"آدمی قیامت کے دن اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔"

یعنی جو شخص کسی ولی کامل سے محبت رکھتا ہے، وہ ان کے فیض وصحبت کے طفیل اُسی زُمرے میں اُٹھایا جائے گا۔ حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت نوشہ گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ سے عشق اسی حدیث کی عملی تفسیر ہے۔

ذکرِ اولیاء کا فیض واثر

قرآن کہتا ہے:

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا (البقرہ-200)

"اللہ کو یاد کرو جیسے تم اپنے باپ دادا کو یاد کرتے ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ۔"

جب بندہ اولیاء کے ذکر میں مشغول ہوتا ہے تو دراصل وہ اللہ کے ذکر میں ہوتا ہے، کیونکہ اولیاء کی یاد ذکرِ الٰہی کی طرف بلاتی ہے۔ حضرت نوشہ گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر، اللہ کے ذکر سے جڑا ہوا ہے، اسی لیے حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں دن رات انہی کا ورد کرتا ہوں۔

"صدقے صدقے جاواں" قربانیٔ عشق

لفظ صدقے عربی "صَدَقَة" سے بنا ہے، جس کے معنی ہیں "قربانی، محبت کی نذر" یعنی آپ اپنی جان، دل اور وقت سب کچھ اپنے پیرِ کامل پر قربان سمجھتا ہے۔

یہ کیفیت قرآن کی اس آیت کے موافق ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران-31)

”(اے نبی ﷺ!) فرما دیجیے، اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو
میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا۔“

جو بندہ اللہ کے محبوبوں انبیاء اور اولیاء کی اتباع و محبت کرتا ہے، وہ دراصل اللہ کی محبت میں قربانی پیش کر رہا ہوتا ہے۔

دن رات ذکرِ اولیاء تسلسل فیض

قرآن میں فرمایا گیا:

اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ (آل عمران-191)

وہ جو اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے، بیٹھے اور لیٹے ہوئے۔“

اسی کیفیت کو آپ نے اپنے حال پر منطبق کیا کہ:

”میں دن رات نوشہ پیر رحمۃ اللہ علیہ کا نام ورد کے طور پر پکارا کرتا ہوں“

یہ ذکر دراصل ذکرِ الٰہی کا آئینہ ہے، کیونکہ اولیاء اللہ کی یاد دلوں کو خدا کی طرف متوجہ کرتی ہے۔

یہ اشعار عشقِ ولایت، صدقِ عقیدت اور تسلسل ذکر کی تصویر ہیں۔ حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں حضرت نوشہ گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے لیے وہی روحانی محبت ہے، جو ایک عاشق صادق کے دل میں خدا کے محبوب بندے کے لیے ہونی چاہیے۔ یہی محبت دراصل انسان کو وصالِ الٰہی کے قریب لے جاتی ہے۔

سراپا عشقِ مرشد اور فیضانِ نوشاہیت

اصل کلام حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

وچ رنمل شریف عشق دیاں بلدیاں پیاں مثالاں
اسدے بوہے اتے آ کے عاشق پان دھمالاں
چڑھدے لہندے دکھن پربت دھماں وچ لوکایاں
نوشہ چن فقر دا چڑھیا ہو گیاں روشایاں
عشق اہدے نے دل میرے وچہ جوتاں آن جگایاں
دن راتیں میں کر کر زاری تڑفاں وچہ جدایاں

ترجمہ: رنمل شریف میں عشق کی مشعلیں جل رہی ہیں، جہاں نوشہ پیر کے در پر عاشق آ کر وجد و دھمال میں مست ہیں۔ دنیا کے ہر خطے مشرق، مغرب، جنوب، شمال میں لوگ نوشہ گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے فیض سے روشن ہیں، فقر کا چاند اُن کی ذات سے طلوع ہو چکا ہے۔ ان کے عشق نے میرے دل کے اندر روشنی کی قندیلیں جلا دی ہیں، میں دن رات اُن کی جدائی میں تڑپتا اور گریہ کرتا ہوں۔

تشریح: اولیاء اللہ کی درگاہیں

1 ”وچ رنمل شریف عشقدیاں بلدیاں پیاں مثالاں“
(رنمل شریف میں عشقِ الٰہی کی مشعلیں روشن ہیں)

یہ مصرعہ اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ اولیاء اللہ کی درگاہیں ”محبت الٰہی“ کے مراکز ہوتی ہیں۔ قرآن میں ارشاد ہے:

فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ (النور-36)

"ان گھروں میں (اللہ نے اجازت دی) کہ اُنہیں بلند کیا
جائے اور ان میں اس کا نام لیا جائے۔"

یہی "بلند گھر" وہ خانقاہیں اور آستانے ہیں جہاں اللہ کا ذکر، عشق اور طہارت دل کی شمعیں روشن رہتی ہیں۔ رَمل شریف (جہاں حضرت نوشہ گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا مزار اقدس ہے)

غلبہ عشقِ الٰہی

2 "اُسدے بوہے اُتے آ کے عاشق پان دھمالاں"
(اس دروازے پر آ کر عاشق وجد و مستی میں دھمال ڈالتے ہیں)

یہ عشقِ الٰہی کے جذب و سرور کا مظہر ہے۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ "جب عشقِ الٰہی غالب ہوتا ہے تو بدن بھی روح کے وجد میں شریک ہو جاتا ہے"۔

نبی کریم ﷺ کے زمانے میں بھی جب بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "اَحَدٌ اَحَدٌ" کہا، تو ان کی کیفیت وجد میں بدل گئی۔ قرآن میں ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ (الانفال-2)
"ایمان والے وہ ہیں جن کے دل اللہ کا ذکر سن کر کانپ اٹھتے
ہیں (یعنی وجد میں آتے ہیں)۔"

پس عاشق کا رقص و دھمال بے ادبی نہیں بلکہ عشق کی بے خودی ہے، جو اللہ کے ذکر اور ولی کی نسبت سے پیدا ہوتی ہے۔

آفاقی فیضانِ ولایت

3 "چڑھدے لہندے دکھن پربت دھماں وچ لوکایاں"
(دنیا کے ہر سمت مشرق، مغرب، جنوب، شمال لوگ اس
فیض سے بہرہ ور ہیں)

یہ آفاقی فیضانِ ولایت کی بات ہے۔ قرآن مجید میں اللہ فرماتا ہے:

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (النور-35)
"اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔"

اولیاء اللہ اسی نور کے مظہر ہوتے ہیں، ان کی نسبت جہاں پہنچتی ہے، وہاں دل روشن ہو جاتے ہیں۔ حضرت نوشہ گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا فیض پنجاب، کشمیر، سرحد، افغانستان اور برصغیر، برطانیہ، ہالینڈ، فرانس اور دنیا کے ہر کونے میں پھیل چکا ہے۔

فقر کا چاند

4 "نوشہ چن فقر دا چڑھیا ہو گیاں روشنایاں"
(نوشہ فقر کا چاند ہے، جس سے دنیا منور ہو گئی)

یہاں "چن" (چاند) بطورِ استعارہ فقرِ محمدی ﷺ کی علامت ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَبِهٖ اَفْتَخِرُ عَلٰی سَائِرِ الْاَنْبِيَاءِ (کنز العمال)
"فقر میرا فخر ہے اور اسی پر میں تمام انبیاء پر فخر کرتا ہوں۔"

حضرت نوشہ گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے فقرِ محمدی ﷺ کو برصغیر میں زندہ کیا۔ اسی لیے اُنہیں "فقر کا چاند" کہا گیا، یعنی وہ جو ظاہری و باطنی دونوں جہانوں کو نورِ فقر سے منور کر گئے۔

نورِ الٰہی کی کنجی

5 "عشق اہدے نے دل میرے وچہ جوتاں آن جگایاں"
(ان کے عشق نے میرے دل میں عشقِ الٰہی کی شمعیں روشن
کر دی ہیں)

قرآن کہتا ہے:

يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ (النور-35)

"اللہ جسے چاہتا ہے اپنے نور کی طرف ہدایت دیتا ہے۔"

ولیٔ کامل کی محبت دراصل نورِ الٰہی کی کنجی ہے۔ جب انسان ولیِ خدا سے عشق کرتا ہے تو دراصل خدا کی محبت کی آگ اس کے دل میں روشن ہو جاتی ہے۔ یہ وہی کیفیت ہے جو آپ نے "جوتاں آن جگایاں" کے لفظوں سے بیان کی۔

شوق وصال الٰہی

6 "دن راتیں میں کر کر زاری تڑفاں وچہ جدایاں"

(میں دن رات جدائی میں تڑپتا ہوں، گریہ و زاری کرتا ہوں)

یہ کیفیت "شوقِ وصالِ الٰہی" کی ہے۔قرآن میں ارشاد ہے:

يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ (الفجر-28-27)

"اے اطمینان پانے والی جان! اپنے رب کی طرف لوٹ آ۔"

جب عاشق کو اپنے محبوب (ولیِ خدا یا خدا) سے جدائی محسوس ہوتی ہے تو اس کا دل بے قرار رہتا ہے، یہ بے قراری محبت کی علامت ہے، جیسا کہ حدیث میں آیا:

مَنْ اَحَبَّ لِقَآءَ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَآئَهٗ

"جو اللہ سے ملاقات کا شوق رکھتا ہے، اللہ بھی اس سے ملاقات کا شوق رکھتا ہے۔"

یہی شوق حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں موجزن ہے مجددِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی محبت میں، جو دراصل خدا کی محبت کا آئینہ ہے۔ یہ اشعار دراصل ایک عاشق

صادق کی زبانِ حال ہیں، نمل شریف عشقِ الٰہی کا مرکز ہے؛ وہاں کا ہر زائر "ذکر و وجد" میں ہے؛ حضرت نوشہ گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا فیض پوری دنیا میں روشن ہے؛ ان کا عشق دلوں میں نور بھرتا ہے؛ اور عاشق دن رات اسی جدائی میں اشکبار ہے۔ یہ کلام عشق، فقر اور معرفتِ اولیاء کی حسین تفسیر ہے اور قرآن وسنت کے عین مطابق ہے، کیونکہا ولیاء کی محبت، محبتِ رسول ﷺ کی شعاع ہے اور محبتِ رسول ﷺ، محبتِ الٰہی کا سرچشمہ ہے،

راہِ خیر و ہدایت کے رہبر و رہنما

حضرت قطب الارشاد سید ابوالکمال برقؔ قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ کے منظوم خطوط (سفرِ حج 1982ء) میں سے ہے۔ جو آپ نے اپنے والدِ گرامی، مرشدِ کامل حضرت سید شاہ چراغ محمد قادری نوشاہی چکسواری رحمۃ اللہ علیہ کی محبت و شان میں لکھا۔ یہ اشعار روحانیتِ ولایت، فیضانِ محبت اور فنافی اللہ کی کیفیات سے لبریز ہیں۔

اصل کلام حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

سید شاہ چراغ محمد راہبر بھلیاں راہیاں
جسدے ناں دے ڈھنکے وجے اندر ساریاں شاہیاں
چکسواریوں نہر عشق دی نوشہ پیر چلائی
ہو گئے کھیت دلاں دے ساوے پایا فیض خدائی
دتوس جام عشق دا مینوں پی کے آئی مستی
ہستی دی جدوں مٹائی روشن ہستی

ترجمہ: حضرت سید شاہ چراغ محمد رحمۃ اللہ علیہ وہ راہبر ہیں جو نیکی و بھلائی کی راہوں کے رہنما ہیں، جن کے نام کی گونج تمام روحانی بادشاہتوں (اولیاء و

مشائخ) میں سنائی دیتی ہے۔حضرت نوشہ گنج بخش نے چکسواری سے عشقِ
الٰہی کی نہر جاری کی، جس سے دلوں کے کھیت ہرے بھرے ہوگئے اور
لوگوں کو خدائی فیض نصیب ہوا۔ انہوں نے مجھے عشق کا جام عطا فرمایا،
جسے پی کر میں مستی و وجد میں آ گیا اور جب میری خودی (ہستی) مٹ گئی
تو حقیقی روشنی (ہستیِ الٰہی) ظاہر ہوگئی۔

تشریح: نورِ ہدایت

1 "سید شاہ چراغ محمد راہبر بھلیاں راہیاں"
(راہِ خیر و ہدایت کے رہبر و رہنما)

یہ وصف ان آیاتِ قرآنی کی تفسیر ہے جو اولیاء کو "سراجاً منیراً" یعنی روشنی پھیلانے والا چراغ قرار دیتی ہیں:

وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا (السجدہ-24)

"اور ہم نے ان میں سے ایسے امام بنائے جو ہمارے حکم سے لوگوں کو ہدایت دیتے تھے۔"

حضرت شاہ چراغ محمد رحمۃ اللہ علیہ انہی میں سے ہیں جنہوں نے خلقِ خدا کو راہِ خیر، عشق اور معرفت کی طرف بلایا۔ان کی نسبت "چراغ" (روشنی) دراصل قرآنی لفظ "نور" کا مظہر ہے یعنی وہ دلوں کو نورِ ہدایت سے روشن کرنے والے ہیں۔

ولایت کی آواز

2 "جسدے ناں دے ڈھنکے وجے اندر ساریاں شاہیاں"
(جن کے نام کی گونج ہر روحانی سلطنت میں سنائی دیتی ہے)

یہ اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ اولیاء اللہ کی شہرت زمینی نہیں بلکہ آسمانی ہوتی ہے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ عَبْدًا نَادَى جِبْرِيلَ: اِنِّي اُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبَّهُ، فَيُحِبُّهُ جِبْرِيلُ، ثُمَّ يُنَادِي فِي اَهْلِ السَّمَاءِ: اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوهُ، فَيُحِبُّهُ اَهْلُ السَّمَاءِ، ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي الْاَرْضِ (بخاری و مسلم)

"جب اللہ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیتا ہے کہ اسے محبوب بناؤ، پھر آسمان والے اور زمین والے سب اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔"

یعنی حضرت شاہ چراغ محمد رحمۃ اللہ علیہ کا نام "ڈھنکے وجے اندر ساریاں شاہیاں" دراصل اسی حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تفسیر ہے ان کی ولایت کی آواز آسمان سے زمین تک گونجتی ہے۔

نہرِ عشق

3 "چکسواریوں نہر عشق دی نوشہ پیر چلائی"
(چکسواری سے عشقِ الٰہی کی نہر جاری کی)

یہ مصرعہ فیضانِ سلسلہ نوشاہیہ کے تسلسل کو بیان کرتا ہے۔حضرت شاہ چراغ محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرشد و جدِ اکبر حضرت نوشہ گنج بخش قادری رحمۃ اللہ علیہ کے فیض کو چکسواری شریف (کشمیر) سے روحانی نہر کی طرح جاری فرمایا۔قرآن میں ہے:

وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ (الانبیاء-30)

"ہم نے پانی سے ہر چیز کو زندہ کیا۔"

یہاں "پانی" ظاہری نہیں بلکہ عشق و معرفت کے فیض کا استعارہ ہے۔اسی عشق کی نہر سے دلوں کے کھیت سرسبز ہوئے یعنی مردہ دلوں کو زندگی ملی۔

فیضِ قطب الاقطاب سید چراغ محمد شاہ نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

4 "ہو گئے کھیت دلاں دے ساوے پایا فیض خدائی"

(دلوں کے کھیت ہرے بھرے ہو گئے اور خدائی فیض حاصل ہوا)

یہ آیتِ قرآنی کی عملی تصویر ہے:

اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ (الحدید-16)

"کیا ایمان والوں کے لیے وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر سے نرم (زرخیز) ہو جائیں؟"

ولیِ کامل کا ذکر دلوں کو نرم کرتا ہے، جس طرح بارش زمین کو زرخیز کرتی ہے۔ حضرت شاہ چراغ محمد رحمۃ اللہ علیہ کے فیض سے بھی دِلوں کی بنجر زمینیں ایمان، محبت اور معرفت سے لہلہا اُٹھیں۔

جامِ عشقِ الٰہی

5 "دِتوس جام عشق دا مینوں پی کے آئی مستی"

(انہوں نے مجھے عشق کا جام عطا کیا، جسے پی کر میں مست ہو گیا)

یہ صوفیانہ واردات کی معراج ہے "جامِ عشق" سے مراد ذکر و مشاہدہ الٰہی ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے:

وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا (الدھر-21)

"اور ان کا رب انہیں پاکیزہ شراب (شرابِ طہور) پلائے گا۔"

یہ شرابِ طہور دنیا میں محبتِ الٰہی کے جام کی صورت میں اولیاء کے ہاتھ سے پلائی جاتی ہے۔

حضرت شاہ چراغ محمد رحمۃ اللہ علیہ نے یہی جام اپنے فرزند و مریدِ خاص کو عطا فرمایا، جس سے حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کی روح مست و بیخود ہو گئی یعنی مقامِ فناء میں

داخل ہوئی۔

مقامِ فنا فی اللہ

6 "ہستی دی جدوں مٹائی روشن ہستی"

(جب اپنی ہستی مٹائی، تب ہی حقیقتِ وجود روشن ہوئی)

یہ فناء فی اللہ کا مقام ہے، جس کا ذکر قرآن میں یوں ہے:

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ (الرحمن-26-27)

"زمین پر جو کچھ ہے فنا ہو جائے گا اور تیرے رب کی ذات باقی رہے گی۔"

صوفیائے کرام کے نزدیک "اپنی ہستی کو مٹانا" یعنی انانیت، خودی اور نفس کی نفی کرنا اور صرف ذاتِ الٰہی کا شعور باقی رکھنا۔ یہی وہ لمحہ ہے جسے آپ نے کہا: "جب ہستی مٹائی، تب ہستی (حقیقی وجود) روشن ہوئی۔"

حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ... حَتّٰی اُحِبَّهٗ، فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ... (بخاری)

"جب میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا ہے حتیٰ کہ میں اسے محبوب کر لیتا ہوں، پھر میں اس کا کان، آنکھ، ہاتھ بن جاتا ہوں۔"

یعنی بندہ اپنی "میں" کھو کر اللہ کی صفات میں فنا ہو جاتا ہے یہی روشن ہستی ہے جسکا آپ نے ذکر کیا۔ یہ بند ولایت، فیضانِ عشق اور فنا فی اللہ کی مکمل روحانی داستان ہے۔

راہِ خیر کے چراغ

حضرت شاہ چراغ محمد رحمۃ اللہ علیہ "راہِ خیر کے چراغ" ہیں۔ اُن کا فیضان چکسواری سے پوری دنیا میں بہہ رہا ہے۔ انہوں نے عاشقوں کے دلوں میں عشقِ الٰہی کا پانی بھرا۔ اپنے مرید کو عشق کا جام عطا کیا۔ اور بالآخر مرید نے اپنی ہستی مٹا کر حقیقی ہستی ذاتِ حق تعالیٰ کو پالیا۔ یہی وہ حقیقت ہے جسے قرآن "نورٌ علیٰ نور" (النور) کہتا ہے۔ یعنی ایک ولی کا نور، دوسرے کے دل میں نور بن کر منتقل ہوتا ہے۔

محبت و فیضان کی عالمی وسعت

عشقِ الٰہی، عشقِ رسول ﷺ اور عشقِ اولیاء خصوصاً مجددِ اعظم حضرت سید حاجی محمد نوشہ گنج بخش قادری قدس سرہ العزیز کی روحانی محبت و فیضان کی عالمی وسعت کو بیان کرتے ہیں

اصل کلام قطب الارشاد سید ابو الکمال برق نوشاہی

چوہاں کوٹاں وچہ عشق اہدیدے چھلک اٹھے پیمانے
اسدے ناں چرچے ہوئے اندر کل جہانے
ہر اک ملک اندر میں دھماں ناں اسدے دیاں پایاں
لاٹاں فقر نوشاہی دیاں گھر گھر وچہ پہنچایاں
عشق حقیقت ازلی ابدی روح تمام کمالاں
عشقوں اچے رتبے پائے قطباں تے ابدالاں

ترجمہ: دنیا کے چاروں گوشوں میں عشقِ الٰہی کے جام چھلک اٹھے ہیں، ہر طرف حضرت نوشہ گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے نام کی گونج ہے۔ ہر ملک میں اُن کے

فیض کی صدائیں سنائی دیتی ہیں، نوشاہی فقر کی روشنیاں ہر گھر تک جا پہنچی ہیں۔ عشق تو ازل سے ابد تک تمام خوبیوں کی جان ہے، اسی عشق کے وسیلے سے قطب و ابدال بلند رتبے پاتے ہیں۔

تشریح قرآن و حدیث کی روشنی میں

عشقِ الٰہی اور اس کا فیضِ عام

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ (المائدہ-54)

"اللہ ان سے محبت کرتا ہے اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں۔"

یہ آیت عشقِ الٰہی کے باہمی تعلق کو ظاہر کرتی ہے۔ اولیاء اللہ اسی محبتِ دوطرفہ کے مظہر ہوتے ہیں اُن کے سینے عشقِ الٰہی سے معمور ہوتے ہیں اور یہی عشق اُن کے مریدوں اور ماننے والوں کے دلوں تک سرایت کر جاتا ہے۔ حضرت نوشہ گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ سے اُٹھنے والی یہی عشق کی خوشبو "چوہاں کوٹاں" یعنی دنیا کے چاروں سمتوں میں پھیل گئی۔

اولیاء اللہ کا ذکر زمین و آسمان میں مشہور ہونا

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

إِذَا أَحَبَّ اللّٰهُ عَبْدًا نَادَى جِبْرِيلَ: إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبَّهُ، فَيُحِبُّهُ جِبْرِيلُ، ثُمَّ يُنَادِي فِي السَّمَاءِ: إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبُّوهُ، فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ، ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي الْأَرْضِ (بخاری و مسلم)

"جب اللہ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام کو فرماتا ہے کہ میں فلاں سے محبت کرتا ہوں، تُو بھی اس سے

محبت کر۔ پھر جبرئیل اہلِ آسمان میں ندا دیتے ہیں اور زمین پر اُس بندے کے لیے قبولیت اور محبت رکھ دی جاتی ہے۔"

یہی مفہوم شعر میں بیان ہوا:

"اسدے ناں چرچے ہوئے اندر کل جہانے"

یعنی اللہ نے حضرت نوشہ گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں ایسی مقبولیت رکھی کہ اُن کا فیض اور نام ہر ملک میں پھیل گیا۔

فیضانِ فقر و عشق کی روشنی

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَبِهٖ اَفْتَخِرُ عَلٰى سَائِرِ الْاَنْبِيَاءِ

"فقر میرا فخر ہے اور اسی کے سبب میں دوسرے انبیاء پر فخر کرتا ہوں۔" (کنز العمال)

یہی "فقرِ محمدی" دراصل سلسلہ قادریہ اور نوشاہیہ کا جوہر ہے۔ حضرت نوشہ گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے فیض سے یہ فقر ہر عاشق کے دل تک پہنچا

"لاٹاں فقر نوشاہی دیاں گھر گھر وچہ پہنچایاں"

یعنی اُن کے تصوف، سادگی اور روحانی نور نے دنیا بھر میں دلوں کو منور کیا۔

عشق روحِ کائنات

عشق محض جذبات نہیں بلکہ معرفت کا دروازہ ہے۔ قرآن کہتا ہے:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (سورۃ البقرہ-165)

"جو ایمان والے ہیں وہ سب سے بڑھ کر اللہ سے محبت کرتے ہیں۔"

یہی عشق انسان کو بندگی کے اعلیٰ مقام تک پہنچاتا ہے۔ آپ نے اسی نکتہ کو بیان کیا

"عشق حقیقت ازلی ابدی روح تمام کمالاں"

یعنی عشق ہی تمام کمالات کی جان اور حقیقت ہے۔

اولیاء کے مراتب قطب و ابدال

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ان للہ عبادًا اخفیاء إذا حضروا لم یُعرفوا، وإذا غابوا لم یُفتقدوا، قلوبهم مصابیح الهدی"

"اللہ کے کچھ برگزیدہ بندے ایسے ہیں کہ اگر وہ موجود ہوں تو پہچانے نہیں جاتے اور اگر چلے جائیں تو اُن کی کمی محسوس نہیں ہوتی، مگر اُن کے دل ہدایت کے چراغ ہیں۔"

یہی وہ "قطب و ابدال" ہیں جنہیں عشقِ حقیقی سے مراتب ولایت عطا ہوتے ہیں۔ اسی لیے آپ نے فرمایا:

"عشقوں اچے رتبے پائے قطباں تے ابدالاں"

یعنی عشق ہی وہ قوت ہے جو اولیاء کو روحانی بلندیوں تک پہنچاتی ہے۔ یہ اشعار اس حقیقت کو واضح کرتے ہیں کہ: عشقِ الٰہی ازل سے ابد تک انسانی کمال کی بنیاد ہے۔ حضرت نوشہ گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اس عشق کے مجسم مظہر اور فیضانِ فقر کے مرکز ہیں۔ اُن کا فیض، ذکر اور روحانی نور پوری دنیا میں پھیل گیا ہے، جیسا کہ قرآن نے فرمایا:

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (الانشراح-4)

"ہم نے تمہارا ذکر بلند کر دیا"

اور یہ رفعت نبی ﷺ سے اُن کے وارثوں، اولیاء و مشائخ تک جاری ہے۔

مقامِ سیدنا بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عشقے پکڑ بلال حبشی نوں عرشیں سیر کرائے
عشقے، کنزا مخفیا، دے آکے پردے چائے

ترجمہ: عشقِ الٰہی نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پکڑ لیا اور انہیں عرشِ ربانی تک سیر کرایا۔ عشق نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کنزِ مخفی یعنی پوشیدہ اسرارِ الٰہی کی معرفت دی اور اللہ کے پردے کھل کر دکھائے۔ عشق اور ولایت کی برکت سے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنت میں قدم رکھتے ہیں تو ان کی آواز سماعت میں گونجتی ہے۔

عشق کے ذریعہ روحانی بلندی

حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عشقِ رسول ﷺ اور عشقِ اللہ نے انہیں روحانی بلندی عطا کی۔

فَمَنْ اَحَبَّ اللّٰهَ فِي الدُّنْيَا اَحَبَّهُ فِي الْآخِرَةِ (ابن ماجه)

"جو دنیا میں اللہ سے محبت کرے گا، اللہ آخرت میں بھی اس سے محبت کرے گا۔"

جنت میں بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدموں کی آواز محبت و قربِ الٰہی کی علامت ہے۔ یہ آواز جنتیوں کے دلوں میں وجد پیدا کرتی ہے اور نورِ ولایت کی برکت ظاہر کرتی ہے۔

کنزِ مخفی اور پردے الٰہی

کنزِ مخفی = روحانی فیضان اور اسرارِ الٰہی
پردے = اللہ کی ذات و صفات کے پوشیدہ راز

قرآن فرماتا ہے:

وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا (بنی اسرائیل-85)

عشق ہی وہ ذریعہ ہے جو یہ خزانے دل میں کھولتا ہے۔

بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدموں کی گونج بھی عشق کی روحانیت اور مقامِ قرب کو ظاہر کرتی ہے۔

جنت میں مقام و قدمی آواز

حدیث میں نبی ﷺ نے فرمایا:

انّ فی الجنة غرفًا یراها المؤمنون من بعدها مثل ما یرون الشمس والقمر

"جنت میں وہ کمرے ہیں جنہیں مومن اپنے بعد دیکھیں گے جیسے وہ سورج اور چاند دیکھتے ہیں۔"

یہ جگہیں نور اور روحانی حرکات سے منور ہیں۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم جنت میں پڑتے ہیں تو ان کی آواز ایک روحانی علامت کے طور پر گونجتی ہے، جیسے اللہ کے عاشق کے مقام کی پہچان ہو۔

صوفیانہ تعلیم یہی ہے کہ "ولی کا قدم جہاں پڑتا ہے، وہاں نور اور فیض بہتا ہے۔"

عشق اور ولایت کی عظمت

عشقِ الٰہی انسان کو عرش سے جنت تک سیر کراتا ہے۔ عشق، کنزِ مخفی اور پردے الٰہی کی معرفت روحانی نور و برکت کا ذریعہ ہیں۔ جنت میں بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدموں کی آواز محبتِ الٰہی اور قربِ رسول ﷺ کی علامت ہے، جو ہر عاشق کے دل کو منور کرتی ہے۔

1. عشق انسان کو زمین و آسمان کی بلندی تک لے جاتا ہے۔
2. بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے عاشق کی مثال سے ظاہر ہوتا ہے کہ عشق انسان کو عرفان و معرفت کے کنز تک پہنچاتا ہے۔
3. جنت میں ان کے قدموں کی آواز محبت، نور اور قربِ الٰہی کا مظہر ہے، جو باقی مخلوق کے لیے فیضان اور ہدایت کی نشانی ہے۔

عشقِ رسول ﷺ کی تجلیات اور عشقِ اولیاء کا نور

(اشعارِ محبت و فیض حضرت سید حاجی محمد نوشہ گنج بخش قادری قدس سرہ العزیز کی نسبت سے)

اصل کلام حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

عشق زور آور ہاتھاں بنھ کے چڑھیا شہر خوشابوں
من میرے نوں روشن کیتوس لے کے نور جنابوں
جس نے عشق خرید نہ کیتا اوہ کم بخت کمینہ
جس نوں عشق حضوروں ملیا روشن اس دا سینہ
سچا عشق رسول سچے دا، کوڑے ہور پرانے
جنہاں نوں گھٹ ملیا اس دا، اوہ دائم مستانے

ترجمہ: عشق نے قوت و جوش کے ہاتھوں مجھے تھام کر خوشاب کی روحانی سرزمین پر چڑھا دیا، میرے دل کو اُس ذات کے نور سے روشن کر دیا جو نورِ محمدی ﷺ سے منور ہے۔ جس نے عشقِ مصطفی ﷺ نہیں خریدا، وہ بدبخت اور کم نصیب ہے اور جسے یہ عشق حضور ﷺ کی عطا سے نصیب ہوا، اُس کا دل نور سے بھر گیا۔ حقیقی عشق وہی ہے جو رسولِ حق ﷺ کا عشق ہو باقی سب باطل ہیں، جنہیں تھوڑا بھی اس عشق کا ذوق ملا، وہ ہمیشہ کے

لیے مستان و بے خود ہو گئے۔

تشریح: عشقِ مصطفی ﷺ کا مقام

قرآن مجید نے ایمان کی بنیاد ہی محبتِ رسول ﷺ پر رکھی:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ ---- اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا (التوبہ-24)

"اگر تمہارے باپ، بیٹے، بھائی، بیویاں، گھر اور مال تمہیں اللہ اور اس کے رسول سے زیادہ عزیز ہیں تو انتظار کرو۔"

یہ آیت اعلان کرتی ہے کہ عشقِ رسول ﷺ کے بغیر ایمان مکمل نہیں۔ اسی مضمون کو آپ نے یوں بیان کیا:

جس نے عشق خرید نہ کیتا اوہ کم بخت کمینہ

یعنی جس کے دل میں عشقِ نبی ﷺ نہیں، اُس کا ایمان کمزور اور باطن محروم ہے۔

عشق کی روشنی سے دلوں کا اجالا

آپ فرماتے ہیں:

من میرے نوں روشن کیتوس لے کے نور جنابوں

قرآن میں ہے:

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ (المائدہ-15)

"تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور (محمد ﷺ) اور روشن کتاب آئی ہے۔"

یہ نورِ محمدی ﷺ ہر عاشق کے دل میں ایمان و معرفت کی روشنی بن کر اترتا ہے۔ اسی نور سے قلوب روشن اور ارواح زندہ رہتی ہیں۔

عشق کی منزل قرب و وصال

عشق زور آور ہاٹھاں بنھ کے چڑھیا شہر خوشابوں

حضرت قطب الارشاد سید ابوالکمال برقؔ نوشاہی اپنی منازلِ سلوک کے حوالے سے یہاں ارشاد فرما رہے ہیں۔ چونکہ آپ وادی سون سکیسر میں محوِ ریاضت بھی رہے۔ اور درگاہ حضرت سخی شاہ معروف قادری خوشاب سے بھی خاص فیض یافتہ تھے۔

"شہر خوشاب" یہاں علامت ہے روحانی معراج اور فیضانِ ولایت کی، جیسے نبی اکرم ﷺ نے معراج کی شب عرشِ معلیٰ تک رسائی پائی، اسی طرح اولیائے کرام عشق کی قوت سے روحانی بلندیوں پر پہنچتے ہیں۔ حدیث شریف میں فرمایا گیا:

المرءُ مَعَ مَن اَحَبَّ (بخاری و مسلم)

"آدمی قیامت میں اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔"

یعنی عشقِ حقیقی بندے کو محبوبِ حقیقی کے قرب تک پہنچا دیتا ہے۔

عشقِ رسول ﷺ کی تاثیر دل کی روشنی

جس نوں عشق حضوروں ملیا روشن اس دا سینہ

قرآن میں ارشاد ہے:

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ (الزمر-22)

"جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لیے کھول دیا، وہ اپنے رب کے نور پر ہے۔"

یعنی عشق و ایمان وہی ہے جو دل کو نورِ نبوی ﷺ سے منور کر دے۔

صوفیاء فرماتے ہیں: عشق وہ چراغ ہے جو قلب کے حجاب جلا دیتا ہے۔

سچا عشق اور کوڑا عشق

سچا عشق رسول سچے دا، کوڑے ہور یرانے

یہاں "سچا عشق" سے مراد عشقِ مصطفی ﷺ ہے اور "کوڑا عشق" مراد دنیاوی، نفسانی یا دکھاوے کا عشق۔ حدیثِ مبارکہ میں ہے:

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ نَفْسِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ (بخاری)

"تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اپنی جان، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔"

یہی "سچا عشق" ہے جو ایمان کی بنیاد اور روح ہے۔

عشق کا مستی بھرا فیض

جنہاں نوں گھٹ ملیا اس دا، اوہ دائم مستانے

یہ مضمون قرآن کی آیت:

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (الرعد-28)

"یقیناً اللہ کے ذکر سے دل اطمینان پاتے ہیں۔"

اور حدیثِ قدسی کے مطابق ہے، جس میں اللہ فرماتا ہے:

"میں اپنے ذکر کرنے والے کے ساتھ ہوتا ہوں۔"

عاشقِ رسول ﷺ جس لمحے بھی حضور ﷺ کا ذکر کرتا ہے، وہ دل کی مستی میں ڈوب جاتا ہے اور یہی "سُکرِ عشق" ہے۔

یہ اشعار عشقِ رسول ﷺ، عشقِ ولایت اور عشقِ فقرِ نوشاہی کے باطنی فیضان کی عکاسی کرتے ہیں۔ ان میں خوشاب کا تذکرہ علامتی ہے یعنی عشق کی وادی جہاں عاشق کا دل منور ہوتا ہے۔ عشقِ محمدی ﷺ ہی وہ "نورِ ازلی" ہے جو بندے کو معرفتِ

الٰہی کے مقام تک پہنچا دیتا ہے۔

سفرِ عشق و حج منازلِ قربِ الٰہی

دعائے مسافرِ حرم محبت و ادب کے قرآنی آداب کے ساتھ۔

اصل کلام حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

قلمیں تیز نہ مار اچھلاں، نرم کریں رفتاراں
طرف پیاریاں جانیاں لکھیں، ہجر دیاں اخباراں
اول لکھاں سلام محبت، نالے کراں دعائیں
خیر نال رکھے رب تینوں، ہوون رد بلائیں

ترجمہ: قلم کو تیزی سے نہ چلاؤ، بلکہ نرمی اور ادب سے لکھو، جب تم محبوبوں کی طرف (یعنی اہلِ حرم، اولیائے حق اور مرشدِ کامل کی بارگاہ) کا حال لکھو، تو پہلے محبت بھرا سلام لکھو اور ساتھ دعائیں کرو، اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی امان میں رکھے اور ہر بلا و مصیبت تم سے دور کر دے۔

تشریح:

۱۔ ”قلمیں تیز نہ مار اچھلاں، نرم کریں رفتاراں“

ادبِ قلم اور ادبِ اظہارِ عشق

یہ مصرعہ محض ظاہری نصیحت نہیں بلکہ ادبِ عشق و عرفان کی ایک اعلیٰ تعلیم ہے۔ صوفیاء فرماتے ہیں:

”جس نے قلم کو ادب سکھا دیا، اس نے دل کو ایمان کا لباس پہنا دیا۔“

قرآن میں ارشادِ ربانی ہے:

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ (القلم-1)

”قسم ہے قلم کی اور اس (تحریر) کی جو وہ لکھتے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے قلم کی قسم کھا کر اس کی عظمت کو ظاہر فرمایا۔ لہٰذا قلم کا استعمال صرف علم، محبت اور ادب کے لیے ہونا چاہیے نہ کہ جلد بازی، تلخی یا نفرت کے لیے۔ یہی مفہوم آپ کے الفاظ میں جلوہ گر ہے۔

۱۔ ”قلمیں تیز نہ مار اچھلاں، نرم کریں رفتاراں“

یعنی عشق و ادب کے سفر میں نرمی، وقار اور خشوع کے ساتھ لکھنا چاہیے۔

۲۔ ”طرف پیاریاں جانیاں لکھیں، ہجر دیاں اخباراں“

ہجر و وصال کے جذبات اور روحانی شوقِ وصال

یہ مصرعہ روحانی سفر کے جذبات بیان کرتا ہے۔

”پیاریاں جانیاں“ سے مراد محبوبانِ خدا، اہلِ حرم، اولیاء اللہ اور مرشدِ کامل ہیں اور ”ہجر دیاں اخباراں“ یعنی جدائی کی خبریں وہ درد جو وصالِ محبوب سے پہلے ہر عاشق کے دل میں ہوتا ہے۔

قرآن مجید میں حضرت یعقوب علیہ السلام کا حال بیان کیا گیا ہے جو اپنے بیٹے یوسف علیہ السلام کی جدائی میں رو پڑے:

وَابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيمٌ (یوسف-84)

”(یعقوب علیہ السلام) کی آنکھیں غم سے سفید ہو گئیں، وہ ضبط کیے ہوئے تھے۔“

یہ آیت عشق و ہجر کے صبر و ضبط کی علامت ہے۔ اسی کیفیت کو آپ نے اپنے سفرِ حج کے جذبات میں بیان کیا کہ قلم بھی ان یادوں کو ادب سے رقم کرے جن کا تعلق محبوبانِ الٰہی سے ہے۔

٣۔ "اول لکھاں سلام محبت، نالے کراں دعائیں"

سلام و دعا قرآنی و نبوی طریقہ

یہ مصرعہ صوفیانہ آداب کی معراج ہے۔ جب بھی کسی محبوبِ خدا یا اہلِ ایمان کو یاد کیا جائے، سب سے پہلا کلمہ سلام اور دعا ہونا چاہیے۔ قرآن کہتا ہے:

فَسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ (النور-61)

"جب تم گھروں میں داخل ہو تو اپنے لوگوں پر سلام کہو، جو اللہ کی طرف سے برکت و رحمت ہے۔"

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ (مسلم)

"آپس میں سلام عام کرو۔"

یعنی محبت و اخلاص کا پہلا مظہر "سلام" ہے، اسی لیے آپ نے فرمایا:

"اول لکھاں سلام محبت، نالے کراں دعائیں"

یہ عاشق کا وہ دل ہے جو سلام سے آغاز کرتا ہے اور دعا پر ختم کرتا ہے۔ بالکل قرآن و سنت کے آداب کے مطابق۔

دنیا و آخرت کی بھلائی

٤۔ "خیر نال رکھے رب تینوں، ہوون رد بلائیں"

دعائے خیر اور رفع بلائیں سنتِ انبیاء علیہم السلام دعا قرآن و حدیث کے اصول دعا کے عین مطابق ہے۔ قرآن میں مومنوں کی دعا یوں بیان ہوئی:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ (البقرہ-201)

"اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی عطا کر اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔"

اور حدیث شریف میں ہے:

الدُّعَاءُ يَرُدُّ الْقَدَرَ (ترمذی)

"دعا تقدیر کو بھی بدل دیتی ہے۔"

آپ کی دعا "ہوون رد بلائیں" دراصل اسی نبوی تعلیم کی ترجمان ہے کہ بندہ ہمیشہ رب سے خیر و عافیت مانگے اور بلاؤں سے پناہ چاہے۔

یہ اشعار "سفرِ حج" کی تیاری سے پہلے دل کے ادب و احساس کی تربیت دیتے ہیں۔ یہ پیغام دیتے ہیں کہ:

"قلم ادب و نرمی سے لکھو، دل میں محبت رکھو، زبان پر سلام و دعا ہو اور ہر قدم رب کی خیر و امان میں رکھا جائے۔ یہی وہ کیفیت ہے جو حجِ مقبول اور زیارتِ مقبول کی بنیاد بنتی ہے۔ ایسے ہی ادب سے سفرِ عشقِ الٰہی مکمل ہوتا ہے۔"

سفرِ حج و فیضانِ نوشاہیہ

اصل کلام حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت نوشہ پیر سچے دے گھر پاویں منظوری
صدقہ بحرالعلوم ولی دے حاصل ہووی حضوری
شاہ سلیمان نوری سندیاں ہوون لطف نگاہیں
سختی رنج مصیبت شالہ ویکھیں نہ کداہیں

ترجمہ: میں دعا کرتا ہوں کہ حضرت نوشہ پیر سچے (یعنی حضرت سید حاجی محمد نوشہ گنج بخش قادری رحمۃ اللہ علیہ) کے در سے قبولیت و منظوری نصیب ہو اور

بحر العلوم ولی رحمۃ اللہ علیہ (حضرت سید نصیر احمد المعروف سرکار بحر العلوم قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ) کے صدقے سے قرب و حضوری حاصل ہو۔ حضرت شاہ سلیمان نوری رحمۃ اللہ علیہ کی لطف و نگاہِ عنایت نصیب ہو۔ اور یہ کہ بندہ کبھی زندگی میں رنج، سختی یا مصیبت نہ دیکھے، بلکہ ان اولیاء کی دعا سے عافیت میں رہے۔

۱۔ حضرت نوشہ پیر سچے دے گھر پاویں منظوری

مرشدِ کامل کے در سے منظوری قرآن و سنت میں ولایت کی بنیاد، یہ مصرعہ منزلِ منظوری یعنی روحانی قبولیت کی دعا ہے، جو کسی مرشدِ کامل کے در سے نصیب ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ

(سورۃ یونس-62)

"خبردار! بے شک اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی خوف ہے، نہ وہ غمگین ہوں گے وہی ہیں جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کیا۔"

یعنی اولیاء اللہ وہ بندے ہیں جن کے وسیلے سے اللہ کی رضا و منظوری حاصل ہوتی ہے۔ اسی لیے آپ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت نوشہ پیر رحمۃ اللہ علیہ کے در سے وہ منظوری ملے، جو روحانی حج اکبر کی علامت ہے یعنی باطن کا قبول ہو جانا۔
حضرت نوشہ گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تعلیمات میں فرمایا:

"جو کوئی سچے دل سے میری نسبت کو اپنائے، اللہ اسے ایمان و عشق میں کامل کر دے گا۔"

یہی وہ "منظوری" ہے جس کی طلب آپ کر رہے ہیں۔

۲ صدقہ بحر العلوم ولی دے حاصل ہووی حضوری

فیضانِ بحر العلوم قربِ اولیاء کا ذریعہ

"بحر العلوم ولی" سے مراد حضرت سید نصیر احمد شاہ قادری نوشاہی چکسواری شریف رحمۃ اللہ علیہ ہیں، جو حضرت برقؔ نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ کے دادا تھے۔ ان کے لقب "بحر العلوم" سے ظاہر ہے کہ وہ علمِ ظاہری و باطنی کے سمندر تھے۔ قرآن کہتا ہے:

یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ (المجادلہ-11)

"اللہ ایمان والوں اور علم والوں کو بلند درجے عطا فرماتا ہے۔"

اولیائے کاملین کے صدقے سے بندہ قربِ الٰہی (حضوری) حاصل کرتا ہے۔ یہی وہ "حضوری" ہے جو آپ نے مانگی یعنی باطنی قرب، روحانی بیداری اور اللہ کے حضور میں دل کی حاضری۔ حدیث شریف میں آیا ہے:

المرء مع من احبّ (بخاری)

"آدمی اُسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔"

پس جو بحر العلوم رحمۃ اللہ علیہ سے محبت کرے، ان کے فیض سے "حضوریِ محبوب" پاتا ہے۔

۳ شاہ سلیمان نوری سندیاں ہوون لطف نگاہیں

اولیاء کی نظرِ کرم

"شاہ سلیمان نوری رحمۃ اللہ علیہ" حضرت سخی شاہ سلیمان قادری نوری رحمۃ اللہ علیہ ہیں، جو اپنی نگاہِ کرم اور روحانی انعام کے لیے مشہور ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ (الحجر-29)

"میں نے اس (انسان) میں اپنی روح پھونکی۔"

اولیاء کی نگاہ اسی "روحانی فیضِ الٰہی" کا مظہر ہوتی ہے۔ ان کی نگاہ سے دلوں کے حجاب دور ہوتے ہیں اور معرفت کا نور پیدا ہوتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اتقوا فراسة المؤمن، فإنه ينظر بنور الله (ترمذی)

"مومن کی فراست سے ڈرو، کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔"

اسی نورانی نظر کو آپ نے "لطفِ نگاہیں" کہا یعنی ایسی روحانی نگاہ جو بندے کی تقدیر بدل دے۔

۴ سختی رنج مصیبت شالہ ویکھیں نہ کداہیں

اولیاء کے فیض سے امن و عافیت

یہ دعا ہے کہ اولیاء کی برکت سے بندہ دنیا و آخرت کے رنجوں سے محفوظ رہے۔

قرآن میں مومنوں کی دعا یوں مذکور ہے:

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً (آل عمران-8)

"اے ہمارے رب! ہدایت کے بعد ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کرنا اور ہمیں اپنی رحمت عطا فرما۔"

اور حدیث شریف میں ہے:

"من احب ولياً فقد احب الله، ومن آذى ولياً فقد آذنته بالحرب." (بخاری)

"جس نے کسی ولی سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی اور

جس نے ولی کو ایذا دی، اس سے میں اعلانِ جنگ کرتا ہوں۔"

یعنی اولیاء کی محبت بندے کو رحمت و عافیت کے حصار میں لے آتی ہے اور مصیبتیں ان کے فیض سے دور ہو جاتی ہیں۔ یہ کلام دراصل سلسلہ نوشاہیہ کے تین مرکزی آفتابوں کی بارگاہ میں

دعا، عقیدت اور روحانی اتصال کی تصویر ہیں

1. حضرت نوشہ گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ منبع منظوری و قبولیت۔
2. حضرت بحرالعلوم رحمۃ اللہ علیہ سرچشمہ علم و حضوری۔
3. حضرت سخی شاہ سلیمان نوری رحمۃ اللہ علیہ نگاہِ لطف و فیضِ دوام۔

یہ تینوں ہستیاں عشق، علم اور فقر کی وہ تجلیاں ہیں جن کے فیض سے طالبِ حق کا دل منور، سفر آسان اور زندگی مصیبتوں سے محفوظ ہو جاتی ہے۔

ہجر و وصال، تپشِ عشقِ الٰہی اور روحانی قرب کی پکار

اصل کلام حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

کی لکھاں میں حال اپنے دیاں گلاں تیرے تائیں
ہک پل چین قرار نہ دل نوں، ہر دم بھڑکن بھاہیں
شالہ دور نہ ہون کسے دے جانی جان دلاں دے،
اوہو جانن حال انہاندے، وچھڑن سنگ جنہاں دے

ترجمہ: "اے محبوبِ حقیقی! میں اپنے دل کے حال تیری بارگاہ میں کیسے بیان کروں؟ میرا دل لمحہ بھر بھی سکون نہیں پاتا ہر وقت تڑپ، جلن اور محبت کی آگ میں جلتا رہتا ہے۔ اللہ کرے کسی سچے عاشق کو اپنے محبوبِ حقیقی سے جدائی نہ نصیب ہو، وہی دل والے جان سکتے ہیں کہ فراق و جدائی

کے زخم کتنے گہرے ہوتے ہیں، جنہوں نے اپنے محبوب سے جدائی کے داغ سہے ہوں۔"

عشق وقربِ الٰہی کی تڑپ

قرآنِ مجید میں فرمایا گیا:

يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ (المائدہ-54)

"اللہ ان سے محبت کرتا ہے اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں۔"

یہ آیت بندے کے دل میں الٰہی محبت کی آگ کو ظاہر کرتی ہے۔ جو اللہ سے سچی محبت کرتا ہے، اُس کا دل کبھی ساکن نہیں رہتا ہر دم تڑپتا ہے، جیسے آپ کہتے ہیں

" ہک پل چین قرار نہ دل نوں"۔

ذکر وشوقِ دیدار کا سکون

ارشادِ باری تعالیٰ:

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (الرعد-28)

"سنو! دلوں کا اطمینان صرف اللہ کے ذکر میں ہے۔"

یہی آیت اس شعر کی تفسیر بن جاتی ہے: جو دل اللہ کے ذکر اور عشق سے خالی ہو، وہ "قرار" سے محروم ہے۔ اور جو دل عشقِ الٰہی سے روشن ہے، وہ بے قرار تو رہتا ہے مگر اس کی یہ بے قراری ہی سکونِ حقیقی ہے۔

فراقِ محبوب میں تڑپ ایمان کی علامت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لا یؤمن احدکم حتی اکون احبَّ إلیه من والدہ

وولدہ والناس اجمعین"

"تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اسے اُس کے والد، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوں۔"

(بخاری، مسلم)

یہی جذبہ اس شعر میں موجود ہے کہ عاشق رسول ﷺ کا دل لمحہ بھر کے لیے بھی جدائی برداشت نہیں کرسکتا وہ ہر دم "بھڑکن بھاہیں" میں جلتا ہے۔

اہلِ محبت کی قربت

حدیث میں آیا:

"المرءُ مع من احبّ"

"آدمی اُس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔" (بخاری)

اسی لیے آپ دعا کرتے ہیں

شالہ دور نہ ہون کسے دے جانی جان دلاں دے

یعنی اللہ کرے، کسی عاشق کو اپنے محبوب (رسول ﷺ یا شیخ کامل) سے جدائی نصیب نہ ہو کہ فراق روح کو جلا دیتا ہے۔

"حالِ دل" کا اظہار مقامِ حال

صوفیاء کے نزدیک "حال" وہ کیفیت ہے جو دل پر عشقِ الٰہی کے فیضان سے وارد ہوتی ہے۔

جب سالک اپنے محبوبِ حقیقی کی یاد میں محو ہوتا ہے تو اس پر وجد، گریہ اور بے قراری طاری ہوجاتی ہے۔ یہی کیفیت اشعار میں ظاہر ہے

کی لکھاں میں حال اپنے دیاں گلاں تیرے تائیں

یعنی زبان حال بند ہے، صرف دل ہی اس کی گواہی دیتا ہے۔

فراق و وصال کی آگ سلوک کا امتحان

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

المحب لا یسکن قلبه من ذکر محبوبه.

"محب کا دل اپنے محبوب کے ذکر سے کبھی ساکن نہیں ہوتا۔"

یہی "ہر دم بھڑکن بھاہیں" ہے۔ محبت کا وہ درجہ جہاں عاشق کے لیے فراق ہی وصال بن جاتا ہے۔

فراق کی آگ اور قرب کی نعمت

صوفیاء فرماتے ہیں کہ "فراق کی آگ، وصال کا دروازہ ہے"۔ جس نے ہجر کے داغ سہے، وہی قرب کے رنگ دیکھتا ہے۔ اسی لیے آپ فرماتے ہیں:

"اوہو جانن حال انہاندے، وچھڑن سنگ جنہاں دے"

یعنی یہ درد صرف وہ سمجھ سکتا ہے جس نے جدائی کے زخم سہے ہوں چاہے وہ عشقِ الٰہی کا فراق ہو یا رسولِ کریم ﷺ کی جدائی کا۔ یہ اشعار ایک عاشق صادق کی زبانِ حال ہیں، جو اپنی روح کی تڑپ، فراقِ محبوب کی آگ اور قربِ حقیقی کی تمنا بیان کر رہا ہے۔

قرآن و حدیث میں یہی عشق و تڑپ ایمان کی جان، معرفت کی راہ اور سلوک کا جوہر قرار دی گئی ہے۔ جو دل اس آگ میں جلتا ہے، وہی دل نورِ یقین سے روشن ہوتا ہے۔

"ہک پل چین قرار نہ دل نوں" عشق کی بے قراری
"ہر دم بھڑکن بھاہیں" شوقِ دیدار
"دور نہ ہون جانی جان دلاں دے" وصالِ حق کی دعا
"اوہو جانن حال انہاندے" رازِ محبت کی معرفت

"صبر و رضا کا مقام دکھی دلوں کی زبان"

اصل کلام حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

دکھیاں دی گل دکھیئے جانن، دوجیاں نوں کی ساراں
درد منداں دے دکھوں توبہ، کنبن کوہ دیواراں
کی آکھاں، کجھ وس نہ میرا، ڈاہڈے ہتھ مہاراں
جدھر ٹورے، ٹرناں پیندا سہہ کے دکھ ہزاراں
جھڑا حکم سجن دا ہووے، سر بر منناں پیندا
اگاں دے وچ سڑناں پیندا، دکھیں گلناں پیندا

ترجمہ: "دکھی انسانوں کے حال کو صرف دکھی دل والے ہی سمجھ سکتے ہیں، بے درد لوگوں کو درد والوں کی کیفیت کا اندازہ نہیں ہوتا۔ دردمندوں کے دکھ ایسے ہوتے ہیں کہ پہاڑ اور دیواریں بھی لرز اُٹھیں۔ میں کیا کہوں کچھ بیان بھی نہیں ہوتا، بس اپنے محبوب کے ہاتھوں میں اپنی لگام دے رکھی ہے۔ وہ جہاں لے جاتا ہے، مجھے وہاں جانا ہی پڑتا ہے چاہے ہزار دکھ سہنے پڑیں۔

جو کچھ محبوب (اللہ یا مرشدِ کامل) کا حکم ہوتا ہے، اُسے سر آنکھوں پر ماننا پڑتا ہے۔ اُس کی راہ میں جلنا بھی پڑے تو جلنا، تڑپنا بھی ہو تو تڑپنا۔ یہی عشق کی راہ ہے۔"

اہلِ صبر کی بلندی

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ (البقرہ-153)

"یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔"

یہ اشعار اسی حقیقت کو ظاہر کرتے ہیں کہ جو عاشق راہِ سلوک میں دکھ سہتا ہے، دراصل وہ اللہ کی خاص معیت کا مستحق بن رہا ہوتا ہے۔ اس لیے آپ کہتے ہیں: "جھڑا حکم سجن دا ہووے، سر برمنناں پیندا" یعنی صبر و رضا اختیار کرنا ہی عشق کا تقاضا ہے۔

صبرِ ایوب علیہ السلام اور تذلیل دنیا

حضرت ایوب علیہ السلام نے جب بیماری اور مصیبت کی شدت میں بھی شکوہ نہ کیا تو اللہ نے فرمایا:

اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ (ص-44)

"ہم نے اُسے صابر پایا، کیا ہی اچھا بندہ تھا، وہ (ہماری طرف) بہت رجوع کرنے والا تھا۔"

صوفی سالک کا حال بھی یہی ہوتا ہے۔ چاہے "دکھ ہزاراں" آئیں، مگر زبان پر شکوہ نہیں، دل میں شکر رہتا ہے۔

مصیبت پر صبر کی فضیلت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب اللہ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اسے آزمائش میں مبتلا کرتا ہے۔" (ترمذی)

یعنی دکھ، عشقِ الٰہی کی علامت ہیں۔ یہ اشعار اسی کیفیت کا اظہار ہیں کہ عاشق پر جو دکھ نازل ہوتے ہیں، وہ دراصل قربِ الٰہی کے زینے ہیں۔

رضا بالقضا ایمان کی علامت

رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

"جو اللہ کی تقدیر پر راضی ہوگیا، وہ ایمان کے کمال تک پہنچ گیا۔" (ابن ماجہ)

آپ فرماتے ہیں:

"جھڑا حکم سجن دا ہووے، سر پر منناں پیندا"

اسی رضائے الٰہی کا عملی اظہار ہے کہ محبوبِ حقیقی جو چاہے، بندہ اُس پر راضی ہے۔

اہلِ درد، اہلِ حال" کی پہچان

صوفیاء فرماتے ہیں "اہلِ درد وہ ہیں جن کے دلوں میں محبتِ الٰہی کا زخم لگا ہو اور وہ زخم کبھی نہیں بھرتا۔" اسی لیے آپ فرماتے ہیں:

"دکھیاں دی گل دکھیئے جانن، دوجیاں نوں کی ساراں"

یعنی جو خود عشق کی آگ میں جلے، وہی دوسرے جلنے والوں کا درد سمجھ سکتا ہے۔

راہِ عشق کی سختیاں

شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"راہِ عشق میں پہلا قدم رنج ہے، دوسرا صبر، تیسرا فنا"

یہی فلسفہ ان اشعار میں مضمر ہے: عاشق کو دکھ سہنا، جلنا، پگھلنا اور فنا ہونا ہی محبوب کے قرب تک پہنچاتا ہے۔ اسی لیے آپ فرماتے ہیں

"اگاں دے وچہ سڑناں پیندا، دکھیں گلناں پیندا"

یعنی عشق کی راہ میں جلنا لازم ہے جو نہیں جلا، وہ نہیں چمکا۔

تسلیم و رضا مقامِ اولیاء

سلسلہ تصوف میں "تسلیم" اور "رضا" سب سے بلند درجے ہیں۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"رضا وہ درجہ ہے جہاں بندہ اپنی خواہش کو مٹا کر اللہ کی مشیت میں فنا ہو جاتا ہے۔"

یہی کیفیت آپ کے کلام میں ہے:

"جدھر ٹورے، ٹرناں ہیندا، سہہ کے دکھ ہزاراں"

یعنی میں اپنی مرضی نہیں رکھتا میرا محبوب جہاں لے جائے، میں وہاں چلا جاتا ہوں۔ یہ اشعار عاشق الٰہی اور سالکِ راہِ طریقت کی سچی تصویر ہیں، جہاں دکھ، جدائی، مشقت اور صبرِ عشق کے امتحان ہیں۔ اہلِ درد وہی ہیں جو دردِ محبت میں پکے ہوں۔ دکھ صوفی کے لیے نعمت ہیں، کیونکہ انہی میں معرفت چھپی ہے۔ صبر اور رضا ایمان کے اعلیٰ مراتب ہیں۔

"سون سکیسر ریاضت گاہ تزکیہ نفس اور عشقِ حقیقی کا سفر"

اصل کلام حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی

سون سکیسر دے جنگلاں وچہ جھٹ لنگھانے پیندے
بھارے بھار مصیبت والے سر تے چانے پیندے

ترجمہ: "سون سکیسر کے جنگلوں اور وادیوں میں مجاہدہ و ریاضت کے مشکل راستے طے کرنے پڑتے ہیں، وہاں صبر، مشقت اور مصیبتوں کے بھاری بوجھ اپنے سر پر اٹھانے پڑتے ہیں۔"

مفہوم و پس منظر

یہ اشعار قطب الارشاد حضرت سید ابوالکمال برقؔ قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ کے اُس روحانی مجاہدہ اور عزلت گزینی کی یاد دلاتے ہیں جو آپ نے وادی سونا سکیسر (ضلع خوشاب) کے پہاڑوں میں کی جہاں آپ نے دنیاوی علائق سے کنارہ کش ہو کر خالصتاً عبادت، ذکر، مراقبہ اور تزکیِ نفس میں وقت گزارا۔

یہ مقام روحانی تجلّیوں، ریاضت اور فقرِ قادری کے فیضان سے منور رہا۔ یہ تجربہ دراصل وہی ہے جسے قرآن و حدیث میں "خلوت"، "مجاہدہ" اور "تزکیہ" کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔

تزکیہ نفس کا قرآنی حکم

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا (الشمس-9-10)

"جس نے اپنے نفس کو پاک کیا، وہ کامیاب ہوا اور جس نے اسے گناہوں میں دبا دیا، وہ ناکام ہوا۔"

یہ آیت حضرت پیر سید ابوالکمال برقؔ نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ کے عمل کی مکمل تفسیر ہے۔ آپ نے نفس کے میل اور خواہشات کو مجاہدے اور خلوت کے ذریعے پاک کیا۔ سون سکیسر کے جنگل، دنیا سے علیحدگی اور عبادت میں مشغولی سب "تزکیہ" کی علامتیں ہیں۔

اللہ کے قرب کا راز

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت-69)

"اور جو لوگ ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں، ہم ضرور انہیں اپنی راہیں دکھاتے ہیں۔"

یعنی جو بندہ راہِ الٰہی میں ریاضت و مجاہدہ کرتا ہے، اللہ اُس پر معرفت و ولایت کے دروازے کھول دیتا ہے۔ یہی مقام حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ کو سون سکیسر کی خلوتوں میں نصیب ہوا۔

مجاہدہ فی سبیل اللہ کی فضیلت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِي طَاعَةِ اللَّهِ. (ترمذی)

"مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے اللہ کی اطاعت کے لیے جہاد کرے۔"

یہی "جہاد بالنفس" حضرت برق نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ کا مقام تھا دنیا کی راحتیں چھوڑ کر جنگلوں کی خاموشی میں نفس سے لڑنا، یہی روحانی جہادِ اکبر ہے۔

خلوت و عزلت کی سنت

رسولِ اکرم ﷺ غارِ حرا میں ایام گزارتے، جہاں آپ ذکر، مراقبہ اور عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ یہی سنتِ نبوی ﷺ کی جھلک صوفیاء نے "خلا" (Retreat) کی صورت میں اپنائی۔ حضرت برق نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ نے سون سکیسر کی خلوت میں اسی نورانی سنت کو زندہ کیا۔

سون سکیسر ریاضت گاہِ روحانیت

صوفیاء کے نزدیک خلوت روحانی ترقی کی بنیاد ہے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"جو بندہ لوگوں سے الگ ہو کر اللہ سے جڑ گیا، اللہ اُسے اپنے رازوں کا وارث بناتا ہے۔"

سون سکیسر کے پہاڑ اور جنگلات اُس خلوت کے گواہ ہیں جہاں حضرت برق نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے باطن کو پاک کر کے "فنا فی الشیخ" اور "فنا فی اللہ" کے

مدارج طے کیے۔

مصیبت کا بوجھ روحانی تربیت

آپ فرماتے ہیں:

"بھارے بھار مصیبت والے سر تے چانے پیندے"

یعنی راہِ سلوک میں مشکلات و مصائب آنا فطری ہیں۔

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "راہِ طریقت میں جو مصیبت آئے، اُسے شکوہ سمجھنا محرومی ہے، اُسے نعمت سمجھنا معرفت ہے۔"

حضرت برق نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ نے مصیبت کو "نور" بنا لیا۔ یہی اہلِ عشق کی پہچان ہے۔

سخی شاہ معروف قادری خوشابی رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ

قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ جب سون سکیسر میں خلوت گزین رہے، تو اکثر درگاہ سخی شاہ معروف قادری رحمۃ اللہ علیہ پر حاضری دیتے۔ جہاں سے روحانی انوار و برکات حاصل کرتے۔ یہ سلسلہ دراصل "فیضانِ سخی شاہ معروف اورونوشہ گنج بخش" کا سنگم ہے، جسے اپنے اشارہ کنایہ میں پیش کیا کہ عشق کی یہ راہ پہاڑوں، ریاضتوں اور مصیبتوں سے گزر کر قربِ الٰہی تک پہنچاتی ہے۔ یہ اشعار راہِ مجاہدہ، تزکیہ نفس، صبر و رضا اور فیضانِ ولایت کی زبردست تصویری تشریح ہیں۔

قطب الارشاد حضرت برق نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ نے جس طرح سونا سکیسر کے جنگلات میں عبادت و مجاہدہ کے ذریعے اپنے باطن کو منور کیا، وہ قرآن وسنت کے عین مطابق صوفیانہ عمل ہے۔ یہی قرب و تجلی کی راہ ہے جو "مصیبت" سے گزر کر "معرفت" تک پہنچتی ہے۔

"سون سکیسر دی خلوت فقر و عرفان دا آغاز"

یہ اشعار انتہائی عمیق صوفیانہ مفہوم رکھتے ہیں آپ نے عشقِ الٰہی، فنا فی اللہ اور سلوک و ریاضت کے مراحل کو پنجابی مثالی کرداروں (رانجھا، سسی، سوہنی، مجنوں) کی علامتوں کے ذریعے بیان کیا ہے۔ یہ دراصل راہِ تصوف کی مشقت، فقر، صبر اور فنا کے درجہ تک پہنچنے کی تمثیلی عکاسی ہے۔

اصل کلام حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

رانجھے وانگوں جوگی بن کے مون منانی پیندی

ترجمہ: عاشقِ حقیقی کو رنجھے کی طرح جوگی بن کر گوشہ نشینی اختیار کرنی پڑتی ہے اور خاموشی (مون) کے ذریعے باطن کو پاک کرنا ہوتا ہے۔

تشریح: رنجھا، جوگی بن کر ظاہری دنیا سے الگ ہوگیا اسی طرح صوفی اپنے دل کو دنیاوی مشاغل سے خالی کرتا ہے تاکہ صرف اللہ کی یاد باقی رہے۔

"مون" یعنی خاموشی تصوف میں ضبطِ لسان اور ذکرِ قلب کی علامت ہے۔

صوفیاء کہتے ہیں: "جو اپنے دل کو خاموش کر لے، اللہ اس کے باطن میں کلام کرتا ہے۔"

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا (المزمل-8)

"اور اپنے رب کا نام یاد کر اور سب سے الگ ہو کر اسی کے ہو جا۔"

یہی "تبتّل" یعنی دنیا سے کنارہ کشی اور خلوت اختیار کرنا تصوف کی بنیاد ہے۔ رسول ﷺ نے فرمایا:

من صمت نجا "جو خاموش رہا، وہ نجات پا گیا۔" (ترمذی)

یہ خاموشی انقطاعِ الی اللہ کا پہلا درجہ ہے یہاں سالک کا دل فکرِ الٰہی میں مشغول اور زبان ذکرِ الٰہی میں مصروف ہوتی ہے۔

اصل کلام حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

سولی اتے انا الحق دی رٹ لگانی پیندی

ترجمہ: راہِ عشق میں منصور حلاج کی طرح "انا الحق" کی صدائے فنا بلند کرنی پڑتی ہے۔

تشریح: یہ "انا الحق" کا نعرہ دراصل فنا فی اللہ کی علامت ہے یعنی بندہ اپنی "میں" کو مٹا کر صرف "حق" کو باقی دیکھتا ہے۔

یہ منزل اُن سالکین کو نصیب ہوتی ہے جنہوں نے نفسِ امّارہ کو قتل کیا ہو۔

فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي (الحجر-29)

"پھر جب میں نے اسے درست کر دیا اور اس میں اپنی روح پھونک دی۔"

یعنی انسان میں الوہی جلوہ ودیعت ہے، مگر اس کا شعور صرف فنا کے بعد حاصل ہوتا ہے۔

مَن عرف نفسه فقد عرف ربّه

"جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا، اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔"

انا الحق" دراصل میں مٹ گئی، حق باقی رہ گیا کی کیفیت ہے۔ یہ بقاء باللہ کا درجہ ہے، جہاں بندہ اپنی ذات سے فانی اور رب کی صفات سے باقی ہو جاتا ہے۔

اصل کلام حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

سسی وانگوں وچ تھلاں دے جن گوانی پیندی

ترجمہ: سسی کی طرح بیابانوں اور وادیوں میں اپنی جان دینی پڑتی ہے۔

تشریح: یہ "تھلاں" یعنی بیابان ریاضت ومجاہدہ کی علامت ہے۔

سسی کی طرح عاشق حق کو راستے کی مشقت، تنہائی اور قربانی برداشت

کرنی پڑتی ہے۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت-69)

"اور جو لوگ ہماری راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں، ہم انہیں اپنی راہیں دکھاتے ہیں۔"

راہِ سلوک میں سالک کو "سفرِ انفسی" (باطنی سفر) کرنا ہوتا ہے یہ وہی "تھلاں" ہیں جہاں نفس بھٹکتا ہے، دل آزماتا ہے اور حق آزمائش لیتا ہے۔

اصل کلام حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

سوہنی وانگوں وچ جھناں دے چھال لگانی پیندی

ترجمہ: سوہنی کی طرح عاشق کو طوفانوں میں کود کر محبوب تک پہنچنا پڑتا ہے۔

تشریح: یہ عشق کی قربانی اور اعتماد کی تمثیل ہے۔

سوہنی نے مٹی کا گھڑا چیر کر دریا میں چھلانگ لگائی یہی کیفیت تسلیمِ کامل اور توحیدِ خالص ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ (التوبہ-111)

"اللہ نے مؤمنوں سے ان کی جانیں اور مال خرید لیے ہیں کہ ان کے لیے جنت ہے۔"

عاشقِ الٰہی کو اپنی جان، مال، آرام، سب کچھ قربان کرنا پڑتا ہے تاکہ وصالِ حق حاصل ہو۔

اصل کلام حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

مجنوں وانگوں وچ جنگلاں دے جند سکانی پیندی

ترجمہ: مجنوں کی طرح جنگلوں میں زندگی بسر کرنی پڑتی ہے۔

تشریح: یہ "جنگل" خلوت اور "جند سکانا" یعنی تنہائی میں جینا، تصوف میں "ریاضتِ خلوت" کہلاتی ہے۔

یہی وہ مقام ہے جہاں بندہ اپنے رب سے ہمکلام ہوتا ہے۔

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيْلًا (المزمل-8)

"اور اپنے رب کا نام یاد کر اور سب سے الگ ہو کر اسی کا ہو جا۔"

اصل کلام حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

قدم قدم تے اڈے لگن سر دی کھانی پیندی

ترجمہ: راہِ عشق میں ہر قدم پر ٹھوکر کھانی پڑتی ہے اور سر قربان کرنا پڑتا ہے۔

تشریح: یہ آخری درجہ ہے فنا فی اللہ کی تکمیل۔ سالک کو اپنے وجود، ارادے اور اختیار سب کچھ قربان کرنا ہوتا ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ (البقرہ-153)

"بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔"

یہ "سر دینا" دراصل "انانیت" کے سر کو کٹوانا ہے جب بندہ "میں" سے خالی ہوتا ہے تو محبوب کے حضور باقی رہتا ہے۔ یہ تمام اشعار سلوکِ عشقیہ کے مراحل بیان کرتے ہیں:

1. خلوت و سکوت (رانجھا)
2. فنا فی اللہ (منصور)
3. ریاضت و مجاہدہ (سسی)
4. قربانی و تسلیم (سوہنی)
5. خلوت و فقر (مجنوں)
6. فنا و بقاء (سر دینا)

یہ دراصل طریق نوشاہیہ کے مجاہدہ و تزکیہ نفس کی ایک رمزی تشریح ہے، جو حضرت قطب الارشاد سید ابوالکمال برقؔ قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ کے عملی مجاہدات اور روحانی تجربات کی عکاسی کرتی ہے۔ یہ اشعار حضرت قطب الارشاد سید ابوالکمال برقؔ قادری نوشاہی قدس سرہ العزیز کے گہرے صوفیانہ تجربے، عشقِ حقیقی کی تپش اور سلسلہ نوشاہیہ کے فقر و عرفان کے اظہار کا نادر نمونہ ہیں۔ یہ کلام نہ صرف عشقِ الٰہی کی سختیوں اور قربانیوں کو بیان کرتا ہے بلکہ "فقرِ نوشاہی" کی روحانی سرفرازی کا بھی اعلان ہے۔

اصل کلام حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

سوکھا ناہیں عشق کماناں دلبر نوں گل لاناں

ترجمہ: عشق کا راستہ آسان نہیں، محبوبِ حقیقی کو دل کے قریب لانے کے لیے سخت محنت کرنی پڑتی ہے۔

تشریح: یہاں "عشق کمانا" اور "دلبر نوں گل لانا" کا مطلب ہے اللہ کی محبت حاصل کرنا اور اپنے دل کو اُس کے قرب کے لائق بنانا۔

عشق صرف دعوے سے نہیں ملتا، بلکہ مجاہدہ، تزکیہ نفس، ریاضت اور قربانی سے حاصل ہوتا ہے۔

حَسِبَ النَّاسُ اَنۡ یُّتۡرَکُوۡۤا اَنۡ یَّقُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا وَ ہُمۡ لَا یُفۡتَنُوۡنَ (العنکبوت-2)

"کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ یہ کہہ دیں گے: ہم ایمان لائے اور ان کو آزمایا نہیں جائے گا؟"

اللہ کی محبت آزمائش کے بغیر نصیب نہیں ہوتی۔

رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

اشد الناس بلاء الانبیاء ثم الامثل فالامثل

"سب سے زیادہ آزمائش انبیاء پر آتی ہے، پھر اُن پر جو اُن جیسے (اللہ کے دوست) ہوں۔" (ترمذی)

راہِ عشق میں آسانی نہیں، یہاں "نفس جلتا ہے"، "دل تڑپتا ہے" اور "وجود فنا ہوتا ہے" تب جا کر دل میں محبوب کا جلوہ اترتا ہے۔

اصل کلام حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

نیوں لگانا اپنے ہتھیں پھاہ گلے وچ پاناں

ترجمہ: عاشق کو خود ہی اپنے زخموں پر مرہم رکھنا اور اپنے گلے میں فراق کا پھندا ڈالنا پڑتا ہے۔

تشریح: یہاں آپ نے عشق کی خودسوزی اور رضائے الٰہی پر صبر کا استعارہ دیا ہے۔ صوفی راہِ عشق میں زخم کھاتا ہے، مگر شکوہ نہیں کرتا؛ بلکہ اسی دکھ کو عبادت بنالیتا ہے۔

وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِیۡنَ ۝ الَّذِیۡنَ اِذَاۤ اَصَابَتۡہُمۡ مُّصِیۡبَۃٌ قَالُوۡۤا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ (البقرہ-156-155)

"اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے، جو مصیبت آنے پر کہتے ہیں: ہم اللہ کے لیے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔"

یہ شعر فنا فی البلاء کا درس دیتا ہے یعنی صوفی کے لیے درد اور دکھ کوئی سزا نہیں بلکہ "عشق کا امتحان" ہے اور وہ ہر زخم کو وصال کی نشانی سمجھتے ہیں۔

اصل کلام حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

شکر خدا دا ازلوں مینوں ملیا دان کرم دا

ترجمہ: اللہ کا شکر ہے کہ مجھے ازل سے ہی اس کے کرم کا حصہ ملا ہے۔

تشریح: یہ شعر ازل کی نعمتِ ولایت کی طرف اشارہ ہے۔صوفیاء کا عقیدہ ہے کہ اللہ نے ازل میں اپنے خاص بندوں کو اپنی قربت کے لیے منتخب کر لیا تھا۔

اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى (الاعراف-172)

"کیا میں تمہارا رب نہیں؟ سب نے کہا: کیوں نہیں، آپ ہی ہمارے رب ہیں۔"

یہی "عہدِ الست" ہے جہاں اولیاء اللہ نے اپنی روحانی وفاداری کا وعدہ کیا۔

حضرت برق نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے ہیں کہ عشق و فقر کی یہ توفیق میری ذاتی نہیں بلکہ ازل کی عطا ہے یہ سلسلہ نوشاہیہ کے فیضِ ازلی کی تجلی ہے۔

اصل کلام حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

نوشہ دے میخانیوں پیتا بھر کے جام پرم دا

ترجمہ: میں نے حضرت نوشہ گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی میخانے سے محبت و معرفت کا جام بھر کر پیا ہے۔

تشریح: "میخانہ" یہاں خانقاہِ نوشاہیہ کی علامت ہے اور "جامِ پرم" یعنی الٰہی عشق و معرفت کا پیالہ۔ یہ عشق کا وہ جام ہے جو دنیاوی نشہ نہیں، بلکہ سُکرِ عرفان پیدا کرتا ہے۔

يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ ۝ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ (المطففین-27-26)

"انہیں خالص شراب پلائی جائے گی جس کی مہر مشک سے لگی ہوگی۔"

یہی "رحیقِ مختوم" عشقِ الٰہی کا خالص جام ہے جو اللہ اپنے خاص بندوں کو دیتا ہے۔

یہ شعر اعلانِ نسبت ہے کہ حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی روحانی سیرابیت نوشہ گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے دربار سے حاصل کی۔ یہی "میخانہ نوشاہیہ" تصوف میں فیضانِ ولایت کا سرچشمہ ہے۔

اصل کلام حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

پیر خوشابی عاجز اتے کیڈے کرم کمائے

ترجمہ: پیرِ خوشاب (سخی شاہ معروف قادری رحمۃ اللہ علیہ) کے عاجزانہ کردار پر دیکھو، اللہ نے ان پر کیا عظیم کرم کیے!

تشریح: یہاں آپ نے تواضع و عاجزی کو روحانی کرامت کی بنیاد بتایا ہے۔سخی شاہ معروف رحمۃ اللہ علیہ کا فقر، انکساری اور اللہ کے لیے جینا، اُن کی کرامت کی علامت ہے۔

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا (الفرقان-63)

"اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر عاجزی سے چلتے ہیں۔"

صوفی جتنا عاجز ہوتا ہے، اُتنا ہی قربِ الٰہی پاتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ سخی شاہ معروف رحمۃ اللہ علیہ جیسے اولیاء کو روحانی جھنڈا عطا ہوا۔

اصل کلام حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

جھنڈے فقر نوشاہی دے میں کل دنیا وچہ لائے

ترجمہ: میں نے فقرِ نوشاہی کا جھنڈا ساری دنیا میں بلند کیا ہے۔

تشریح: یہ شعر حضرت برق نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ کے تبلیغی و روحانی مشن کا نچوڑ ہے۔

انہوں نے اپنے وعظ، کلام اور فیضان کے ذریعے سلسلہ نوشاہیہ کے فقر کو عالمی سطح پر متعارف کروایا۔

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (الشرح-4)

"اور ہم نے تمہارے ذکر کو بلند کر دیا۔"

یہ آیت اگرچہ نبی ﷺ کے لیے ہے، مگر اولیاء پر اُن کے فیض سے ظاہری طور پر یہ رفعت منعکس ہوتی ہے۔ فقرِ نوشاہی وہ فقر ہے جس کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا: "الفقر فخری" "فقر میری فخر ہے۔"

حضرت برق نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ نے اس فقر کو نسبتِ نوشاہیہ کے ساتھ دنیا میں روشناس کرایا یہی اُن کا روحانی مشن اور عشقِ حقیقی کی تکمیل ہے۔

راہِ عشق تا فقرِ نوشاہی

تصوف دراصل عشقِ الٰہی کا وہ راستہ ہے جس میں سالک کو اپنی ذات کی نفی کر کے محبوبِ حقیقی کی پہچان حاصل ہوتی ہے۔ یہ راہ صبر، ریاضت، قربانی اور فنا سے گزر کر بقا تک پہنچتی ہے۔

حضرت قطب الارشاد سید ابوالکمال برقؔ قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ اسی عشق کے علمبردار ہیں آپ کا ہر شعر اس باطنی سفر کا آئینہ دار ہے۔

عشقِ حقیقی کی سخت راہ

اصل کلام حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

سوکھا ناہیں عشق کماناں دلبر نوں گل لاناں
نیوں لگانا اپنے ہتھیں پھاہ گلے وچ پاناں

ترجمہ: عشقِ حقیقی کا حصول آسان نہیں۔ محبوبِ ازلی کو دل میں بسانے کے لیے قربانی اور صبر کی راہوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ راہِ محبت میں زخم بھی خود

لگانے پڑتے ہیں اور مرہم بھی خود رکھنا ہوتا ہے۔

حَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَ هُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ (العنکبوت-2)

"کیا لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ صرف ایمان لانے کے اقرار سے وہ چھوڑ دیے جائیں گے اور آزمائے نہیں جائیں گے؟"

حدیثِ نبوی ﷺ:

اشد الناس بلاء الانبیاء ثم الامثل فالامثل

"سب سے زیادہ آزمائش انبیاء پر آتی ہے، پھر ان پر جو اُن کے درجے کے قریب ہوں۔" (ترمذی)

راہِ عشق میں مصیبت دراصل قربت کا وسیلہ ہے۔ جو عشقِ الٰہی کا طالب ہو، اُسے اپنی خواہشات کی قربانی دینی ہوتی ہے۔ یہی تصوف کی ابتداء ہے فنا فی اللہ کا پہلا قدم۔

ازلی فیض و عطائے کرم

اصل کلام حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

شکر خدا دا ازلوں مینوں ملیا دان کرم دا
نوشہ دے میخانیوں پیتا بھر کے جام پرم دا

ترجمہ: اللہ کا شکر ہے کہ ازل ہی سے اس نے مجھے اپنی رحمت و کرم کا حصہ عطا فرمایا۔

مجھے حضرت نوشہ گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی بزم سے عشق و عرفان کا پیالہ نصیب ہوا۔

اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى (الاعراف-172)

"کیا میں تمہارا رب نہیں؟ سب نے کہا: کیوں نہیں، آپ ہی
ہمارے رب ہیں۔"

یہ وہ "عہدِ الست" ہے جس میں اہلِ ولایت نے رب کی محبت کو قبول کیا۔ حضرت برق نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ اسی ازلی وعدے کے اظہار میں فرما رہے ہیں کہ مجھے یہ عشق ازل سے عطا ہوا۔

"نوشہ دے میخانے" سے مراد خانقاہِ نوشاہیہ ہے اور "جامِ پرم دا" یعنی عشق و معرفت کا خالص جام۔ یہ وہی رحیق مختوم ہے جس کا ذکر قرآن (المطففین) میں ہے۔

فقرِ نوشاہی اور فیضانِ خوشابی

اصل کلام حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

پیر خوشابی عاجز اتے کیڈے کرم کمائے
جھنڈے فقر نوشاہی دے میں کل دنیا وچہ لائے

ترجمہ: پیرِ خوشاب (سخی شاہ معروف قادری رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ اللہ علیہ) نے عاجزی و انکساری کے سبب رب کا قرب پایا۔ اور مجھے فقرِ نوشاہی کا جھنڈا دنیا بھر میں بلند کرنے کا شرف عطا ہوا۔

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا (الفرقان-63)
"رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر عاجزی سے چلتے ہیں۔"

فقر دراصل روحانی بادشاہت ہے۔ جو اپنے نفس کو خاک کر لے، اُسے خدا تخت عطا کرتا ہے۔ حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ نے فقرِ نوشاہی کو تبلیغ، علم اور عشق کے ذریعے دنیائے روحانیت میں سربلند کیا۔

حدیث: الفقر فخری "فقر میرا فخر ہے۔"

مجاہدہ و ریاضت سون سکیسر

اصل کلام حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

سون سکیسر دے جنگلاں وچہ جھٹ لنگھانے پیندے
بھارے بھار مصیبت والے سر تے چانے پیندے

ترجمہ: سکیسر کے جنگلات میں عشق کی منازل طے کرنا مشکل ہے۔ راہِ فقر میں مصیبتوں کا بوجھ اٹھانا پڑتا ہے۔

تشریح: یہ اشعار حضرت برقؔ نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ کے اس مجاہدے کی یاد دلاتے ہیں جب آپ نے "سکیسر" میں گوشہ نشینی اختیار کی، دنیا سے کنارہ کش ہو کر عبادت، ریاضت اور ذکرِ الٰہی میں مصروف رہے۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت-69)
"جو ہمارے راستے میں جہاد کرتے ہیں، ہم ضرور انہیں اپنی راہوں کی ہدایت دیتے ہیں۔"

یہ "جہادِ اکبر" ہے یعنی نفس کے خلاف جنگ۔ سکیسر کی تنہائی دراصل "خلوت در انجمن" کا مظہر تھی؛ جہاں بندہ ظاہری طور پر دنیا سے الگ، مگر باطن میں خالق سے ہم کلام ہوتا ہے۔

غلبہ عشقِ الٰہی

اصل کلام حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

رانجھے وانگوں جوگی بن کے مون منانی پیندی
سولی اتے انا الحق دی رٹ لگانی پیندی

ترجمہ: راہِ عشق میں رانجھوں کی طرح جوگی بننا پڑتا ہے اور منصور حلاج کی طرح "انا

الحق" کی سولی قبول کرنی پڑتی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ (التوبہ-111)

"اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور مال جنت کے بدلے خرید لیے ہیں۔"

یہ وہ مقام ہے جہاں عاشق اپنی "انانیت" مٹا دیتا ہے۔ "انا الحق" کہنا یعنی "میں کچھ نہیں، سب کچھ وہی ہے" یہ فنا فی اللہ کا مقام ہے۔

عشقِ مجازی کے آئینے میں عشقِ حقیقی

اصل کلام حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

سسی وانگوں وچہ تھلاں دے جن گوانی پیندی
سوہنی وانگوں وچہ جھناں دے چھال لگانی پیندی
مجنوں وانگوں وچہ جنگلاں دے جند سکانی پیندی

ترجمہ وتشریح: عاشق کو سسی، سوہنی اور مجنوں کی طرح قربانی، جدائی اور تڑپ کے مرحلے طے کرنے پڑتے ہیں۔ یہ سب کردار "عشقِ مجازی" کے آئینے ہیں، مگر تصوف انہیں "عشقِ حقیقی" کی تمثیل کے طور پر لیتا ہے۔ جو محبوبِ ازلی کی تلاش میں نکلے، اُسے ہر امتحان سے گزرنا پڑتا ہے۔

اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا (الشرح-6)

"بے شک سختی کے ساتھ آسانی بھی ہے۔"

عاشق کے لیے رنج وتڑپ دراصل روحانی بلندی کا زینہ ہیں۔

عشق کا انعام فقر کی بادشاہی

اصل کلام حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

شکر خدا دا ازلوں مینوں ملیا دان کرم دا
نوشہ دے میخانیوں پیتا بھر کے جام پرم دا
پیر خوشابی عاجز اتے کیڈے کرم کمائے
جھنڈے فقر نوشاہی دے میں کل دنیا وچہ لائے

یہاں حضرت برقؔ نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ اپنے روحانی سفر کا خلاصہ بیان کرتے ہیں:

"ازل سے عطا ہوا عشق، ریاضت سے نکھرا، فقر میں ڈھلا اور پھر فیضانِ نوشاہیہ کے جھنڈے کی صورت میں دنیا تک پھیل گیا۔"

فقرِ نوشاہی اور عشقِ الٰہی کا جمال

اصل کلام

سوکھا ناہیں عشق کماناں، دلبر نوں گل لاناں
نیوں لگانا اپنے ہتھیں، پھاہ گلے وچہ پاناں

ترجمہ: عشقِ حقیقی آسان نہیں، محبوبِ حقیقی (اللہ تعالیٰ) کو دل کے قریب لانے کے لیے انسان کو اپنی جان کی بازی لگانی پڑتی ہے، جیسے گلے میں پھندا ڈال کر فنا فی اللہ کی راہ میں قدم رکھا جاتا ہے۔

تشریح: یہاں "عشق کماناں" سے مراد راہِ عشق کی دشواری ہے، جو قربانی، فنا اور رضا سے بھری ہوتی ہے۔

قرآن میں ارشاد ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آلِ عمران-31)

"اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا۔"

یعنی عشقِ الٰہی دعوے سے نہیں، اتباعِ رسول ﷺ سے ثابت ہوتا ہے۔

"پھاہ گلے وچہ پاناں" اس قربانی اور فنافی الرسول کی علامت ہے کہ عاشق اپنے نفس کا گلا گھونٹ دیتا ہے تاکہ صرف محبوب باقی رہے۔ تصوف میں یہی مقام "فنافی اللہ" کہلاتا ہے۔

جامِ عشق و معرفت

اصل کلام حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

شکر خدا دا ازلوں مینوں ملیا دان کرم دا
نوشہ دے میخانیوں پیتا بھر کے جام پرم دا

ترجمہ: شکر ہے اس خدا کا جس نے ازل سے مجھے اپنی کرم نوازی کا حصہ عطا کیا، میں نے حضرت نوشہ گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی میخانے سے عشق و معرفت کا جام بھر کے پیا۔

تشریح: یہاں آپ "میخانہ نوشہ" کو خانقاہِ معرفت وسلوک کی علامت کے طور پر استعمال کر رہے ہیں۔

"جامِ پرم" یعنی محبت و عرفان کا پیالہ، جو اولیائے کاملین اپنے مریدوں کے قلوب میں انڈیلتے ہیں۔ قرآن میں ارشاد ہے:

وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا (الدھر-21)

"اور ان کے رب نے انہیں پاکیزہ شراب (یعنی معرفت و

لذتِ قرب) پلائی۔"

یہ "شرابِ طہور" وہی معرفتِ الٰہی ہے جس سے دل منور ہوتا ہے۔ حضرت نوشہ گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے فیض سے آپ کو یہ "شرابِ محبت" نصیب ہوئی، جو ولایتِ نوشاہیہ کی روحانی پیاس کو بجھاتی ہے۔

فقرِ نوشاہی کا پرچم

اصل کلام حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

پیر خوشابی عاجز اتے کیڈے کرم کمائے
جھنڈے فقر نوشاہی دے میں کل دنیا وچہ لائے

ترجمہ: میں تو ایک عاجز بندہ ہوں، مگر میرے اوپر خدا اور مشائخ نوشاہیہ کے بے شمار کرم ہیں، کہ میں نے فقرِ نوشاہی کا پرچم ساری دنیا میں لہرا دیا۔

تشریح: یہ شعر تبلیغِ روحانیتِ نوشاہیہ اور فیضانِ ولایت کا اعلان ہے۔ حضرت قبلہ برق رحمۃ اللہ علیہ اپنی عاجزی ظاہر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ کارنامہ میری ذات کا نہیں، بلکہ فقرِ نوشاہی کے فیض کا نتیجہ ہے۔

قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ (ھود-88)

"میری توفیق تو بس اللہ ہی کی طرف سے ہے۔"

یعنی یہ سب کامیابیاں بندے کی نہیں، بلکہ الٰہی نصرت کی عطا ہیں۔

اسی طرح حضور ﷺ نے فرمایا: الفقر فخری "فقر میرا فخر ہے۔"

فقر وہ نور ہے جو دل کو دنیا سے بے نیاز کر کے بندے کو مقامِ یقین تک پہنچاتا ہے۔

نورِ ولایت

حضرت سید ابوالکمال برقؔ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی فقرِ محمدی و نوشاہی کو عالمی سطح پر زندہ کیا یہی فقر ”نورِ ولایت“ ہے، جو خوشاب سے ڈوگہ شریف تک اور پھر دنیا بھر میں پھیل گیا۔ عشق کی راہ قربانی، فنا اور صبر کی راہ ہے۔ حضرت نوشہ گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا فیضانِ عشق روحانی میخانے کی شرابِ طہور ہے۔ حضرت پیر برقؔ رحمۃ اللہ علیہ نے فقرِ نوشاہی کے فیض سے دنیا کو روشنی دی۔ تصوف کا یہ پیغام قرآن وسنت کی روح سے ہم آہنگ ہے عشق، خدمت، فقر اور معرفت کے ذریعہ بندہ قربِ الٰہی حاصل کرتا ہے۔

آغازِ سفرِ حج بیت اللہ

اصل کلام حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

چوداں سو تے دو ہجری نوں فضل کیتا رب باری
دو اسوں دی انگلستانوں آیا مار اڈاری

ترجمہ: سن 1402 ہجری میں ربِ کریم نے مجھ پر اپنا خاص فضل فرمایا اور میں نے انگلستان (برطانیہ) سے روحانی پروازِ حج کا آغاز کیا۔

تشریح: یہ شعر الٰہی عنایت اور سفرِ عبادت کے آغاز کی علامت ہے۔ حضرت سید ابوالکمال برقؔ اپنے سفر کی ابتدا میں اعترافِ فضلِ الٰہی کرتے ہیں کہ یہ سفر اُن کی اپنی خواہش یا استطاعت سے نہیں، بلکہ خالصتاً تفضّلِ ربّانی سے ممکن ہوا۔

قرآنِ مجید میں ارشاد ہے:

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا
(آل عمران-97)

”اور اللہ کے لیے لوگوں پر اُس گھر کا حج فرض ہے جو وہاں پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو۔“

یہاں ”فضل کیتا رب باری“ میں آپ نے اسی استطاعت کو فضلِ الٰہی کے طور پر دیکھا کیونکہ تصوف میں ہر نیکی کی توفیق، بندے کے ارادے سے نہیں بلکہ ”اذنِ الٰہی“ سے پیدا ہوتی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

من حج فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدته امه

”جو شخص حج کرے اور گناہوں سے پاک رہے، وہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے والے بچے کی طرح پاک لوٹتا ہے۔“ (بخاری ومسلم)

یعنی یہ سفر پاکی، مغفرت اور قربِ الٰہی کا سفر ہے۔

حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کے لیے یہ صرف جسمانی نہیں بلکہ روحانی اڑان تھی، ”انگلستانوں“ سے مراد دنیاوی مقام نہیں، بلکہ مادی دنیا سے روحانی پرواز کا استعارہ بھی ہے۔

سفرِ حج براستہ روم

کلامِ حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

چیر ہزار کوہاں دے پینڈے پہتا روم وچالے
اتھوں فیر روانہ ہویا بنھ احرام دوالے

ترجمہ: میں نے ہزاروں پہاڑوں اور لمبے فاصلے طے کیے یہاں تک کہ روم پہنچا، پھر وہاں سے احرام باندھ کر بیت اللہ کی طرف روانہ ہوا۔

تشریح: یہ شعر ظاہر میں سفر کی منازل بیان کرتا ہے، مگر باطن میں راہِ عشق کے مراحل کا بیان ہے۔ پہاڑ، دراصل نفس، خواہش، دنیا اور مشکلات کی

علامت ہیں۔

"پہتا روم و چالے" کا مطلب ہے کہ روحانی سالک نے رکاوٹوں کو عبور کر کے قربت کے مرکز میں قدم رکھا۔ قرآن کہتا ہے:

وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت-69)

"جو لوگ ہماری راہ میں جہاد کرتے ہیں، ہم ضرور اُنہیں اپنی راہیں دکھاتے ہیں۔"

یہاں "بنھ احرام دوالے" اُس نفس کی بیڑیاں توڑنے کی علامت ہے جو بندے کو حق سے دور رکھتی ہیں۔

احرام باندھنا اس بات کا اظہار ہے کہ اب بندہ اپنے آپ کو مٹا کر فقط اللہ کے حکم کے تابع ہو گیا۔ تصوف میں یہی لمحہ فنا فی اللہ کے آغاز کی علامت ہے۔

مدینہ طیبہ منزلِ عشق

کلامِ حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

خفتاں ویلے روموں چل کے جدے اندر پہتا
ویکھیا آ کے دیس نبی دا کرم کیتا رب بہتا

ترجمہ: جب میں رات کے وقت روم سے روانہ ہوا اور مدینہ منورہ کے قریب پہنچا، تو دیکھا کہ رب نے اپنے محبوب ﷺ کے شہر میں مجھ پر بے انتہا کرم فرمایا۔

تشریح: یہ شعر وصالِ نبی ﷺ کی سرزمین میں داخلے کی روحانی کیفیت بیان کرتا ہے۔ مدینہ طیبہ اہلِ عشق کے نزدیک قلبِ محمدی ﷺ کی مانند ہے، جہاں پہنچ کر بندے کے دل سے ظلمت مٹ جاتی ہے۔

قرآنِ کریم میں ارشاد ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ (الانبیاء-107)

"اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔"

یعنی مدینہ میں داخل ہونا رحمتِ کاملہ کے سمندر میں اترنے کے مترادف ہے۔

حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ جب "ویکھیا آ کے دیس نبی دا" کہتے ہیں، تو یہ صرف ظاہری زیارت نہیں، بلکہ باطنی مشاہدہ رحمت ہے، وہ لطف و سکون جو صرف اہلِ عشق کو نصیب ہوتا ہے۔ حدیث میں ہے:

المدینة خیر لهم لو کانوا یعلمون

"مدینہ ان کے لیے بہتر ہے اگر وہ سمجھ سکیں۔" (بخاری و مسلم)

وجدانی کیفیت

حضرت سید برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کے لیے یہ "خفتاں ویلے" یعنی رات کا لمحہ خلوتِ عشق کا وقت ہے، جب روحِ عاشق اور نورِ نبی ﷺ کے درمیان ایک وجدانی ملاقات ہوتی ہے۔

1. یہ سفر صرف حج نہیں بلکہ "سفرِ معرفت" ہے۔

جسم بیت اللہ کو جاتا ہے مگر روح اللہ کے قرب کی جانب پرواز کرتی ہے۔

2. احرام تصوف میں فنا کی علامت ہے۔

جب سالک اپنی خواہشات کو دفن کر دیتا ہے، تب اسے عشقِ حقیقی نصیب ہوتا ہے۔

3. مدینہ طیبہ کا ذکر وصالِ محبوب کی علامت ہے۔

وہاں پہنچنا گویا رحمت کے سمندر میں غوطہ زن ہونا ہے۔

4. حضرت برقؔ نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ کا بیانِ عشق وفقرِ نوشاہیہ کا مظہر ہے،

جو تصوف کی اُس راہ کو ظاہر کرتا ہے جس میں حج محض عبادت نہیں بلکہ قربِ محمدی ﷺ کا وسیلہ ہے۔ یہ اشعار حضرت قطب الارشاد، پیر سید ابوالکمال برقؔ قادری نوشاہی قدس سرہ العزیز کے روحانی مکتوب "سفرِ حج" سے ہیں، جن میں آپ نے حج کے عظیم اجتماع اور اُس کے روحانی اثرات کو نہایت وجد انگیز صوفیانہ انداز میں بیان فرمایا ہے۔

یہ بند صرف ظاہری منظر نگاری نہیں، بلکہ امتِ مسلمہ کی وحدت، ذکرِ الٰہی کی گونج اور عشقِ الٰہی کی اجتماعی روانی کا بیان ہے۔

اجتماعِ اُمت

کلامِ حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

حاجی کیمپ جدے وچ ویکھے بندے کئی ہزاراں
ہوئی جمع اتھاہیں دنیا باہجھ حساب شماراں

ترجمہ: جب میں حاجی کیمپ میں پہنچا تو وہاں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں انسان نظر آئے، ایسا اجتماع کہ جس کا حساب کسی شمار میں نہیں آتا تھا۔

تشریح: یہ منظر دراصل امتِ مسلمہ کی وحدت و اجتماعیت کی علامت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ (آل عمران-96)

"بیشک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے لیے بنایا گیا وہی ہے جو مکہ میں ہے، برکت والا اور تمام جہانوں کے لیے ہدایت ہے۔"

یعنی حج کا مقصد سب انسانوں کا ایک خدا کے حضور اجتماع ہے، جہاں رنگ، نسل، قوم یا زبان کی کوئی تفریق نہیں۔ حضرت برق نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کثرتِ بندگی کو بیان کیا کہ جہاں ہر چہرہ، ہر زبان ایک نعرہ بن گئی: "لبيك اللهم لبيك"

یہ منظر دراصل یومِ محشر کا عکس بھی ہے، جہاں سب ایک میدان میں جمع ہوں گے۔ تصوف کی زبان میں یہ اجتماع اس بات کی علامت ہے کہ بندے خود سے فنا ہو کر ایک مرکزِ وحدت کی طرف متوجہ ہیں۔

ندائے لبیک

کلامِ حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

حد نظر توڑیں پیاں دسن ویناں بساں کاراں
سب لوکی لبیک پڑھیندے گونجن در دیواراں

ترجمہ: جہاں تک نظر جاتی تھی، ہر طرف قافلے، بسیں اور قافلوں کے کارواں دکھائی دیتے تھے اور ہر زبان پر لبیک کی صدا تھی، جس سے فضا اور دیواریں گونج رہی تھیں۔

تشریح: یہ منظر تلبیہ (لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ) کی اجتماعی روحانی گونج کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ وہ صدا ہے جو بندے کی عبدیت اور رضائے الٰہی کے اقرار کا اعلان ہے۔

حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ما من مسلم يُلبّي إلا لبّى ما عن يمينه وعن شماله من حجر او شجر او مدر حتى تنقطع الارض من هاهنا وهاهنا

"جب کوئی مسلمان لبیک کہتا ہے تو اس کے دائیں بائیں ہر پتھر، درخت اور مٹی کا ذرہ لبیک کہتا ہے، حتیٰ کہ زمین کے دونوں کناروں

تک وہ گونج پھیل جاتی ہے۔" (ترمذی، ابن ماجہ)

یہ حدیث حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کے مشاہدے کی حقیقی تعبیر ہے "گونجن در دیواراں" یعنی پوری فضا تسبیح بن گئی۔ صوفیانہ مفہوم میں لبیک دراصل یہ اعلان ہے کہ:

"اے اللہ! میں تیرے حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتا ہوں، اپنی ذات کو فنا کر کے تیری رضا میں داخل ہوگیا ہوں۔"

یہ "فنا فی الامر" کی عملی صورت ہے۔

تسبیح و تحلیل

کلامِ حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

پڑھی نماز عشاء دی اتھے سن سبھناں ہمراہیاں
تلبیہاں تسبیحاں اندر کیتیاں نہ کوتاہیاں

ترجمہ: وہاں سب حاجیوں کے ساتھ نمازِ عشاء ادا کی اور سب نے تلبیہ و تسبیح میں کسی طرح کی کوتاہی نہیں کی۔

تشریح: یہ شعر حج کے اُس روحانی مقام کو ظاہر کرتا ہے جہاں بندگی کی یکسوئی حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْہٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ وَ لَذِکْرُ اللہِ اَکْبَرُ (العنکبوت-45)

"بیشک نماز برائیوں سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے۔"

نمازِ عشاء اُس رات کی علامت ہے جس میں بندہ نفس کی تاریکیوں سے پاک ہو کر صرف خدا سے جڑتا ہے۔ یہاں حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سب نے "تسبیحاں اندر کیتیاں نہ کوتاہیاں" یعنی کسی نے بھی ذکرِ الٰہی میں سستی نہیں

کی۔ یہ دراصل اُس روحانی حالت کی جھلک ہے جسے صوفیہ "ذکرِ جمعی" کہتے ہیں یعنی جب سب قلوب ایک ہی لَے میں، ایک ہی مرکز پر متوجہ ہوں۔

حدیث میں آتا ہے:

إن لله ملائكةً يطوفون فی الطرق يلتمسون اهل الذكر..."

"اللہ کے کچھ فرشتے زمین پر پھرتے رہتے ہیں، ذکر کرنے والوں کی مجالس تلاش کرتے ہیں..." (بخاری و مسلم)

ایسے مقامات پر، جیسا کہ حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، فرشتے بھی شامل ذکر ہو جاتے ہیں اور وہ فضا روحانی طواف گاہ بن جاتی ہے۔

1. اجتماعِ حاجیان دراصل اجتماعِ دلان ہے حج وہ مقام ہے جہاں بندگی اجتماعی عشق بن جاتی ہے۔
2. لبیک بندے کا کلمہ فنا ہے،'میں نہیں، سب کچھ تو ہی ہے"۔
3. نماز و تسبیح کی یکجائی حج کو عبادتِ جامعہ بناتی ہے، جس میں ظاہر بھی مصروفِ عبادت ہوتا ہے اور باطن بھی مستغرقِ ذکر۔
4. حضرت برق نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ کا اندازِ بیان بتاتا ہے کہ ان کے نزدیک حج محض فرض کی ادائیگی نہیں بلکہ محبت و فنا کی تربیت گاہ ہے۔ جہاں بندہ اپنے نفس کو مٹا کر خدا کی وحدت میں داخل ہو جاتا ہے۔

ایمیگریشن جدہ ائیر پورٹ

کلامِ حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

ہو حساب کتابوں فارغ گیٹوں باہر آیا
پڑھی نماز فجر دی اتھے شکر بجا لیایا

ظاہر شاہ، قطب شاہ، قاضی غنی تے یوسف نالے
چڑھ کے وین اتے سب آئے مکے شہر و چالے
جرول دو دے اندر اپناں سی سامان رکھایا
مسجد حرم اندر اس جا تھیں پیدل چل کے آیا

۱۔ **روحانی سفر کی ابتدا** "ہو حساب کتابوں فارغ گیٹوں باہر آیا"

ترجمہ: جب میں ہوائی اڈے کے تمام مراحل سے فارغ ہوا اور دروازوں (گیٹوں) سے باہر نکلا، تو دل میں ایک عجیب نورانی اطمینان چھا گیا۔

تشریح: یہ مصرع محض ظاہری خروج نہیں بلکہ باطنی نجات کی علامت ہے۔ جیسے سالک دنیاوی مراحل (مالی، جسمانی، سفری) طے کرکے روحانی دروازے سے گزر کر حرمِ الٰہی کی طرف بڑھتا ہے۔

قرآن میں ارشاد ہے:

وَ مَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ (النساء-100)

"جو اپنے گھر سے نکلے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرتے ہوئے، تو اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے۔"

حج بھی دراصل ہجرتِ الیٰ اللہ ہے اور "گیٹ سے باہر نکلنا" اسی روحانی خروجِ دنیا کی تمثیل ہے۔

۲۔ **فجر کی نماز اور شکرگزاری** "پڑھی نماز فجر دی اتھے شکر بجا لیایا"

ترجمہ: میں نے وہاں نمازِ فجر ادا کی اور رب کے حضور شکر بجالایا۔

تشریح: یہاں "نماز فجر" نورِ ہدایت کی علامت ہے، کیونکہ فجر اندھیرے کے بعد روشنی کا آغاز ہے اور شکر بجالانا بندگی کا کمال۔

قرآنِ کریم میں ارشاد ہے:

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ (ق-39)

"سورج کے طلوع ہونے سے پہلے اپنے رب کی تسبیح اور حمد کرو۔"

اور حدیثِ مبارکہ میں آیا:

مَن صَلّى الفجرَ في جماعةٍ، ثمَّ قعَدَ يذكرُ اللهَ حتّى تطلُعَ الشمسُ، ثمَّ صلّى ركعتَينِ، كانتْ له كأجرِ حَجَّةٍ وعمرةٍ تامَّةٍ (ترمذی)

"جو فجر باجماعت پڑھ کر ذکرِ الٰہی میں مشغول رہے، اس کے لیے مکمل حج و عمرہ کا ثواب ہے۔"

پس برق نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ کا فجر پڑھنا اور شکر ادا کرنا اس روحانی شعور کی علامت ہے کہ ہر عبادت کا آغاز شکر و ذکر سے ہو۔

۳۔ رفاقتِ صالحین "ظاہر شاہ، قطب شاہ، قاضی غنی تے یوسف نالے"

ترجمہ: میرے ساتھ ظاہر شاہ، قطب شاہ، قاضی غنی اور یوسف بھی تھے۔

تشریح: یہاں رفقاءِ سفر کا ذکر کیا گیا ہے۔ سید ظاہر شاہ کمالؒ نوشاہی، سید قطب شاہ ابدالؒ نوشاہی، قاضی عبدالغنی نوشاہی، قاضی محمد یوسف نوشاہی یہ سب شریکِ سفر تھے۔

حضرت برقؒ رحمۃ اللہ علیہ کا ان نیک رفقاء کا ذکر "کاروانِ عشق" کی علامت ہے کہ راہِ حرم تنہا نہیں، بلکہ مخلص احباب کے ساتھ ہے، جیسے قافلہ عرفات میں سب ایک مرکز کی طرف چلتے ہیں۔

۴۔ **سفرِ مکہ کی بشارت** "چڑھ کے وین اتے سب آئے مکے شہر و چالے"

ترجمہ: سب دوست وین (گاڑی) میں سوار ہوکر مکہ معظمہ کی طرف روانہ

ہوئے۔

تشریح: یہ ظاہری سوار ہونا دراصل روحانی پرواز ہے۔ دل جب عشقِ الٰہی سے لبریز ہو تو سفرِ مکہ دراصل سفرِ قربِ الٰہی بن جاتا ہے۔

وَ اَذِّنۡ فِی النَّاسِ بِالۡحَجِّ یَاۡتُوۡکَ رِجَالًا وَّ عَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ
یَّاۡتِیۡنَ مِنۡ کُلِّ فَجٍّ عَمِیۡقٍ (الحج-27)

"اور لوگوں میں حج کی منادی کردو، وہ تمہارے پاس آئیں گے، پیدل اور ہر اونٹ پر جو دُور دراز راستے طے کرے گا۔"

حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں یہ آیت اپنی پوری روحانی شان کے ساتھ جلوہ گر ہے سفرِ عشق کی صدا پر لبیک کہتے ہوئے قافلہ رواں دواں ہے۔

۵۔ "جرول دو" اقامت اور نظمِ سفر

ترجمہ: ہم نے "جرول دو" (مکہ معظمہ کے ایک معروف محلہ) میں قیام کیا وہاں سامان رکھا۔

تشریح: یہ دنیاوی استراحت گاہ نہیں بلکہ روحانی استراحت کی علامت ہے۔ سالک کو اپنے سفرِ باطن میں بھی مقام "جرول" ملتا ہے یعنی دل کی ترتیب وتہذیب، جہاں وہ اگلے مقامِ قرب کی تیاری کرتا ہے۔

قرآن:

وَتَزَوَّدُوۡا فَاِنَّ خَیۡرَ الزَّادِ التَّقۡوٰی (البقرہ-197)

"زادِ راہ ساتھ لو، بہترین زادتقویٰ ہے۔"

حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ نے ظاہری زادِ راہ (سامان) رکھا اور باطنی زادِ تقویٰ ساتھ لیا۔

۶۔ مسجدِ حرام کی پہلی حاضری

مسجد حرم اندر اس جا تھیں پیدل چل کے آیا

ترجمہ: میں پیدل چل کر مسجدِ حرام میں حاضر ہوا۔

تشریح: یہ لمحہ سفرِ حج کا روحانی عروج ہے۔ "پیدل چلنا" یہاں عاجزی و ادب کا مظہر ہے۔

عشقِ رسول و عشقِ رب کا طالب جب حرمِ مکہ کی طرف قدم بڑھاتا ہے تو ہر قدم عبادت بن جاتا ہے۔

حدیث:

من خرج من بيته إلى المسجد، فخطوة ترفع درجة، وخطوة تحط خطيئة.(ابن ماجه)

جو اپنے گھر سے مسجد کے لیے نکلے، ہر قدم پر ایک درجہ بلند اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے۔

تصوف میں یہ قدم قدم قربت کہلاتا ہے جہاں بندہ ظاہری و باطنی حرم کے اندر داخل ہوتا ہے۔ ان اشعار میں حضرت برقؔ قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ نے ظاہری حج کے ہر منظر میں باطنی سفرِ عشق، فقر، قربت اور شکر کو بیان کیا ہے۔ یہ کلام صرف سفری یادداشت نہیں بلکہ ایک عارفانہ روزنامچہ ہے، جہاں ہر لمحہ قرآن وسنت کے نور میں ڈوبا ہوا نظر آتا ہے۔

باب العمرہ سے داخلہ

کلامِ حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

باب العمرہ وچوں لنگھ کے مسجد دے وچہ آیا
خانہ کعبہ نظری آیا شکر بجا لیایا

پڑھ کے نفل کعبے دی گردی پھیرے ست لگائے
ہوئی مراد دلے دی پوری اللہ فضل کمائے

۱۔ باب العمرہ وچوں لنگھ کے مسجد دے وچ آیا

ترجمہ: میں باب العمرہ (عمرہ کے دروازے) سے گزر کر مسجدِ حرام کے اندر داخل ہوا۔

تشریح: یہ ظاہری دروازے سے گزرنا دراصل روحانی بابِ قبولیت سے گزرنے کی علامت ہے۔ ہر بندہ جب حرم میں داخل ہوتا ہے تو دراصل وہ دنیاوی قید سے نکل کر روحانی قرب کے دروازے میں قدم رکھتا ہے۔

قرآنِ کریم میں ارشاد ہے:

وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا (البقرہ-189)

"گھروں میں دروازوں سے داخل ہوا کرو۔"

صوفیانہ معنی میں "باب العمرہ" وہ دروازہ ہے جہاں بندہ عمرِ گناہ سے گزر کر عمرِ عبادت میں داخل ہوتا ہے۔ حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ عمل اس بات کی علامت ہے کہ وہ ظاہری دروازے سے گزر کر باطنی دروازہ رحمت میں پہنچ گئے۔

۲۔ خانہ کعبہ نظری آیا شکر بجا لیایا

ترجمہ: جب میری نگاہوں کے سامنے خانہ کعبہ آیا تو میں نے فوراً سجدہ شکر ادا کیا۔

تشریح: یہ مصرع روحانی دیدار کے پہلو کو بیان کرتا ہے۔ کعبہ دیکھتے ہی شکر ادا کرنا عاشق کی پہلی عبادت ہے، کیونکہ یہ وہ لمحہ ہوتا ہے جس میں دل، آنکھ اور روح تینوں سجدہ کرتے ہیں۔

حدیث شریف:

من رای الکعبة فقال: اللھم زد ھذا البیت تشریفاً وتعظیماً وتکریماً ومھابةً، زادہ اللہ من ذلك (الترغیب والترھیب)

یعنی جو شخص کعبہ کو دیکھ کر یہ دعا پڑھے، اللہ اس کے دل میں مزید تعظیم و محبت بڑھا دیتا ہے۔

قرآن:

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (البقرہ-144)

یعنی "اپنا رخ مسجدِ حرام کی طرف پھیر لو۔"

یہ آیت دراصل روحِ توجہ کا اشارہ ہے۔ حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کے "نظری آیا" میں یہی توجہ کاملہ الیٰ اللہ جلوہ گر ہے۔

۳۔ پڑھ کے نفل کعبے دی گردی پھیرے ست لگائے

ترجمہ: میں نے کعبہ کے سامنے نوافل ادا کیے اور پھر طواف کے سات چکر پورے کیے۔

تشریح: یہ آدابِ عمرہ میں سے ہیں کہ انسان کعبہ دیکھنے کے بعد نوافل پڑھے اور پھر طواف کرے۔ تصوف میں طواف محبت کی گردش ہے یعنی دل اللہ کے گرد چکر لگاتا ہے، جیسے کعبہ کے گرد جسم گھومتا ہے۔

قرآنِ کریم:

وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ (الحج-29)

یعنی "پھر وہ قدیم گھر (کعبہ) کا طواف کریں۔"

حدیث شریف:

الطواف بالبیت صلاة، إلا ان اللہ اباح فیه الکلام (ترمذی)

یعنی "کعبہ کا طواف نماز کی مانند ہے، مگر اللہ نے اس میں گفتگو کی اجازت دی ہے۔"

کعبہ کی گردی دراصل عشقِ حقیقی کی طواف ہے۔ عارف کا دل جب محبوبِ حقیقی کے گرد گھومتا ہے تو وہ اپنے وجود کی مرکزیت سے نکل کر ذاتِ احدیت کے محور میں آجاتا ہے۔

حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کا "ست پھیرے" پورے کرنا کمالِ عشق کی علامت ہے، جو "سبع مثانی" (قرآن کی سات آیات) کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے یعنی کامل بندگی کے سات درجے۔

۴۔ ہوئی مراد دلے دی پوری اللہ فضل کمائے

ترجمہ: میرے دل کی مراد پوری ہوگئی اور یہ سب اللہ کے فضل و کرم سے ہوا۔

تشریح: یہاں بندگی کی معراج شکر اور تسلیم کی صورت میں ظاہر ہوئی ہے۔ حاجی جب طواف مکمل کرتا ہے تو دراصل اس کے باطن کے طواف بھی مکمل ہو جاتے ہیں خواہشات ختم اور مرادِ حقیقی حاصل ہو جاتی ہے۔

قرآن میں فرمایا گیا:

ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ (الحج-29)

"پھر وہ اپنے منتیں پوری کریں اور قدیم گھر کا طواف کریں۔"

جب دل اللہ کے طواف میں مگن ہوتا ہے تو وہ اپنی "منّتِ فقر" پوری کر لیتا ہے۔ حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "مرادِ دل پوری ہوئی" یعنی دل نے اپنے محبوبِ حقیقی کا دیدار پالیا جو ہر عبادت کی اصل مراد ہے۔

حدیث قدسی:

من تقرب إليّ شبراً تقربت إليه ذراعاً

"جو بندہ میری طرف ایک بالشت بڑھتا ہے، میں اس کی طرف ایک بازو بڑھتا ہوں۔"

حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہی فضل کمائے ہے کہ اللہ نے اپنی قربت کے بازو سے بندے کو کھینچ لیا۔ ان اشعار میں حضرت سید ابوالکمال برقؔ قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ نے ظاہری عمرہ کی تصویر کے ذریعے باطنی وصل و قبولیت کا نقشہ کھینچا ہے۔

"باب العمرہ" روحانی دروازہ ہے، کعبہ نظری آیا" معرفت کا دیدار ہے، "ست پھیرے" عشق کے درجات ہیں اور "مرادِ دل پوری ہوئی" وصالِ الٰہی کا پیغام۔ یہ کلام حج و عمرہ کے سفر کو محض ظاہری عبادت نہیں بلکہ تصوف کی سیرِ عشق کے طور پر پیش کرتا ہے۔ جہاں ہر قدم شریعت کی روشنی میں اور ہر لمحہ معرفت کے نور میں گزرتا ہے۔

کعبہ مشرفہ کی قدیم بنیاد اور مقامِ ابراہیم علیہ السلام

ایہ کعبے دی پاک عمارت مڈھ قدیموں آئی
سب تھیں پہلے حضرت آدم جیسی ایہ بنوائی
پھر جد حضرت نوح دے ویلے اٹھی لہر طوفانی
ڈبے سب پہاڑ اچیرے اڈا چڑھیا پانی
بعد طوفانوں جاں اس جا دیاں سنیاں رب فریاداں
ابراہیم خلیل اللہ نے چا رکھیاں بنیاداں
جس پتھر تے قدم ٹکا کے چاہڑی انہاں عمارت
اوہ نشانی محفوظ اجے تک کردے لوک زیارت

صاف نشان پیراں دے اس تے سامنے نظری آون
کعبے دے نزدیک اوہ پتھر لوکی درشن پاون
کر کے لوک زیارت اسدی دل دے زنگ اتارن
اس جائی تے حاجی سارے نفل نماز گزارن

۱۔کعبہ قدیم ترین عبادت گاہ کی حقیقت

ترجمہ: یہ کعبہ کی پاک عمارت ازل سے قائم ہے، سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے اس کی بنیاد رکھی۔

تشریح: کعبہ وہ پہلا گھر ہے جو اللہ تعالیٰ نے انسانیت کے لیے عبادت کا مرکز بنایا۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے:

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ (آل عمران-96)

"بیشک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے لیے بنایا گیا وہی ہے جو مکہ میں ہے، بابرکت ہے اور جہانوں کے لیے ہدایت کا مرکز ہے۔"

احادیث میں آتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو جب زمین پر بھیجا گیا تو انہوں نے فرشتوں کی رہنمائی سے کعبہ کی ابتدائی تعمیر کی۔ (تفسیر ابن کثیر)

کعبہ دراصل دلِ انسان کی علامت ہے جسے رب نے "مرکزِ محبت" کے طور پر بنایا۔ حضرت برق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ عمارت ازل سے ہے، یعنی عشقِ الٰہی بھی ازلی ہے۔

۲۔ طوفانِ نوح اور کعبہ کا مٹ جانا

ترجمہ: پھر جب حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں طوفان آیا، پہاڑ بھی ڈوب گئے اور پانی بلند ہوگیا۔

تشریح: قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "وَحَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ" (القمر) یعنی "ہم نے نوح کو تختوں اور کیلوں والے جہاز پر سوار کیا۔"

طوفانِ نوح کے دوران کعبہ کی ظاہری عمارت مٹ گئی تھی، مگر اس کی جگہ (مقام) باقی رہی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"کعبہ کی بنیاد زمین کے تخلیق سے پہلے رکھی گئی تھی۔ طوفان میں عمارت ختم ہوئی، مگر نشانی باقی رہی۔" (تفسیر طبری)

یہ واقعہ اس بات کی علامت ہے کہ ظاہری صورت مٹ سکتی ہے، مگر حقیقت باقی رہتی ہے۔ عشق و ایمان کی عمارت پانیوں میں بھی غرق نہیں ہوتی۔

۳۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام و اسماعیل علیہ السلام کی تعمیرِ نو

ترجمہ: پھر جب لوگوں کی دعائیں اللہ نے سنیں، تو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے کعبہ کی بنیادیں دوبارہ رکھیں۔

تشریح: یہ حقیقت قرآنِ کریم میں واضح طور پر بیان ہوئی ہے:

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (البقرہ-127)

"اور جب ابراہیم اور اسماعیل اس گھر کی بنیادیں اٹھا رہے تھے (تو دعا کی)، اے ہمارے رب! ہم سے قبول فرما، بے شک تو ہی سننے والا جاننے والا ہے۔"

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام دونوں نے اللہ کے حکم سے اس عمارت کو توحید کی علامت بنا دیا۔

حدیث شریف: "یہ وہی گھر ہے جسے ابراہیم و اسماعیل نے اللہ کے حکم سے تعمیر کیا اور اللہ نے اسے امن وسلامتی کا مقام بنایا۔" (صحیح بخاری، کتاب الحج)

کعبہ کی تعمیر دراصل قلبِ مومن کی تجدیدِ ایمان کی علامت ہے، ابراہیم علیہ السلام کا ہاتھ ظاہر میں پتھر رکھتا ہے، مگر باطن میں دلِ انسان میں توحید کی بنیاد رکھتا ہے۔

۴۔ مقامِ ابراہیم قدموں کی نشانی

ترجمہ: جس پتھر پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ عمارت اٹھائی، وہ آج تک محفوظ ہے، لوگ زیارت کرتے ہیں۔

تشریح:

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى (البقرہ-125)

"اور مقامِ ابراہیم کو نماز کی جگہ بنالو۔"

یہ پتھر، جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشان موجود ہیں، اللہ کی قدرت اور خلیل کی قربت کی روشن نشانی ہے۔

حدیث شریف:

"مقامِ ابراہیم وہ پتھر ہے جس پر خلیل اللہ علیہ السلام کھڑے ہو کر بیت اللہ تعمیر کرتے تھے اور اللہ نے ان کے قدموں کے نشان کو پتھر میں محفوظ کر دیا۔" (البدایہ والنہایہ، ابن کثیر)

یہ مقام دراصل قربِ الٰہی کے قدم ہیں، یعنی بندہ جب عشق میں استقامت پاتا ہے تو اس کے قدم بھی عبادت میں امر ہو جاتے ہیں۔

۵۔ زیارتِ مقامِ ابراہیم دل کی صفائی

ترجمہ: لوگ اس مقام کی زیارت کر کے دلوں کے زنگ اتارتے ہیں، اسی جگہ حاجی نفل نماز ادا کرتے ہیں۔

تشریح: قرآن نے مقامِ ابراہیم کو عبادت کی جگہ قرار دیا ہے اور نبی کریم ﷺ نے طواف کے بعد اسی مقام کے پیچھے نفل ادا فرمائے۔

حدیث "نبی ﷺ نے طوافِ کعبہ مکمل کیا، پھر مقامِ ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز ادا فرمائی۔"

یہ دو رکعتیں بندے کے دل سے غفلت و گناہ کے زنگ کو صاف کرتی ہیں۔ اسی لیے حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"لوک زیارت کر کے دل دے زنگ اتارن"

مقامِ ابراہیم کا دیدار دل کے زنگ کو مٹاتا ہے، کیونکہ یہ وہ جگہ ہے جہاں خلیل ومحبوب کے قدموں کی قربت نے زمین کو جنت کا ٹکڑا بنا دیا۔ یہاں کھڑا ہونا دراصل اطاعتِ کاملہ کی علامت ہے کہ بندہ کہے:

انی سَلَمْتُ لرب العالمین

میں نے اپنے رب کے حضور مکمل طور پر سر جھکا دیا۔

ان اشعار میں حضرت برقؔ قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخِ کعبہ کو محض ایک واقعاتی بیان نہیں بلکہ روحانی تسلسل کے طور پر پیش کیا ہے

کعبہ دراصل ایک مرکزِ عشق ازلی ہے، جہاں ہر حجر اور ہر قدم توحید، فقر اور تسلیم کی گواہی دیتا ہے۔ یہی پیغام حضرت سید ابوالکمال برقؔ قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے سفرِ حج کے ان منظوم خطوط میں عطا فرمایا۔

طوافِ بیت اللہ

کلامِ حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

سوکھا نہیں طواف کریناں بے حد اتھے بھیڑاں
دھکے اتے دھکے لگن ڈاہڈیاں چڑھن نبیڑاں

رناں مرد اکٹھے اتھے ہین طواف کریندے
کالے حبشی بندیاں تائیں پیراں ہیٹھ مریندے
ظاہر شاہ، غنی تے یوسف گردے پا کے گھیرا
نال آرام طواف کرایا لا کے زور بتیرا
اے پر ستاں پھیریاں اندر ہو گیا ڈاڈا عاری
سجے پیر نہ ہلن ہووے ٹرنوں ہوئی لاچاری

ترجمہ: طواف کرنا کوئی آسان عمل نہیں وہاں بے حد بھیڑ ہوتی ہے۔لوگوں کے درمیان دھکے پر دھکے لگتے ہیں اور سخت ہجوم کی گرمی و مشقت برداشت کرنا پڑتی ہے۔عورتیں اور مرد سب مل کر بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں۔سیاہ فام (حبشی) مسلمان بھی،سفید و عرب بھی،سب برابری سے بیت اللہ کے گرد گھوم رہے ہیں بعض تو شدتِ ازدحام میں گر پڑتے ہیں اور پیروں کے نیچے آ جاتے ہیں۔ میرے ہمراہی (ظاہر شاہ، قاضی غنی، یوسف) میرے گرد حلقہ بنائے ہوئے تھے۔انہوں نے بڑی محنت اور زور کے ساتھ مجھے سہارا دیا، تاکہ میں سکون سے طواف مکمل کر سکوں۔ لیکن ان تمام پھیرے (طواف کے چکروں) میں جسم بہت ناتواں ہوگیا یہاں تک کہ سیدھا پاؤں بھی حرکت کرنے سے قاصر ہوگیا اور چلنے میں لاچاری محسوس ہوئی۔

طوافِ کعبہ: قرآنِ کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ (الحج-29)

اور وہ قدیم گھر (کعبہ) کا طواف کریں۔

یہ آیت اس امر کا اعلان ہے کہ طواف عباداتِ خالصہ ہے، جس کا تعلق نہ

صرف جسم سے بلکہ دل کے طواف سے بھی ہے یعنی بندہ اپنے وجود کے گرد گھومنے کی بجائے اللہ کی محبت کے محور کے گرد گھومنے لگے۔حضرت ابوالکمال برقؔ رحمۃ اللہ علیہ اسی قرآنی حقیقت کو عملی مشاہدے میں بیان کر رہے ہیں کہ طواف محض چکروں کا نام نہیں بلکہ عشق و فنا کی مشق ہے۔

طواف کی مشقت عشقِ الٰہی کی علامت

کلام کا پہلا مصرع "سوکھا نہیں طواف کریناں" واضح کرتا ہے کہ اللہ تک پہنچنے کا راستہ نفس کشی، صبر، ایثار اور مشقت سے بھرا ہوا ہے۔حدیث شریف میں فرمایا گیا:

اَلْحَجُّ عَرَقٌ وَنَفَقَةٌ (ابن ماجہ)

حج پسینہ اور خرچ کا نام ہے۔

یعنی بندہ جب جسمانی، مالی، نفسیاتی قربانی دیتا ہے، تب اس کا حج مقبول بنتا ہے۔ یہی قربانی طواف کے ہجوم میں ظاہر ہوتی ہے، جہاں بندہ اپنی انانیت اور غرور کو مٹا دیتا ہے۔

مساوات و وحدتِ اُمّت "کالے حبشی بندیاں تائیں"

یہ مصرعہ عظیم روحانی نکتہ رکھتا ہے کہ طواف کے وقت تمام انسانوں کی برابری ظاہر ہوتی ہے۔ نہ کوئی گورا نہ کالا، نہ بادشاہ نہ فقیر سب ایک لباس (احرام) میں، ایک منزل کے گرد گھومتے ہیں۔قرآن فرماتا ہے:

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ (الحجرات-13)

"بیشک اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔"

حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی قرآنی اصول کو روحانی منظر میں سمو دیا کہ اللہ

کے گھر میں رنگ، نسل، زبان اور قومیت سب مٹ جاتی ہے صرف بندگی باقی رہتی ہے۔

طواف میں باہمی مدد "گردے پا کے گھیرا"

یہ مصرعہ اخوتِ اسلامی اور خدمتِ خلق کی تعلیم دیتا ہے۔ حج کے سفر میں ایک دوسرے کا سہارا دینا، کمزور کو سہولت دینا، یہ سب سنتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں عین عبادت ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

" اللہ اس وقت تک بندے کی مدد کرتا رہتا ہے، جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے۔" (صحیح مسلم)

حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ نے طواف کے دوران اپنے رفقاء کی مدد اور تعاون کو اسی نورِ نبوی کا فیضان قرار دیا ہے۔

جسمانی کمزوری اور روحانی فنا "سجے پیر نہ ہلن ہووے"

یہ مقامِ عشق و فنا فی اللہ کا عکاس ہے۔ جسم تو تھک جاتا ہے، مگر روح قربِ الٰہی سے سرشار رہتی ہے۔ یہ وہ لمحہ ہے جہاں عشق عبادت کو عبادت سے بلند کر دیتا ہے۔ قرآن کہتا ہے:

وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ (النحل-127)

"صبر کر اور تیرا صبر اللہ ہی کے لیے ہو۔"

یعنی جسم تھک جائے تو بھی دل کا مرکز اللہ ہی رہے، یہی طواف کی اصل روح ہے۔
طواف دراصل قلب کے گرد نفس کے دائرے کو توڑنے کا نام ہے۔ جب بندہ کعبہ کے گرد گھومتا ہے تو دراصل وہ اپنے دل کے بت توڑتا ہے۔

"دھکے اتے دھکے لگن" سے مراد یہ بھی ہے کہ روحانی سفر میں بھی بندے کو بارہا آزمایا جاتا ہے۔ مگر صبر، توکل اور اللہ کے ذکر سے بندہ آخرکار مرکزِ توحید

تک پہنچ جاتا ہے۔

حضرت ابوالکمال برق نوشاہیؔ رحمۃ اللہ علیہ نے اس منظوم بیان میں طواف کی ظاہری مناظر، باطنی رموز، قرآنی تعلیمات اور عشقِ الٰہی کی کیفیت کو ایک ہی سانس میں بیان کیا ہے۔ یہ کلام محض سفرنامہ نہیں بلکہ "سلوکِ طواف" کی ایک روحانی درسگاہ ہے۔

سعی صفا مروہ

کلامِ حضرت سید ابوالکمال برقؔ نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

مروہ صفا اتے جد آیا طاقت رہی نہ کائی
سو ریال کرایا دے کے رہڑی چا منگوائی
رہڑی اتے بہہ کے اتھے پورے کیتے پھیرے
ساری رات حرم وچہ گزری فارغ ہوئے سویرے
فارغ ہو طواف سعی تھیں ڈیرے اتے آئے
دتے کھول احرام عمرے دے کپڑے دوجے لائے

ترجمہ: جب میں صفا اور مروہ کی پہاڑیوں پر سعی کے لیے پہنچا، تو جسم میں اب طاقت باقی نہیں رہی تھی۔ اس لیے سو ریال کرایہ دے کر ایک رہڑی (وہیل چیئر) منگوائی۔

میں اس پر بیٹھ کر پورے سات چکر (سعی) مکمل کیے۔ پوری رات حرم شریف میں گزری اور صبح کے وقت فارغ ہوا۔ جب طواف اور سعی دونوں مکمل ہو گئے، تو ہم اپنے قیام گاہ (ڈیرے) پر واپس آئے، جہاں احرام کھول کر عمرہ مکمل کیا اور عام لباس زیب تن کیا۔

قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ
فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا (سورۃ البقرہ-158)

"بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں، پس جو حج یا عمرہ کرے، اس پر ان دونوں کے درمیان سعی کرنے میں کوئی گناہ نہیں۔"

یہ آیت سعی کی فرضیت اور اس کی روحانی اہمیت کو واضح کرتی ہے۔

حضرت ابوالکمال برقؔ نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی قرآنی حقیقت کو عملی اور روحانی تجربے کی زبان میں بیان کیا ہے کہ سعی محض دو پہاڑیوں کے درمیان دوڑنے کا نام نہیں، بلکہ تلاشِ محبوب، طلبِ فیض اور تسلیم و توکل کی داستان ہے۔

حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی سنت عشق و یقین کی علامت

سعی دراصل حضرت سیدہ ہاجرہ کی سنت ہے، جنہوں نے اپنے شیرخوار بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لیے پانی کی تلاش میں صفا و مروہ کے درمیان سات بار دوڑ لگائی۔ حدیثِ شریف میں ہے:

"یہ سعی تمہارے لیے اسی لیے مقرر کی گئی ہے کہ تم ہاجرہ کی سنت تازہ کرو اور اپنے دل میں یقین پیدا کرو کہ اللہ مایوس نہیں کرتا۔" (ابن ماجہ، حدیث)

حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ نے "طاقت رہی نہ کائی" کہہ کر اسی ہاجرہ صفت استقامت کی جھلک دکھائی کہ بندہ جب عاجز ہو جائے، تب اللہ کا فضل و کرم اس کا سہارا بنتا ہے۔

جسمانی کمزوری روحانی فنا کی علامت

"طاقت رہی نہ کائی"

یہ محض جسمانی تھکن کا ذکر نہیں بلکہ تصوف میں فنا فی اللہ کی علامت ہے۔

جب سالک اپنی قوت و اختیار چھوڑ دیتا ہے، تو دراصل وہ اللہ کی قدرت کے حوالے ہو جاتا ہے۔ قرآن کہتا ہے:

وَفِيْ كُلِّ شَيْءٍ لَّهٗ آيَةٌ تَدُلُّ عَلَىٰ اَنَّهٗ وَاحِدٌ

"ہر چیز میں اس کی ایک نشانی ہے جو اس کی وحدانیت پر دلالت کرتی ہے۔"

سعی کا یہ منظر بھی انسان کی ناتوانی میں الوہیت کی قوت کو ظاہر کرتا ہے یعنی بندہ تھک کر رک جائے تو اللہ اسے اپنی مدد سے اٹھا لیتا ہے۔

شریعت میں سہولت کا اصول

"سو ریال کرایا دے کے رہڑی چا منگوائی"

یہ مصرعہ نہایت فقہی و رحمدلانہ پہلو رکھتا ہے۔ شریعت نے حج و عمرہ میں ضرورت کے وقت سہولت کی اجازت دی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ الدِّيْنَ يُسْرٌ (صحیح بخاری)

"بے شک دین آسانی والا ہے۔"

لہٰذا اگر کوئی بیمار، ضعیف یا کمزور شخص سعی یا طواف کے لیے سواری استعمال کرے، تو یہ عبادت کے منافی نہیں بلکہ عذرِ شرعی ہے۔

حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ طرزِ عمل اتباعِ سنت اور توازنِ شریعت و طریقت کی بہترین مثال ہے۔

رات بھر عبادت "ساری رات حرم وچہ گزری"

یہ جملہ ظاہر کرتا ہے کہ حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ نے طواف و سعی کے بعد حرم میں قیامِ ذکر و شکر کو ترجیح دی۔ قرآن میں ارشاد ہے:

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا (المزمل-8)

"اپنے رب کا نام یاد کر اور خود کو اس کے حضور سراپا نیاز کر دے۔"

یہ وہی حال ہے جو اولیاء اللہ پر سجدہ و ذکر کی حالت میں طاری رہتا ہے رات ان کے لیے نیند کا وقت نہیں بلکہ وصالِ محبوب کا لمحہ ہوتا ہے۔

احرام کھولنا قبولیت و تکمیلِ عمرہ

"دتے کھول احرام عمرے دے کپڑے دوجے لائے"

یہ اختتامِ عمرہ کا نشان ہے، جو بندے کی قبولیت اور شکر کا لمحہ ہے۔

قرآن میں فرمایا گیا:

وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ (البقرہ-196)

"حج اور عمرہ اللہ کے لیے مکمل کرو۔"

یہاں حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ نے عمرے کی تکمیل کو شکر گزاری کے جذبے کے ساتھ بیان کیا، گویا زبانِ حال سے کہہ رہے ہوں کہ

"اللہ نے اپنے در کی زیارت نصیب فرمائی، یہ اس کا فضل و احسان ہے، نہ کہ میرا کمال۔"

صفا دل کی صفائی (Purity of Heart) ہے۔

صفا کی روشنی مروہ کی سختی

مروہ مُروّت اور صبر کی علامت ہے۔ دونوں کے درمیان چلنا اس بات

کی علامت ہے کہ بندہ مسلسل تلاشِ محبوب میں ہے کبھی صفا کی روشنی میں، کبھی مروہ کی سختی میں۔

حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کی سعی دراصل باطنی سیر تھی جہاں جسم رہڑی پر تھا، مگر روح عشقِ الٰہی کی دوڑ میں تھی۔ حضرت ابوالکمال برقؔ نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ بیان کہ حج و عمرہ کی حقیقت کو ظاہری مناسک سے اٹھا کر باطنی منازلِ سلوک میں بدل دیتا ہے۔ یہ محض سفرنامہ نہیں، بلکہ ایک روحانی تجربے کی تحریری تصویر ہے، جہاں بندگی، عاجزی، عشق اور شکر ایک ساتھ جھلکتے ہیں۔

کلامِ حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

انگلستانوں مکے تیکن گزر گیاں تن راتاں
ہک پل کرے آرام نہ کیتا نہیں سی وچہ براتاں
جس کمرے دے اندر اتھے رہیا میرا ڈیرا
اس وچہ ائرکنڈیشن پاروں گزریا وقت چنگیرا
آٹا گھن رحمن وچارا روٹیاں روز پکاوے
پکیاں پلیاں جیویں ہوون اگے آن ٹکاوے

ترجمہ: انگلستان سے مکہ مکرمہ تک کا سفر تین راتوں میں طے ہوا۔ اس دوران ایک لمحے کے لیے بھی آرام نہیں کیا اور نہ ہی کسی برادری یا کارواں کے ساتھ شامل تھا۔ جس کمرے میں میں مکہ مکرمہ میں ٹھہرا، اس میں ایئرکنڈیشن کی سہولت تھی، جس کے باعث قیام کا وقت بہت اچھا گزرا۔ میرے ساتھ قاضی عبدالرحمن نوشاہی فرزند اکبر قاضی محمد کاظم نوشاہی خدمت گزار تھا، جو روزانہ آٹا گوندھ کر روٹیاں پکاتا اور انہیں نرمی و خلوص سے میرے سامنے رکھ دیتا۔

"انگلستانوں مکے تیکن گزر گیاں تن راتاں"

سفرِ عشق وعبادت

یہ مصرعہ حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی عزم اور مسلسل مجاہدہ کو ظاہر کرتا ہے۔ دنیاوی لحاظ سے یہ ایک طویل سفر تھا، لیکن عشقِ الٰہی اور شوقِ زیارتِ حرم نے اسے صرف تین راتوں کا محسوس کرایا۔ قرآن میں ارشاد ہے:

وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً (النساء-100)

"جو شخص اللہ کی راہ میں سفر کرے، وہ زمین میں بہت سی جگہیں اور وسعت پائے گا۔"

حضرت کا یہ سفر اسی ہجرتِ الی اللہ کی عملی مثال ہے جس میں جسم تھکا مگر دل کو سکونِ وصال ملا۔

"ہک پل کرے آرام نہ کیتا"

عشقِ الٰہی میں بے قراری

یہ مصرع صوفیانہ نقطہ نظر سے عشقِ صادق کی بے قراری کا اظہار ہے۔ جب دل محبوبِ حقیقی کے دیدار کی تمنا میں جلتا ہو، تو آرام و نیند محال ہو جاتی ہے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

عَيْنَانِ لَا تَمَسُّهُمَا النَّارُ: عَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ، وَعَيْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ (ترمذی)

"دو آنکھوں کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی: ایک وہ جو اللہ کے خوف سے روئی اور دوسری وہ جو اللہ کی راہ میں جاگتی رہی۔"

حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ جاگنا "ہک پل آرام نہ کیتا" اسی روحانی بیداری اور محبتِ الٰہی کی علامت ہے۔

"نہیں سی وچہ براتاں"

تنہائی کا سفر، توکل علی اللہ

"برات" یعنی کارواں یا قافلہ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں کسی قافلے کا حصہ نہیں تھا، بلکہ تنہا سفر کیا یہ دراصل کامل توکل کی تصویر ہے۔ قرآن کہتا ہے:

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ (الطلاق-3)

"جو اللہ پر بھروسہ کرے، وہی اس کے لیے کافی ہے۔"

صوفی کے نزدیک تنہائی کا سفر دراصل باطنی سیر ہے جہاں بندہ قافلے سے نہیں بلکہ خالق سے متصل ہوتا ہے۔

"ائرکنڈیشن پاروں گزریا وقت چنگیرا"

شکرگزاری اور نعمت کی پہچان

یہ مصرع حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کے شکرگزار مزاج کو ظاہر کرتا ہے۔ آپ نے سہولت اور آرام کو بھی اللہ کی عطا سمجھا، نہ کہ اپنی حیثیت کا استحقاق۔ قرآنِ مجید میں ارشاد ہے:

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (الضحیٰ-11)

"اور اپنے رب کی نعمت کا چرچا کرو۔"

اولیاء اللہ کی یہی عادت ہوتی ہے کہ وہ ہر چھوٹی نعمت پر بھی اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں، چاہے وہ ایئرکنڈیشن جیسی معمولی چیز ہی کیوں نہ ہو کیونکہ شکر سے نعمت بڑھتی ہے۔

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ (ابراھیم-7)

قاضی عبدالرحمٰن نوشاہی برقی کی خدمات

"آٹا گھن رحمٰن وچارا"

خدمتِ دین میں برکت

"رحمٰن وچارا" ایک عام خادم نہیں بلکہ ایک رحمت کا مظہر ہے۔ حضرت برقؒ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ذکر محبت سے کیا، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ اپنے خادموں کو بھی اللہ کی رحمت کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ حدیثِ شریف میں ہے:

خَادِمُکُمْ اِخْوَانُکُمْ جَعَلَھُمُ اللّٰہُ تَحْتَ اَیْدِیکُمْ (بخاری)

"تمہارے خادم تمہارے بھائی ہیں جنہیں اللہ نے تمہارے ہاتھ کے نیچے رکھا ہے۔"

اولیاء کے اخلاق کا خاصہ یہی ہے کہ وہ ادنیٰ سے ادنیٰ بندے کو بھی عزت دیتے ہیں، کیونکہ وہ ہر ایک میں رب کی تجلّی دیکھتے ہیں۔

"روٹیاں روز پکاوے، پکیاں پلیاں جیویں ہوون اگے آن ٹکاوے"

رزقِ حلال اور قناعت کی برکت، یہ حصہ ظاہر کرتا ہے کہ حضرت برقؒ رحمۃ اللہ علیہ کی خوراک سادہ، رزق حلال اور دل قانع تھا۔ اسی رزق میں برکت تھی کیونکہ وہ خلوص سے تیار ہوتا۔ قرآنِ مجید میں فرمایا گیا:

كُلُوا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ (البقرہ-57)

"ہم نے جو پاکیزہ رزق دیا ہے اس میں سے کھاؤ۔"

اور نبی ﷺ نے فرمایا:

الطَّيِّبُ لَا يَدْخُلُ اِلَّا الطَّيِّبَ (احمد)

"پاکیزہ بدن میں صرف پاکیزہ رزق ہی داخل ہوتا ہے۔"

یہی زہد و قناعت تصوف کا اصل جوہر ہے کہ ولیِ کامل کے لیے ایک سادہ

روٹی بھی "نعمتِ الٰہی" ہے۔ یہ پورا منظر ایک روحانی مسافر کا ہے، جو دنیاوی آرام و آسائش میں بھی دل کو اللہ کے ذکر سے آباد رکھتا ہے۔

حضرت سید ابوالکمال برق نوشاہیؒ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کلام ظاہراً ایک سفرنامہ ہے مگر باطناً ایک تزکیہ نامہ ہے۔ جہاں ہر منظر بندگی، شکر، قناعت اور عشق سے لبریز ہے۔ یہ وہی "سفرِ حج" ہے جو جسم کا سفر کم اور روح کا معراج زیادہ ہے۔

کلامِ حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

قاضی کاظم قاضی یوسف ظاہر شاہ پیارا
سارے ایس مکان وچالے کردے ہین گزارا
چھوٹے چھوٹے کمرے اسدے سر لگن سنگ چھتاں
جیکر اندروں نکلئے دھپ سکاوے رتاں

سفرِ حج کے قیام کے لمحات اور صوفیانہ قناعت

یہ اشعار اس وقت کے ہیں جب حضرت قطب الارشاد پیر سید ابوالکمال برق قادری نوشاہیؒ رحمۃ اللہ علیہ اپنے رفقائے سفر کے ہمراہ مکہ مکرمہ میں قیام پذیر تھے۔ آپ نے یہاں کے رہائشی حالات، سادگی، حرارت اور زائرین کی قربانی و قناعت کو نہایت محبت بھری شاعرانہ زبان میں بیان فرمایا ہے۔

ترجمہ: قاضی محمد کاظم نوشاہی برقی، قاضی محمد یوسف نوشاہی برقی اور سید ظاہر شاہ کمالؒ نوشاہی برقی سب اسی مکان میں ایک ساتھ رہائش پذیر ہیں۔ کمرے چھوٹے چھوٹے ہیں، چھتیں قریب لگتی ہیں اور اگر کوئی کمرے سے باہر نکلے تو سورج کی تپش بدن کو جھلسا دیتی ہے۔

قناعت و سادگی صوفی کی شان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ (البقرہ-155)

"اور ہم ضرور تمہیں آزمائیں گے خوف، بھوک، مال اور جانوں کے نقصان سے اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دو۔"

حرم کے قیام میں صوفی کے لیے یہ آزمائش دراصل روحانی تربیت ہے کم وسائل، گرمی، تنگ جگہ یہ سب تزکیہ نفس کے اسباب ہیں۔ حضرت برق نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی فلسفہ کو قبول کیا:

"چھوٹے چھوٹے کمرے اسدے..."

یہ صوفیانہ قناعت کی علامت ہے کہ اللہ کے قرب میں راحت نہیں، ریاضت ہے۔

دوستی و اخوت فی سبیل اللہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍۢ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ

"اس دن سب دوست ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے سوائے متقیوں کے۔" (الزخرف-67)

حضرت قبلہ پیر صاحب قدس سرہ العزیز نے اپنے ساتھیوں کا ذکر محبت و اخوت کے ساتھ کیا، یعنی وہ تعلق جو دنیاوی مفاد سے پاک ہو، صرف رضائے الٰہی کے لیے ہو۔ یہی صوفیانہ تعلق ہے جو روحانی سفر میں تقویت دیتا ہے۔

حرارتِ مکہ اور سوزِ عشق

"جیکر اندروں نکلئے دھپ سکاوے رتاں"

یہ مصرعہ محض موسم کی شدت کا بیان نہیں، بلکہ عشقِ الٰہی کی تپش کا استعارہ ہے۔ جس طرح سورج کی گرمی بدن کو جھلساتی ہے، اسی طرح محبتِ خداوندی کی حرارت دل کو پگھلا دیتی ہے۔ صوفی کے نزدیک یہ دھوپ دراصل نورِ قربتِ الٰہی ہے جو جسم کو جلاتی مگر روح کو منور کرتی ہے۔

حدیثِ نبوی ﷺ کی روشنی میں

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

الحج المبرور ليس له جزاء إلا الجنة" (بخاری و مسلم)

"مقبول حج کا بدلہ جنت کے سوا کچھ نہیں۔"

یہ اشعار اسی "حج مبرور" کی روحانی جھلک ہیں۔ بے آرامی، تنگ جگہ، گرمی، مگر شکر و صبر یہی وہ اعمال ہیں جو حج کو برّ و تقویٰ کا درجہ دیتے ہیں۔

صوفیانہ رمز مکان کی تنگی، دل کی وسعت

صوفی جب ظاہری تنگی میں ہوتا ہے تو باطن وسیع تر ہو جاتا ہے۔ یہی مفہوم قرآن کی اس آیت میں مضمر ہے:

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ (الشرح-1)

"کیا ہم نے تمہارے لیے تمہارا سینہ کشادہ نہیں کر دیا؟"

یعنی جو بندہ اللہ کے راستے میں جسمانی تنگی برداشت کرتا ہے، اللہ اس کے دل میں نور، وسعت اور عرفان عطا فرماتا ہے۔ یہ اشعار دراصل ایک روحانی منزلِ قناعت کا نقشہ ہیں۔

حضرت برقؔ نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ نے دنیاوی آرام کے مقابلہ میں رضائے الٰہی کی راحت کو ترجیح دی۔ جہاں چھت نیچی، سورج تیز، کمرہ تنگ، مگر دل میں عشقِ الٰہی کی وسعت بے کنار!

اصل کلامِ حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

فجری ویلے جاں میں اٹھاں بندہ نظر نہ آوے
ٹر جاون سب کم اپنے تے لگا اندر کھاوے
اوکھا سوکھا جیویں گزرے اندر ہی جھٹ لنگھاواں
ڈردیاں باہر نہ نکلاں کدھرے مت رستہ بھل جاواں

ترجمہ: جب میں فجر کے وقت اٹھتا ہوں تو کوئی بندہ نظر نہیں آتا، سب اپنے اپنے کاموں میں لگ جاتے ہیں اور اپنے حال میں مشغول رہتے ہیں۔ وقت چاہے آسانی میں گزرے یا سختی میں، میں صبر کے ساتھ گزار لیتا ہوں۔ باہر نکلنے سے ڈرتا ہوں کہ کہیں راستہ نہ بھول جاؤں۔

"سفرِ حج میں تنہائی، مراقبہ اور خوف ایک صوفی کا حال"

یہ اشعار حضرت قبلہ برق نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ کی اُس روحانی کیفیت کا عکاس ہیں جو سالکِ راہِ حق کو خلوت، تنہائی، صبر اور خوفِ کی منازل میں پیش آتی ہے۔ یہ صرف ظاہری واقعہ نہیں بلکہ باطنی سفرِ قربِ الٰہی کی علامت ہے۔

فجر کے وقت کا ذکر عبادت و نورِ الٰہی کا وقت

"فجری ویلے جاں میں اٹھاں بندہ نظر نہ آوے"

فجر کا وقت قرآن میں نور اور ہدایت کا وقت قرار دیا گیا ہے:

اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا (بنی اسرائیل-78)

"بے شک فجر کے وقت قرآن کی تلاوت فرشتے مشاہدہ کرتے ہیں۔"

حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کا فجر کے وقت اٹھنا اور بندہ نظر نہ آنا، یہ ظاہری تنہائی نہیں بلکہ باطنی خلوت ہے۔ یعنی وہ مقام جہاں صرف بندہ اور رب ہوتا ہے، دنیا کی ہلچل مٹ جاتی ہے، صرف نورِ حضور باقی رہتا ہے۔ یہی "تنہائی" دراصل صوفی کے لیے معیتِ الٰہی کا آغاز ہے۔

"ٹر جاون سب کم اپنے تے لگا اندر کھاوے"

فنا فی العمل

سب لوگ اپنے کاموں میں لگے ہیں، یہ دنیاوی مشاغل کی تصویر ہے۔ مگر صوفی اپنے "اندر" یعنی باطن کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

قرآن میں فرمایا گیا:

وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ (الذاریات-21)

"اور تمہارے نفسوں میں (ہماری نشانیاں ہیں)، کیا تم نہیں دیکھتے؟"

یہی "اندر کھانا" یعنی نفس کے باطن میں غور و فکر، ذکر اور محاسبہ نفس کی علامت ہے۔ حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کیفیت کو نہایت سادگی سے بیان فرمایا کہ: سب دنیا کے دھندوں میں لگ گئے اور میں اپنے اندر جھانکنے لگا یہی تصوف کا اصل مقصود ہے۔

"اوکھا سوکھا جیویں گزرے اندر ہی جھٹ لنگھاواں"

صبر و تسلیم

یہ مصرعہ رضا بالقضاء اور صبر علی البلاء کی جھلک رکھتا ہے۔ یعنی وقت چاہے

مشکل ہو یا آسان، میں اسے اپنے رب کے حکم کے مطابق صبر و شکر سے گزار لیتا ہوں۔ حدیثِ شریف ہے:

عَجَبًا لِاَمْرِ الْمُؤْمِنِ! اِنَّ اَمْرَهٗ كُلَّهٗ خَيْرٌ...(مسلم)

"مومن کے معاملے پر تعجب ہے، اس کا ہر حال خیر ہے؛ اگر
اسے خوشی ملے تو شکر کرتا ہے، اگر تکلیف پہنچے تو صبر کرتا ہے۔"

حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ اسی مقامِ رضا پر فائز دکھائی دیتے ہیں نہ شکایت، نہ گلا، نہ اضطراب بس تسلیم و سکون، یہی فنائے ارادہ کی حالت ہے جو صوفی کو مقامِ قرب تک لے جاتی ہے۔

"ڈردیاں باہر نہ نکلاں کدھرے مت رستہ بھل جاواں"

خوفِ ضلالت و حفظِ ہدایت

یہ مصرعہ ظاہری معنوں میں مکہ مکرمہ کی گلیوں یا قیام گاہ کے قرب کا منظر پیش کرتا ہے، مگر باطنی طور پر یہ روحانی سفر کی ایک لطیف تمثیل ہے۔

قرآن میں فرمایا گیا:

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا (آلِ عمران-8)

"اے ہمارے رب! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کر بعد اس کے
کہ تو نے ہمیں ہدایت دی۔"

صوفی کا سب سے بڑا خوف یہ ہوتا ہے کہ کہیں "رستہ" یعنی راہِ حق بھول نہ جائے۔ یہ خوف خوفِ خدا نہیں بلکہ خوفِ فراق ہے کہ کہیں دل غفلت کی طرف نہ جھک جائے۔ یہی خوف روحانی بیداری کی علامت ہے، کیونکہ جو شخص ہدایت سے ڈرتا ہے کہ کہیں کھو نہ دے، وہ دراصل ہدایت کے سب سے قریب ہوتا ہے۔ یہ اشعار صرف سفرِ حج کے ایک دن کی روداد نہیں، بلکہ سفرِ روح کی مکمل علامت

ہیں۔ حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ دراصل فرماتے ہیں:

"میں اس سفر میں نہ صرف مکہ کے راستے پر چل رہا ہوں،
بلکہ اپنے باطن کے حج پر بھی گامزن ہوں جہاں ہر لمحہ امتحان
ہے اور ہر آزمائش میں معرفتِ الٰہی کی جھلک موجود ہے۔"

اصل کلام حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

حاجی طالب قاضی یوسف موج اندر جد آون
مکیاں مار پیراندے اتے سکھ دی نیند سواون
اپنی طرفوں خدمت دے وچہ کسر نہ انہاں چھوڑی
فورا اگے حاضر کیتی چیز جھڑی میں لوڑی
لختِ جگر ابدال میرے نے خرچ نہ کیتے تھوڑے
پانی وانگوں میری خاطر پیسے اس نے روہڑے
وچ منی دے گدے کمبل لیاندوس آپ اٹھا کے
لیوس مکان کرائے اتے وچہ مدینے جا کے

ترجمہ: جب حاجی طالب، قاضی یوسف اور دیگر ساتھی آئے، انہوں نے میرے قدم دبا کر مجھے راحت و سکون دیا۔ خدمت کے کسی پہلو میں کمی نہ چھوڑی، جو چیز مجھے درکار ہوتی، فوراً لا کر پیش کرتے۔ میرے لختِ جگر ابدال (یعنی حضرت سید قطب شاہ ابدالؔ) نے بھی خرچ میں کوئی بخل نہ کیا، پانی کی طرح میرے لیے مال خرچ کیا۔ منیٰ میں میرے آرام کے لیے بستر اور کمبل خود اٹھا کر لائے اور مدینہ طیبہ میں میرے لیے کرائے پر مکان بھی خود جا کر حاصل کیا۔

"خدمتِ شیخ و والد تصوف کی بنیاد"

یہ پورا حصہ اس حقیقت کو ظاہر کرتا ہے کہ خدمت، خاص طور پر والدِ مرشد کی خدمت، تصوف میں کس قدر بلند درجہ رکھتی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا

(بنی اسرائیل-23)

"اور تیرے رب نے فیصلہ کر دیا کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ احسان کرو۔"

یہ آیت صرف ظاہری والدین ہی نہیں بلکہ روحانی والدین یعنی شیخ طریقت پر بھی منطبق ہوتی ہے، کیونکہ وہ بھی روحانی تربیت کے باعث "والد معنوی" کا درجہ رکھتے ہیں۔ حضرت سید قطب شاہ ابدالؔ نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے والدِ گرامی کے ساتھ یہ سلوک عین اس قرآنی تعلیم کا مظہر ہے۔

"مکیاں مار پیراندے اتے سکھ دی نیند سواون"

ادب و خدمتِ اولیاء

یہ مصرعہ عشق و ادب کے اُس صوفیانہ آداب کی تصویر ہے، حدیث شریف میں ہے: سید القوم خادمھم "قوم کا سردار وہ ہے جو ان کی خدمت کرتا ہے۔"

یہ خدمت ظاہری نہیں بلکہ محبتِ قلبی سے معمور خدمت ہے۔ قدم دبا کر نیند میں آرام پہنچانا دراصل ادبِ مرشد کا مظہر ہے، جسے اہلِ طریقت عبادتِ غیر مستقیم شمار کرتے ہیں۔

"اپنی طرفوں خدمت دے وچہ کسر نہ انہاں چھوڑی"

اخلاص فی العمل

یہ کیفیت اُس خدمتِ خالصہ کی علامت ہے جو ریا سے پاک ہو۔ قرآن میں ہے:

اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا (الدھر-9)

"ہم تمہیں صرف اللہ کی رضا کے لیے کھلاتے ہیں، نہ تم سے بدلہ چاہتے ہیں نہ شکر۔"

یہی وصف حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کے خدام میں تھا خدمت میں کوئی کمی نہیں، نہ شکایت، نہ غرض بس خلوص۔

" لخت جگر ابدال میرے نے خرچ نہ کیتے تھوڑے"

سخاوت و ایثار

یہاں حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ اپنے فرزندِ ارجمند حضرت سید قطب شاہ ابدالؔ نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ کی سخاوت اور فیاضی کا ذکر کرتے ہیں۔ یہ مال خرچ کرنے کا ذکر دراصل روحانی سخاوت کی علامت بھی ہے۔ قرآن فرماتا ہے:

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (آلِ عمران-92)

"تم نیکی (یعنی قربِ الٰہی) کو نہیں پا سکتے جب تک اپنی پسندیدہ چیز خرچ نہ کرو۔"

حضرت قطب شاہ ابدالؔ رحمۃ اللہ علیہ نے "پانی وانگوں بے دریغ اپنے والد کے لیے مال خرچ کیا یہ ایثار فی سبیل اللہ کی عملی صورت ہے۔

"وچ منی دے گدے کمبل لیاندوس آپ اٹھا کے"

تواضع وخلوص

منیٰ میں خدمت خود کرنا، خود اٹھانا یہ "تواضع" کا اعلیٰ نمونہ ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

من تواضع للہ رفعہ اللہ

"جو اللہ کے لیے عاجزی اختیار کرتا ہے، اللہ اسے بلند کر دیتا ہے۔"

یہی وہ خدمت ہے جس سے باطنی رفعت نصیب ہوتی ہے۔ یہ کام ظاہری طور پر معمولی لگتا ہے، لیکن حقیقت میں یہ "قدم بہ قدم قربِ الٰہی" ہے۔

"لیوس مکان کرائے اتے وچہ مدینے جا کے"

خدمتِ مدینہ و مقامِ حبّ رسول ﷺ

مدینہ منورہ میں مکان کا بندوبست کرنا، درحقیقت عشقِ رسول ﷺ کی عملی خدمت ہے۔ کیونکہ مدینہ میں رہائش اختیار کرنا خود ایک سنتِ نبوی کی پیروی ہے۔ حدیث میں فرمایا گیا:

المدینۃ خیر لھم لو کانوا یعلمون (بخاری)

"مدینہ ان کے لیے بہتر ہے اگر وہ جانتے۔"

حضرت قطب شاہ ابدالؒ رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے والدِ مرشد کے لیے مدینہ میں آرام وسکون کی جگہ فراہم کرنا، یہ "خدمتِ والد" بھی ہے اور "خدمتِ مدینہ" بھی۔

یہ اشعار ہمیں یہ درس دیتے ہیں کہ: خدمت، محبت کی عملی صورت ہے۔ سخاوت، صوفی کی فطرت ہے۔ تواضع، ولایت کی بنیاد ہے اور سب سے بڑھ کر، والدین کی خدمت قربِ الٰہی کا وسیلہ ہے۔ حضرت سید قطب شاہ ابدالؒ نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد کے ساتھ جو خدمت و وفا کا عملی نمونہ پیش کیا، وہ صوفیانہ تربیت کا اعلیٰ

معیار ہے، جو قیامت تک سلسلہ نوشاہیہ کے خدام کے لیے مشعل راہ ہے۔

اصل کلام حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

(سفرِ حج و مدینہ منورہ کے دوران ارشاد فرمودہ)

ظاہر شاہ پیارا میرا رتبے پاوے عالی
مڈھوں تھیں لے آخر تیکن خوب کیتوس رکھوالی
نور چشم ابدال پیارا طائف اندر رہندا
کدے کدائیں چھٹی لے کے آ کے ساراں لیندا
ملک زمان، رزاق ہوریں بھی کدے کدے آ جاون
طائف تھیں پکوا کے کھانے نال پیار کھواون

ترجمہ: میرے فرزندِ ارجمند ظاہر شاہ کو اللہ بلند مرتبہ عطا فرمائے شروع سے لے کر آخر تک اُس نے میری بہترین خدمت و حفاظت کی۔ میرا نورِ نظر، لختِ جگر ابدال پیارا طائف میں رہتا ہے، کبھی کبھی چھٹی لے کر مکہ مکرمہ آتا اور سب کی خیریت دریافت کرتا ہے۔ اسی طرح میرے دوسرے مخلص خدام ملک زمان اور حافظ عبدالرزاق نوشاہی برقی بھی کبھی کبھار آ جاتے ہیں اور طائف سے پکا کر لذیذ کھانے لاتے، پیار و اخلاص سے خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

"خدمتِ اولیاء ایک روحانی درجہ"

تشریح: حضرت قبلہ برقؒ نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ یہاں اپنے خدام اور مخلصین کا ذکر بطورِ احسان ومحبت فرما رہے ہیں۔ قرآن میں فرمایا گیا:

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى (المائدہ-2)

"نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔"

حضرت کے تمام خدمت گزار سید ظاہر شاہ، سید قطب شاہ ابدالؔ، ملک زمان، حافظ عبدرزاق نوشاہی سب اس آیت پر عمل پیرا ہیں۔ ان کی خدمت دراصل عبادت کا درجہ رکھتی ہے، کیونکہ وہ ولیِ کامل کی خدمت ہے اور ولی کی خدمت دراصل اللہ و رسول ﷺ کی خدمت ہوتی ہے۔

"ظاہر شاہ کی وفاداری اور حفاظت"

حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"مڈھوں تھیں لے آخر تیکن خوب کیتوس رکھوالی"

یہ جملہ ظاہر شاہ کی کامل وفاداری کی گواہی ہے۔ یہ اس حدیث کی عملی تصویر ہے:

المرء مع من احب (بخاری)

"آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔"

ظاہر شاہ نے دنیاوی فائدے کے لیے نہیں، بلکہ عشقِ مرشد کے سبب خدمت کی۔ یہی عشق انسان کو روحانی عروج تک پہنچاتا ہے۔

"نورچشم ابدال لختِ جگر کی خدمت"

حضرت اپنے فرزندِ ارجمند سید قطب شاہ ابدالؔ کا ذکر فرما رہے ہیں، جو طائف میں مقیم تھے اور روحانی و عملی خدمات انجام دیتے تھے۔ یہاں "نورچشم" کہنا محض نسبی نہیں بلکہ روحانی فخر کا اظہار ہے۔ قرآن کہتا ہے:

رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ (ابراھیم-40)

"اے میرے رب! مجھے اور میری اولاد کو نماز قائم کرنے والا بنا۔"

یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی اپنی اولاد کی دینی خدمت کی دعا کی اسی طرح حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ اپنے فرزند کی خدمت کو روحانی تسلسل سمجھتے ہیں۔

"طائف مقامِ رحمت و محبت"

طائف وہی مقدس مقام ہے جہاں نبی کریم ﷺ کو تبلیغ کے دوران اذیتیں دی گئیں، مگر آپ ﷺ نے وہاں کے لوگوں کے لیے دعاے ہدایت فرمائی۔ اسی نسبت سے طائف "رحمت و عفو" کا مظہر ہے۔ حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کا لختِ جگر طائف میں قیام پذیر ہونا اس بات کی علامت ہے کہ ان کے خاندان کی نسبت بھی رحمت و خدمت سے وابستہ ہے۔

"خدمتِ طعام سنتِ انبیاء و اولیاء"

ملک زمان اور حافظ عبدالرزاق نوشاہی جیسے خدام کا "طائف سے کھانے پکا کر لانا" ایک ظاہری خدمت ضرور ہے، مگر باطنی طور پر یہ محبت، سخاوت اور ایثار کی علامت ہے۔ حدیثِ نبوی ﷺ:

مَن كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ

"جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔" (بخاری)

یہ خدام حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کے مہمان نہیں بلکہ خدمت گزارانِ روحانیت تھے جنہوں نے محبت سے کھانے پیش کیے اور اس محبت میں روحانی فیضان حاصل کیا۔

"روحانی خانوادے کا باہمی پیار"

پورے بند سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت برق نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ کا سفرِ حج ایک روحانی قافلے کی صورت میں تھا۔ جہاں ہر فرد محبت، ایثار، خدمت اور اخلاص سے معمور تھا۔ یہ ہمیں سکھاتا ہے کہ:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (آل عمران-103)

"اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رہو اور تفرقہ مت ڈالو۔"

یعنی محبتِ اہلِ اللہ، اتحادِ روحانی اور اخلاصِ نیت یہی تصوف کی بنیاد ہے۔ یہ اشعار صرف سفرنامہ حج نہیں، بلکہ ایک روحانی محفلِ محبت کی تصویر ہیں جہاں مرشد و مرید، والد و فرزند، خدام و دوست، سب اللہ کی رضا کے لیے جڑے ہوئے ہیں۔ حضرت برقؔ نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے الفاظ میں "محبت، خدمت اور روحانی تسلسل" کو امر کر دیا۔

اصل کلامِ حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

کم تھیں آ رحمٰن نوشاہی ہانڈی چا پکاوے
گنڈے تھوم مصالحہ بھندیاں پورے چار وجاوے
ادھروں خفتاں ویلے رکھدا چلھے اتے ہانڈی
ٹوکے نال گوشت جد ٹکے سٹے اٹھن گوانڈی
قاضی کاظم نوشاہی نے جس دے ایہ ٹھکانے
سیراں منہ بدام تے پستہ رکھے آن سرہانے
القصہ اس جا وچہ مینوں ہوئی کوئی نہ تنگی
ہر شے انہاں حاضر کیتی جو میں موہوں منگی

ترجمہ: قاضی عبد الرحمٰن نوشاہی اکثر کھانا پکانے میں مصروف رہتا، پیاز، لہسن، مصالحہ اور سبزیاں ڈال کر عمدہ سالن تیار کرتا۔ پھر شام کے وقت وہ ہانڈی چولہے پر رکھ دیتا اور جب گوشت گلنے لگتا تو ہمسائے تک اس کی خوشبو سے واقف ہو جاتے۔ قاضی کاظم نوشاہی کے مکان میں ہم مقیم تھے، انہوں نے بڑے پیار سے بادام اور پستے تک میرے بستر کے قریب

رکھے۔ مختصر یہ کہ اس قیام کے دوران مجھے کسی بات کی کوئی کمی یا دشواری محسوس نہ ہوئی، جو چیز میں طلب کرتا، فوراً وہی میرے سامنے لا دی جاتی۔

"مہمان نوازی اور خدمت، سنتِ انبیاء علیہم السلام"

حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کے اس کلام میں مہمان نوازی اور خدمتِ صوفیاء کی جو روح جلوہ گر ہے، وہ دراصل انبیاء و اولیاء کی سنت کا تسلسل ہے۔

قرآن میں ارشاد ہے:

فَرَاغَ إِلَىٰٓ أَهْلِهِۦ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِينٍ (الذاریات-26)

"(حضرت ابراہیم علیہ السلام) اپنے اہل خانہ کے پاس گئے اور فربہ بچھڑا لے آئے۔"

یہ آیت مہمان نوازی کی بنیاد ہے۔ قاضی عبد الرحمٰن نوشاہی برقی اور ان کے والد قاضی محمد کاظم نوشاہی برقی جیسے خدامِ حضرت نے اسی ابراہیمی طرزِ کرم کو زندہ کیا۔ ان کی خدمت دراصل عبادت تھی، کیونکہ وہ ولی اللہ کی خاطر تھی۔

"قاضی عبد الرحمٰن نوشاہی اخلاص و عمل کا پیکر"

حضرت فرماتے ہیں:

"کم تھیں آ رحمٰن نوشاہی ہانڈی چا پکاوے"

یہ جملہ ظاہر کرتا ہے کہ حضرت کے خادم قاضی عبد الرحمن نوشاہی برقی خدمت میں محض رسمی نہیں بلکہ روحانی جذبے سے سرشار تھے۔ اسلام میں خدمت صرف جسمانی نہیں، بلکہ نیت کا عمل ہے۔ حدیث شریف میں فرمایا گیا:

إنما الاعمال بالنیات (بخاری)

"اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔"

قاضی عبد الرحمن نوشاہی برقی نے صرف کھانا نہیں پکایا، بلکہ عشق و عقیدت

کی خوشبو اُس کھانے میں شامل کی۔ اسی لیے حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ نے اس خدمت کو اپنے سفرنامے میں خاص طور پر ذکر فرمایا۔

"طعام کی خوشبو ایثار و سخاوت کی علامت"

"ٹوکے نال گوشت جد ٹکے سٹے اُٹھن گوانڈی"

یہ محاورہ بتاتا ہے کہ کھانے کی خوشبو اتنی پُرکیف اور لذیذ تھی کہ ہمسائے تک متوجہ ہو گئے۔ یہ منظر یاد دلاتا ہے اُس اخلاقی تعلیم کا جو رسولِ اکرم ﷺ نے دی:

ما آمن بي من بات شبعان وجاره جائع إلى جنبه (طبرانی)

"وہ مجھ پر ایمان نہیں لایا جو خود سیر ہو کر سوئے اور اس کا پڑوسی بھوکا رہے۔"

حضرت کے خادمین نے اپنے گردونواح میں بھی خوشبو اور برکت بانٹی جو سخاوتِ روحانی کی دلیل ہے۔

"قاضی محمد کاظم نوشاہی برقی سخاوت و کرم کا پیکر"

"قاضی کاظم نوشاہی نے جس دے ایہ ٹھکانے
سیراں منہ بدام تے پستہ رکھے آن سرہانے"

یہ محبت بھرا منظر اولیاء کے خادموں کے اخلاقِ حسن کو ظاہر کرتا ہے۔ قاضی صاحب نے اپنے مہمانِ خاص کے آرام و راحت کا مکمل خیال رکھا۔ یہی وہ خلق کریم ہے جسے نبی ﷺ نے فرمایا:

وخالق الناس بخلق حسن

"لوگوں سے بہترین اخلاق کے ساتھ پیش آؤ۔" (ترمذی)

یہ آدابِ صحبت ہیں جو حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ و خدام نے روحانی تربیت کے زیرِ اثر حاصل کیے تھے۔

"برکتِ صحبت راحت و اطمینان"

"القصہ اس جا وچہ مینوں ہوئی کوئی نہ تنگی"

یہ کلمہ حضرت کی رضامندی و خوشنودی کا اظہار ہے۔ جب ایک ولی اللہ کسی کی خدمت پر خوش ہو جاتا ہے، تو وہ خوشی محض الفاظ نہیں بلکہ دعائے رحمت ہوتی ہے۔ قرآن کہتا ہے:

إِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ (الاعراف-56)

"بے شک اللہ کی رحمت نیکوکاروں کے قریب ہے۔"

ان خدام کی خدمت، محبت اور حسنِ نیت نے انہیں قربِ رحمتِ الٰہی میں شامل کر دیا۔

"جو مانگا، عطا ہوا ولایت کا فیض"

"ہر شے انہاں حاضر کیتی جو میں موہوں منگی"

یہ جملہ بظاہر ظاہری نعمتوں کا ذکر ہے، مگر باطنی طور پر یہ "قبولیتِ فیض" کی علامت ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا:

ادْعُونِيٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ (المؤمن-60)

"مجھے پکارو، میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔"

حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ چونکہ اہلِ قبولیت میں سے ہیں، لہٰذا ان کے لیے "طلب و عطا" کا تعلق محض خادم و مخدوم کے درمیان نہیں بلکہ عبد و رب کے درمیان ہے۔

"تصوف میں خدمتِ شیخ کی روحانی برکات"

صوفیاء فرماتے ہیں: "خدمتِ شیخ دروازہ فیض است۔"

"شیخ کی خدمت، فیض کے دروازے کو کھول دیتی ہے۔"

حضرت کے یہ مخلصین عبدالرحمٰن نوشاہی برقی، قاضی کاظم نوشاہی برقی درحقیقت اپنی خدمت کے ذریعے فیضانِ ولایت حاصل کر رہے تھے۔ ان کی محبت اور اطاعت نے ان کے اعمال کو نور میں بدل دیا۔ یہ بند ہمیں صرف ایک واقعاتی منظر نہیں دکھاتا، بلکہ ایک خانقاہی تمدن اور روحانی معاشرت کا نمونہ ہے جہاں محبت، اخلاق، خدمت، ایثار، سخاوت اور خوشنودیِ مرشد سب جمع ہیں۔

حضرت پیر سید ابوالکمال برقؔ نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے عمل سے بتایا کہ سفرِ حج فقط عبادت نہیں، بلکہ اخلاق و محبت کی تربیت ہے۔ اور جو ولی اللہ کی صحبت میں رہ کر خدمت کرتا ہے، اس کے دل کو رضائے الٰہی کا سکون نصیب ہوتا ہے۔

اصل کلام حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

اُٹھویں ماہ ذی الحج توڑی میں اتھے وقت لنگھایا
بَنھ احرام اُٹھویں نوں حج دا حرم وچالے آیا
ظاہر شاہ تے حاجی طالب ہور یوسف دل جانی
بَنھ احرام ٹُرے سب حج دا ہویا فضل ربانی
قاضی عبدالغنی ہوراں وی کیتے حج ارادے
فارغ ہو طواف سعی تھیں پہتے وچہ منی دے
ملک رزاق قطب شاہ دونویں نال اساڈے آئے
وچہ منی دے خیمے اندر آکے ڈیرے لائے

ترجمہ: آٹھویں ذوالحجہ کو جب وقت آیا، میں نے احرام باندھا اور حج کے ارادے سے حرمِ مکہ میں داخل ہوا۔ میرے ہمراہ میرے محبوب رفقاء تھے: فرزند ارجمند ظاہر شاہ، حاجی طالب اور دل کے قریب یوسف۔ سب

نے احرام باندھا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے حجِ بیت اللہ کے سفر پر روانہ ہوئے۔ قاضی عبدالغنی اور دیگر مریدین نے بھی حج کی نیت کی اور طواف و سعی مکمل کر کے منیٰ کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میرے صاحبزادے، لختِ جگر سید قطب شاہ ابدالؔ اور ملک رزاق بھی ہمارے ساتھ شریک ہوئے اور منیٰ میں خیمے لگا کر قیام کیا۔

"احرام حج کا پہلا روحانی لباس"

حضرت کے ان اشعار کی ابتدا احرام کے ذکر سے ہوتی ہے۔
قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ (البقرہ-196)
"اور اللہ کے لیے حج اور عمرہ کو پورا کرو۔"

احرام دراصل "نیتِ اخلاص" کا لباس ہے۔ اس میں انسان دنیاوی زیب و زینت سے نکل کر صرف بندگی اور عاجزی کے لباس میں داخل ہوتا ہے۔
آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"بنھ احرام اُٹھویں نوں حج دا حرم وچالے آیا"

یعنی احرام کا باندھنا صرف رسم نہیں، بلکہ روحانی آمادگی ہے جیسے انسان اپنے نفس کے لباس کو اتار کر عبدیت کا لباس پہن لیتا ہے۔

"رفقاء کا ذکر محبت و جماعت کا فیض"

ظاہر شاہ، حاجی طالب، یوسف دل جانی، قاضی عبدالغنی، ملک رزاق اور سید قطب شاہ ابدالؔ۔ یہ سب حضرت کے مرید، رفیق اور فیض یافتہ تھے۔ حج کا سفر صرف انفرادی نہیں بلکہ روحانی جماعتی سفر ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

الحاج و المعتمر وفد الله، إن دعوه اجابهم وإن

استغفروہ غفر لھم (ابن ماجہ)

"حاجی اور معتمر اللہ کے مہمان ہیں، اگر وہ دعا کریں تو اللہ قبول فرماتا ہے، اگر استغفار کریں تو بخش دیتا ہے۔"

یہ "وفدِ الٰہی" جماعت حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ عشقِ الٰہی کی نیت سے نکلی اس کا ذکر خود حضور ﷺ کے فرمان کا مصداق ہے۔

"منیٰ قربانی، اطاعت اور تسلیم کا مقام"

حضرت فرماتے ہیں:

"فارغ ہو طواف سعی تھیں پہتے وچہ منی دے"

منیٰ وہ وادی ہے جہاں سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو قربانی کے لیے لٹایا تھا۔ یہی مقام ایمان، قربانی اور رضا کی معراج ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا:

اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

(الانعام-162)

"میری نماز، قربانی، زندگی اور موت سب اللہ کے لیے ہیں۔"

حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کی منیٰ میں حاضری اسی روحِ تسلیم کی عملی تصویر ہے، جہاں مریدین کے ساتھ خیمہ زن ہونا ایک جماعتِ روحانی کا قیام تھا۔

"احرام کی حقیقت فنا فی اللہ کی علامت"

تصوف میں احرام کا مفہوم "فنا فی اللہ" کے مترادف ہے۔ احرام باندھنے والا دنیا کی شناختیں، القابات، زیب و زینت سب چھوڑ دیتا ہے۔ وہ صرف عبد بن جاتا ہے۔ حضرت کا "احرام باندھنا" دراصل ظاہری حج کے ساتھ باطنی حج (تزکیہ نفس و قربِ الٰہی) کی علامت ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں فرمایا گیا:

من حج فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدتہ امہ (بخاری)

"جو حج اس طرح کرے کہ گناہ و فحش سے بچے، وہ ایسے پاک ہو جاتا ہے جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔"

یہی مقامِ صفائی حضرت کے اس بیان سے ظاہر ہوتا ہے احرام، صفائیِ باطن اور عہدِ وفا کی تجدید ہے۔

"صاحبزادہ قطب شاہ ابدالؒ وارثِ روحانی فیض"

"ملک رزاق قطب شاہ دونویں نال اساڈے آئے
وچہ منی دے خیمے اندر آکے ڈیرے لائے"

یہاں حضرت اپنے فرزندِ ارجمند سید قطب شاہ ابدالؒ کا ذکر محبت و فخر سے کرتے ہیں۔ یہ نہ صرف جسمانی سفر میں شریک ہیں بلکہ روحانی وراثت میں بھی حضرت کے جانشین اور امانت دار ہیں۔ قرآن میں ارشاد ہے:

وَوَرِثَ سُلَیْمٰنُ دَاوٗدَ (النمل-16)

"اور سلیمان، داؤد کے وارث ہوئے۔"

یعنی ولایت کی وراثت، خون سے نہیں بلکہ روحانی فیضان سے منتقل ہوتی ہے۔ یہاں قطب شاہ ابدال رحمۃ اللہ علیہ، حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کے فیض کے امین بن کر منیٰ میں موجود ہیں۔

"فضل ربانی حج کی قبولیت کی بشارت"

"بنھ احرام ٹرے سب حج دا ہویا فضل ربانی"

یہ "فضل ربانی" وہی بشارت ہے، جو رسول اکرم ﷺ نے بیان فرمائی:

من حج للہ فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدتہ امہ

"جو حج اللہ کے لیے کرے، وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا

ہے جیسے ماں کے پیٹ سے نیا پیدا ہوا ہو۔"

یہ فضل و کرم حضرت پر بھی نازل ہوا اور آپ کے رفقاء اس نورانی حج میں شامل ہو کر باطنی و ظاہری صفائی سے سرفراز ہوئے۔

"عرفانی مفہوم منیٰ کا خیمہ، فنا و بقا کا استعارہ"

حضرت کا "منیٰ میں خیمہ ڈالنا" تصوف میں ایک عرفانی استعارہ ہے۔
منیٰ، قربانی کا مقام ہے اور خیمہ، فنا فی اللہ کے بعد "بقا باللہ" کا۔

منا مقام الرضا، والرضا اعلی من المقامات

"منیٰ رضا کا مقام ہے اور رضا تمام مقامات سے بلند ہے۔"

یعنی بندہ جب قربانی دے کر راضی ہو جائے، تو وہ اللہ کے قرب میں خیمہ زن ہو جاتا ہے۔

یہ بند حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کے سفرِ حج کا ایک روحانی سنگِ میل ہے۔ اس میں احرام کی طہارت، رفقاء کی محبت، منیٰ کی تسلیم، قطب شاہ ابدال رحمۃ اللہ علیہ کی وارثی اور فضل ربانی کی بشارت سب ایک ہی فیضانِ ولایت کے رنگ میں ہیں۔ یہ محض ایک تاریخی بیان نہیں، بلکہ ایک عرفانی تجربہ ہے

جہاں حج، صرف مناسک نہیں، بلکہ عشق، قربانی اور تسلیم کی مکمل داستان بن جاتا ہے۔

اصل کلامِ حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی

ایہ منی دی دھرتی نوری اچیاں شاناں والی
شان بیان نہ ہووے اسدا درجے اسدے عالی
اس دھرتی وچہ آ کے حاجی اول ڈیرے لاون
دوجے دن پھر اتھوں اٹھ کے طرف عرفاتے جاون

ترجمہ: یہ منی کی سرزمین نورانی اور بلند مرتبہ ہے۔ اس کی شان و شوکت بیان سے باہر ہے، مرتبہ بہت اعلیٰ ہے۔ یہاں آ کر حاجی سب سے پہلے اپنے خیمے نصب کرتے ہیں اور دوسرے دن عرفات کی جانب روانہ ہوتے ہیں۔

منیٰ کی فضیلت

قرآنِ مجید:

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ (البقرة-203)

"اور اللہ کو گنتی کے دنوں (یعنی ایامِ تشریق، منی کے دنوں) میں یاد کرو۔"

حدیثِ نبوی ﷺ: رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

"منیٰ وہ مقام ہے جہاں حاجی قیام کریں اور اللہ کو کثرت سے یاد کریں، یہی حج کا دل ہے۔" (سنن ابی داؤد)

تشریح: منی وہ روحانی مقام ہے جہاں بندہ قربانی، ذکر اور قیام کے ذریعے اپنی خواہشاتِ نفسانی کو ذبح کرتا ہے۔ یہ قربانی صرف جانور کی نہیں بلکہ نفسِ امّارہ کے سر کی جاتی ہے۔

حضرت ابوالکمال رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "دھرتی نوری" کہا کیونکہ یہ زمین حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی سے روشن ہوئی۔

قربانی ابراہیمی کی یاد

اصل کلامِ حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابراہیم نبی نوں خواب جدوں سی آئی
اسے دھرتی وچہ پتر دے گل تے چھری چلائی

ترجمہ: جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں حکمِ الٰہی ملا، تو اسی زمین پر بیٹے کی گردن پر چھری چلائی۔

قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ (الصافات-102)

"اے میرے بیٹے! میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔"

وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ (الصافات-107)

"اور ہم نے اس کے بدلے ایک عظیم قربانی دے دی۔"

تشریح: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے منیٰ کی زمین پر اطاعتِ الٰہی کی ایسی مثال قائم کی جو قیامت تک باقی رہے گی۔ اسی مقام پر انسان اپنے نفس کی قربانی کا عہد کرتا ہے اور یہی حقیقی حج ہے قربِ الٰہی کا مظہر ہے۔

عرفات کی روانگی

اصل کلامِ حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

گرمی دی کوئی حد نہ اتھے تپش کلیجہ کیرے
کالے رنگ دے پتھراں والے ہین پہاڑ چوفیرے
کویت وچوں پانی لے کے آئے کئی ٹریلے
وافر ملدی برف اتھائیں ہر ساعت ہر ویلے
اوکھی سوکھی جیویں گزری اتھے رات گزاری
فجر ہوئی تے طرف عرفاتے ٹر پئی دنیا ساری

ترجمہ: وہاں گرمی بے انتہا ہے، دل تک جھلسنے لگتا ہے۔ چاروں طرف سیاہ پہاڑ ہیں، کویت سے پانی کے ٹرک لائے جاتے ہیں، ہر وقت برف وافر

دستیاب ہوتی ہے۔ مشکل رات وہاں گزاری اور فجر کے وقت سب عرفات کی جانب روانہ ہوئے۔

صبر و شکر کی منزل

حدیثِ نبوی ﷺ: "حج میں جو مشقت ہے، وہی تمہارے گناہوں کا کفارہ ہے۔" (مسند احمد)

تشریح: حضرت برق نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ نے جو سخت گرمی، تپش اور مشقت کا ذکر کیا وہ دراصل سفرِ روحانیت کا امتحان ہے۔ یہ محض جسمانی صعوبت نہیں بلکہ باطنی ریاضت ہے جس میں بندہ صبر اور شکر کے ساتھ خدا کے قرب کی طرف بڑھتا ہے۔

عرفات کی روانگی کی روحانی علامت

عرفات کی طرف جانا دراصل روح کی تکمیل معرفت کی طرف سفر ہے۔ عرفات کا لفظ "عرفان" سے نکلا ہے یعنی پہچان۔ یہاں بندہ اپنے رب کو پہچانتا ہے، اپنے نفس کا اعتراف کرتا ہے اور توبہ کے ذریعے پاک ہو جاتا ہے۔

حضرت ابوالکمال برقؔ قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ کے ان اشعار میں منیٰ کی فضیلت، قربا' ابراہیمی کی یاد، صبر و مشقت کی جزا اور عرفانِ الٰہی کے حصول تک کا مکمل روحانی سفر بیان ہوا ہے۔ یہ کلام محض سفرنامہ حج نہیں، بلکہ تزکیہ نفس کا بیان ہے جس میں جسمانی مشقت کے پردے میں روحانی لذت پوشیدہ ہے۔

اصل کلامِ حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

سڑکاندے وچہ اتنیاں بساں راہ نہ کوئی لبھے
اک دوجے توں اگاں جاون دا چارہ کردے سبھے

راستوں میں اتنی زیادہ بسیں تھیں کہ کوئی راہ نہ ملی، سب ایک دوسرے

سے آگے بڑھنے کی کوشش میں تھے۔

اصل کلامِ حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

کجھ پیدل کجھ بساں اتے کجھ بیٹھے وچہ کاراں
ہر پاسوں لبیک سنیوے اچیاں کرن پکاراں

کچھ لوگ پیدل تھے، کچھ بسوں پر، کچھ کاروں میں بیٹھے، ہر سمت سے "لبیک اللھم لبیک" کی صدائیں گونج رہی تھیں۔

اصل کلامِ حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

کالے حبشی مرد زنانیاں ٹردے ہو منہ تانے
بندیاں تائیں دھکے مارن لاون زور دہگانے

کالے حبشی مرد و عورتیں گروہ در گروہ چل رہے تھے،
ازدحام اتنا کہ لوگ ایک دوسرے کو دھکے دیتے تھے

وکھو وکھری ملک اپنے دی بولی بولن سارے
اک دوجے دی گل نہ سمجھن کر دے پیئے اشارے

ہر قوم اپنی اپنی زبان میں بات کر رہی تھی، مگر ایک دوسرے کی بات نہ سمجھنے کے باوجود اشاروں سے سمجھا رہے تھے۔

ہر اک ملکوں آئی دنیا کیا شرقی کیا غربی
اکو جہیا لباس سبھاں دا کیا عجمی کیا عربی

پوری دنیا سے لوگ آئے تھے مشرقی بھی، مغربی بھی، سب کا لباس ایک سا تھا، نہ کوئی عجمی نہ عربی، سب برابر۔

عرفات کی روانگی حج کا اجتماعِ اکبر

قرآنِ مجید:

لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَ يَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ (الحج-28)

"تاکہ وہ اپنے لئے (روحانی و دنیاوی) فائدے حاصل کریں اور مقررہ دنوں میں اللہ کا نام یاد کریں۔"

تشریح: یہ وہ لمحہ ہے جب دنیا بھر کے حاجی منیٰ سے عرفات کی جانب بڑھتے ہیں ہر زبان، ہر نسل، ہر رنگ کے انسان ایک ہی سمت گامزن۔ یہ امتِ محمدیہ ﷺ کا سب سے بڑا اجتماع ہے، جہاں زمین پر توحید کا جیتا جاگتا منظر دکھائی دیتا ہے۔

"لبيك اللهم لبيك" بندگی کی صدا

حدیثِ نبوی ﷺ: رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

"جب حاجی لبیک کہتا ہے، تو زمین کے دائیں بائیں ہر پتھر، درخت اور مٹی کا ذرا اس کے ساتھ لبیک کہتا ہے، یہاں تک کہ زمین کے کنارے تک لبیک کی گونج پہنچ جاتی ہے۔" (سنن ابن ماجہ)

حضرت برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہر سمت سے "لبیک" کی صدائیں بلند تھیں یہ لبیک دراصل عبدیتِ کاملہ کا اعلان ہے:

"اے اللہ! میں حاضر ہوں، تیرے حکم کا بندہ ہوں، تیری راہ میں حاضر ہوں۔"

یہی وہ نعرہ ہے جو شرک کی دیواریں گراتا ہے، رنگ و نسل کے فرق مٹا دیتا ہے اور امت کو ایک کرتا ہے۔

امتِ مسلمہ کا اتحاد و مساوات

قرآنِ مجید:

اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ (الانبیاء-92)

"بے شک یہ تمہاری امت ایک ہی امت ہے اور میں تمہارا رب ہوں، پس میری ہی عبادت کرو۔"

حدیث: "تمام مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں، اگر جسم کے ایک حصے کو تکلیف پہنچے تو پورا جسم بے چین ہو جاتا ہے۔" (صحیح مسلم)

تشریح: حضرت ابوالکمال رحمۃ اللہ علیہ نے جب فرمایا:

"ہر اک ملکوں آئی دنیا کیا شرقی کیا غربی
اکو جہیا لباس سبھاں دا کیا عجمی کیا عربی"

یہ دراصل قرآن و حدیث کے بیان کردہ اسلامی مساوات کا عملی مظہر ہے۔ یہاں کوئی امیر یا فقیر نہیں، کوئی بادشاہ یا غلام نہیں، سب ایک لباس (احرام) میں، ایک منزل کے راہی یہی وہ منظر ہے جسے نبی اکرم ﷺ نے "امت کی روحانی برابری" قرار دیا۔

زبانوں کا اختلاف مگر دلوں کا اتحاد

قرآن:

وَ مِنْ اٰیٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَ اَلْوَانِكُمْ (الروم-22)

"اور اس کی نشانیوں میں تمہاری زبانوں اور رنگوں کا اختلاف بھی ہے۔"

تشریح: حضرت قبلہ پیر سید ابوالکمال برقؔ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہر قوم اپنی زبان

بول رہی تھی، لیکن سب کی نیت اور مرکز ایک تھا خدا کی رضا۔ یہ کائناتی وحدت کا مظہر ہے کہ زبانیں مختلف ہیں مگر دلوں کی تسبیح ایک ہے۔

ازدحام و مشقت کی آزمائش

حدیث: "جو حج کے دوران مشقت برداشت کرتا ہے، اللہ اس کے ہر قدم کے بدلے ایک نیکی لکھ دیتا ہے اور ایک گناہ مٹا دیتا ہے۔" (مسند احمد)

تشریح: حبشی، عرب، عجم، سب کا ایک ساتھ چلنا، دھکے کھانا، تنگ راستے یہ سب روحانی قربانی کا حصہ ہیں۔ مشقت عبادت کی جان ہے اور حج میں یہی صبر و تحمل بندے کو ولیانہ صفات تک پہنچاتا ہے۔

ان اشعار میں حضرت ابوالکمال برقؔ قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ نے حج کے اجتماعِ عرفات کا ایک عظیم منظر کھینچا: عالمگیر اجتماع دنیا بھر سے لاکھوں انسان؛ لبیک کی صدائیں روحوں کی نغمگی؛ امت کی وحدت مساوات کا عملی مظاہرہ؛ مشقت میں روحانیت صبر کے ذریعے قربِ الٰہی۔ یہ وہ لمحہ ہے جہاں "توحید، تسبیح اور تذکیرِ آخرت" ایک ساتھ جلوہ گر ہیں۔

کلامِ حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی

ایہ عرفات میدان نمونہ بالکل روز حشر دا
یہ عرفات کا میدان قیامت کے دن کے منظر کا مکمل نمونہ ہے۔

جنگل دے وچہ منگل بنیا حکم خدا اکبر دا
بیابان میں ایک روحانی محفل برپا ہے یہ سب اللہ اکبر کے حکم سے ممکن ہوا۔

ناویں ماہ ذی الحج دی اتھے حاجی آون سارے
سال اندر اک روز اتھائیں ہوندے ایہ نظارے
ذی الحج کے نویں دن، دنیا بھر کے حاجی یہاں جمع ہوتے ہیں؛ یہ منظر

سال میں صرف ایک دن ظاہر ہوتا ہے۔

سروں ننگے تے پیریں چپلاں اتے احرام دوالے
ایس میدان وچالے گرمی پئی کلیجہ جالے

سب کے سر ننگے، پاؤں میں چپل، بدن پر صرف دو چادریں، اس میدان میں سخت گرمی ہے جو دل و جگر کو جھلسا دیتی ہے۔

جبل رحمت نامی ہیگا اک پہاڑ اتھائیں
نبی محمد بیٹھے جس تے اوہ قائم سب جائیں

وہاں ایک پہاڑ ہے جسے ''جبل رحمت'' کہا جاتا ہے، جہاں نبی اکرم ﷺ تشریف فرما ہوئے تھے اور سب اسی کے گرد جمع ہوتے ہیں۔

اللہ اللہ کردیاں اتھے سارا روز لنگھایا
شام پئی تے اس جائی تھیں بوریا بستر چایا

دن بھر ذکرِ الٰہی میں مشغول رہے، شام ہوئی تو اسی مقام پر آرام کے لئے بوریا بچھایا۔

عرفات حج کا رکنِ اعظم

قرآنِ مجید:

فَاِذَآ اَفَضۡتُمۡ مِّنۡ عَرَفٰتٍ فَاذۡکُرُوا اللّٰہَ عِنۡدَ الۡمَشۡعَرِ الۡحَرَامِ (البقرہ-198)

''پھر جب تم عرفات سے واپس آؤ تو مشعرِ حرام کے پاس اللہ کو یاد کرو۔''

تشریح: یہ آیت حج کے سب سے مرکزی رکن وقوفِ عرفات کی طرف اشارہ کرتی

ہے۔

اسی لئے نبی ﷺ نے فرمایا:

''الحج عرفة'' (سنن نسائی)

یعنی'' سارا حج عرفات ہی ہے۔''

حضرت قبلہ سید ابوالکمال برقؔ قادری رحمۃ اللہ علیہ نے عرفات کے منظر کو روزِ محشر کے میدان سے تشبیہ دے کر بتایا کہ یہ وہ مقام ہے جہاں بندہ بالکل بے ساختہ ہو کر اللہ کے سامنے کھڑا ہوتا ہے، نہ رتبہ، نہ لباس، نہ ملک، نہ دنیا صرف عبدیت و نیازمندی۔

عرفات روزِ حشر کا منظر

''ایہ عرفات میدان نمونہ بالکل روز حشر دا''

قرآن و حدیث میں مماثلت: قیامت کے دن سب انسان ایک میدان میں، سب برہنہ سر، ننگے پاؤں، کوئی سایہ نہیں، سب اللہ کے حضور حاضر۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

''لوگ قیامت کے دن ننگے پاؤں، ننگے بدن اور بغیر ختنہ کے جمع کیے جائیں گے۔'' (صحیح بخاری)

عرفات دراصل یومِ حشر کا مجسم مشق خانہ ہے جہاں بندہ خود کو دنیاوی وابستگیوں سے جدا کر کے اپنے رب کے سامنے کھڑا کرتا ہے اور اپنے اعمال کے حساب سے پہلے ہی توبہ و مغفرت طلب کرتا ہے۔

عرفات میں وقوف مغفرت کا مقام

حدیثِ نبوی ﷺ:

''عرفات کے دن سے زیادہ کسی دن اللہ اپنے بندوں کو جہنم سے

آزاد نہیں کرتا۔ وہ اپنے فرشتوں کے سامنے فخر سے کہتا ہے: دیکھو میرے بندے کس حال میں میرے سامنے آئے ہیں، بکھرے بال، غبار آلود، مجھ سے مغفرت مانگتے ہوئے۔" (صحیح مسلم)

تشریح: حضرت برق قادری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"اللہ اللہ کردیاں اتھے سارا روز لنگھایا"

یہی وہ روحانی کیفیت ہے جہاں انسان کی زبان "اللہ" کی تکرار میں گم ہو جاتی ہے یہ ذکرِ الٰہی دراصل مغفرت کی کنجی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا (الاحزاب-41)

جبلِ رحمت نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مقامِ وقوف

آپ فرماتے ہیں:

"جبل رحمت نامی ہیگا اک پہاڑ اتھائیں
نبی محمد بیٹھے جس تے اوہ قائم سب جائیں"

تاریخی و روحانی پس منظر:

جبلِ رحمت (Mount of Mercy) وہ پہاڑ ہے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع ارشاد فرمایا۔ یہ پہاڑ اللہ کی رحمت کے نزول کا مقام ہے۔ یہاں بندہ اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہے اور اللہ کی بارگاہ میں ندامت کے ساتھ جھک جاتا ہے۔

"جبلِ رحمت" ہر سال حاجیوں کے لئے جبلِ عرفان بن جاتا ہے جہاں عاشق اپنے رب کے وصال کا سچا عرف پاتا ہے۔ یہ مقام عشق و مغفرت کا سنگم ہے۔

عرفات کی شام وقوف سے مغرب تک

"شام پئی تے اس جائی تھیں بوریا بستر چایا"

یہ وہ لمحہ ہے جب حاجی سورج غروب تک دعاؤں میں رہتا ہے۔

حدیث میں ہے:

"سب سے بہترین دعا، عرفہ کے دن کی دعا ہے۔" (ترمذی)

تشریح: یہ شام بندگی کی انتہا ہے دن بھر کی تسبیح، توبہ، گریہ و زاری کے بعد دل پرسکون ہو کر وصالِ روحانی کا ذائقہ چکھتا ہے۔

6. عرفات کے میدان کا صوفیانہ مفہوم

عرفات، "عرفان" سے ماخوذ ہے یعنی پہچان۔

یہ وہ جگہ ہے جہاں بندہ اپنے رب کو پہچانتا ہے، اپنے نفس کو جانچتا ہے اور اپنے دل کو پاک کرتا ہے۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"عرفات میں وقوف اس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک بندہ اپنے نفس سے خالی اور رب کی معرفت سے بھرا نہ ہو جائے۔"

اسی کیفیت کو حضرت سید ابوالکمال برقؔ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کلام میں بیان کیا کہ بندہ وہاں صرف اللہ کہتا ہے، اللہ سنتا ہے اور اللہ ہی کو پاتا ہے۔

مرحلہ مزدلفہ صبر، رضا اور تسلیم کا جلوہ

اُٹھ ٹرے مزدلفہ ولے اتھوں لوک تمامی
جتھے جگہ کسے نوں لبھی اتھے ہوئے مقامی
قافلہ بچھڑ گیا سب میرا آہی بھیڑ چوکھیری
سنگ دے ساتھی لبھے ناہیں کیتی لوڑ بتیری

ظاہر شاہ فرزند پیارا رہ گیا نال اکلا
باقی ساتھی ملے نہ کدھرے پھر ہوئی تسلا
نہ روٹی نہ پانی برتن نہ کوئی دری سرہاناں
ریتے اُپر رات گزاری جیویں خدا نوں بھاناں
وضو کارن پیسے دے کے مل خریدیا پانی
ریت اتے نہ لیٹن ہووے بیٹھیاں رات وہانی

ترجمہ: جب عرفات سے سب لوگ مزدلفہ کی طرف روانہ ہوئے، تو جسے جہاں جگہ ملی، وہیں قیام کیا۔ اس بھیڑ میں میرا قافلہ بچھڑ گیا، بہت کوشش کی مگر ساتھی نظر نہ آئے۔ میرا پیارا فرزند سید ظاہر شاہ نوشاہی میرے ساتھ رہ گیا، باقی مریدین اور رفقاء کہیں نہ ملے، مگر دل کو اطمینان نصیب ہوا۔ نہ کھانے کو کچھ تھا، نہ پانی، نہ بستر، نہ آرام ریت پر رات گزاری، جیسا کہ اللہ کو منظور تھا۔ وضو کے لیے پیسے دے کر پانی خریدا، ریت کی سخت گرمی میں لیٹنا دشوار تھا، یوں رات بیٹھ کر گزاری۔

مزدلفہ کی روانگی حج کا روحانی مرحلہ

یہ منظر حضرت برق نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ کے حج کے دوران وقوفِ مزدلفہ کا ہے، جو قرآن میں "مشعرِ حرام" کے نام سے مذکور ہے:

فَاِذَآ اَفَضۡتُمۡ مِّنۡ عَرَفٰتٍ فَاذۡكُرُوا اللّٰهَ عِنۡدَ الۡمَشۡعَرِ الۡحَرَامِ (البقرہ-198)

"پھر جب تم عرفات سے واپس آؤ، تو مشعرِ حرام (مزدلفہ) میں اللہ کو یاد کرو۔"

حضرت پیر سید ابوالکمال برقؔ نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ سفر محض ظاہری حج نہیں

بلکہ باطنی عرفان کا سفر بھی تھا۔ آپ نے ہر منزل کو ذکرِ الٰہی اور مشاہدہ وحدت کے جذبے سے گزارا۔

قافلے سے بچھڑ جانا مقامِ صبر و رضا

قافلہ بچھڑ جانا ظاہر میں ایک آزمائش تھی، مگر باطن میں تسلیم و رضا کی تربیت تھی۔ قرآن میں فرمایا گیا:

وَلَنَبۡلُوَنَّكُمۡ بِشَيۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ وَالۡجُوۡعِ وَنَقۡصٍ مِّنَ الۡاَمۡوَالِ وَالۡاَنۡفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيۡنَ (البقرہ-155)

"اور ہم ضرور تمہیں آزمائیں گے خوف، بھوک، مال اور جانوں کے نقصان سے اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دو۔"

حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ نے قافلہ چھوٹنے، بھوک، پیاس اور تکلیف کے باوجود اللہ کی مشیت پر کامل اعتماد و اطمینان رکھا یہی ولایت کا جوہر ہے۔

فرزندِ رشید ظاہر شاہ نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ کی معیت

"ظاہر شاہ فرزند پیارا رہ گیا نال اکلا"

یہ جملہ حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے سید ظاہر شاہ نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ سے پیار علامت ہے۔ اس سفرِ حج میں ان کو اپنے والد ماجد کی خدمت کا موقع ملا۔

ریت پر رات گزارنا زہد و فقر کی عملی تفسیر

"ریتے اُپر رات گزاری جیویں خدا نوں بھاناں"

یہ فقرہ رضائے الٰہی کے مقام کی کامل تصویر ہے۔ حدیث شریف میں آیا:

مَن رَضِيَ فَلَهُ الرِّضَا (ترمذی، حدیث)

"جو اللہ کے فیصلے پر راضی ہو جائے، اللہ بھی اس سے راضی ہو

جاتا ہے۔"

حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ نے ہر مشقت کو عبادت سمجھا نہ شکایت، نہ اضطراب صرف شکر اور سکون۔

وضو کے لیے پانی خریدنا عبادت کی پاکیزگی

"وضو کارن پیسے دے کے مل خریدیا پانی"

یہ بتاتا ہے کہ حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ نے سخت ترین حالات میں بھی طہارت و عبادت ترک نہ کی۔ حدیث نبوی ﷺ میں فرمایا گیا:

الطُّهُورُ شَطْرُ الإِيمَانِ (مسلم)

"پاکیزگی ایمان کا نصف ہے۔"

یعنی حقیقی ایمان وہی ہے جو وضو، صفائی اور طہارت کے بغیر مکمل نہیں۔

حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ عمل ظاہر کرتا ہے کہ آپ ظاہراً حاجی اور باطناً عارف باللہ تھے۔

مزدلفہ میں رات کا قیام عبادت کی لذت

مزدلفہ میں رات گزارنا سنتِ مؤکدہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

عَلَيْكُم بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ (ابو داؤد)

"تم پر میری سنت اور میرے خلفائے راشدین کی سنت لازم ہے۔"

حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی سنت کو عین اتباعِ نبوی ﷺ سمجھ کر نبھایا یہاں ان کی روحانی کیفیت تسلیم و رضا سے معمور تھی۔

حضرت قطب الارشاد سید ابوالکمال برقؔ قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ واقعہ صرف ایک سفرِ حج نہیں، بلکہ فقرِ محمدی ﷺ کا عملی مظہر ہے۔ اس واقعے سے تین

روشن سبق ملتے ہیں:

1. صبر و رضا کی تعلیم: سختی میں شکوہ نہیں، شکر لازم۔
2. عبادت میں طہارت کا اہتمام: ایمان کی بنیاد پاکیزگی ہے۔

منیٰ، رمی جمار، قربانی اور عبرتِ کردار

اصل کلامِ حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

دن چڑھیا تے مڑ پھر اتھوں وچہ منی دے آیا
ستر روڑ شیطاناں کارن اتھوں چن کے لیایا
جمرہ عقبہ تھیں ہو فارغ پھیر دتی قربانی
سر دے وال لہائے اتھے سنت نبی حقانی
حاجی طالب انگلستانوں نال مشین لیایا
کیاں حاجیاں اسے دے سنگ سر اپنا کترایا
لیکن کسے حاجی نے اسنوں لیا چھپا اتھائیں
طالب کیتی ڈھونڈ بتیری اے پر لبھی ناہیں
جاندی واری ظاہر شاہ دیاں چپلاں کسے اٹھائیاں
آندی وار مشین کھڑائی حاجیاں انتاں چائیاں
کوٹلی دا اک بڈھا ڈٹھا کعبے گردی بھونڈا
ہر شے چوری ہوئی اسدی حاجیاں تائیں روندا
اک بڈھی دا بکسہ اتھے چک لیا کسے حاجی
رو رو وین کریندی شوہدی ڈاڈی بنی محتاجی

ترجمہ: صبح کا سورج چمکا تو ہم مزدلفہ سے واپس منی میں آ گئے۔ شیطانوں کو کنکریاں مارنے کے لیے ستر کنکریاں چن لائیں۔ پہلے جمرہ عقبہ کو رمی کی، پھر قربانی ادا کی اور پھر سنتِ نبوی کے مطابق سر منڈوایا۔ میرے مرید حاجی طالب انگلستان سے ایک مشین ساتھ لائے تھے، کئی حاجیوں نے اسی سے سر کے بال کٹوائے۔ لیکن وہاں کسی نے وہ مشین چرا لی طالب نے بہت تلاش کی مگر وہ نہ ملی۔ واپسی پر ظاہر شاہ کی چپل بھی کسی نے اٹھا لی، پھر اگلی بار ایک حاجی نے اپنی مشین چروالی! کوٹلی کا ایک بزرگ طوافِ کعبہ کے دوران رو رہا تھا، اس کا سب سامان چوری ہو گیا تھا۔ ایک بڑھیا کی بھی صندوقی کسی نے چرا لی، وہ روتی رہی، فریاد کرتی، بے سہارا ہو گئی۔

منی میں واپسی حج کا تکمیلی مرحلہ

قرآن میں ارشاد ہے:

فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ (البقرہ-198)

یعنی عرفات سے منی کی طرف لوٹتے وقت ذکرِ الٰہی میں مصروف رہو۔ حضرت برقؒ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی روح کے ساتھ یہ منزل طے کی، ذکر و شکر اور حضورِ قلب کے ساتھ۔

رمی جمار باطن کے شیطانوں پر وار

"ستر روڑ شیطاناں کارن اتھوں چن کے لیایا"

یہ کنکریاں مارنے کا عمل بظاہر رواجی ہے، لیکن حقیقت میں نفس و شیطان پر جہاد کی علامت ہے۔ قرآن میں فرمایا گیا:

اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا (فاطر-6)

"بے شک شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے، اسے دشمن ہی سمجھو۔"

حضرت برقؒ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ عمل ایک صوفیانہ سبق دیتا ہے: جس طرح حاجی پتھروں سے ظاہری شیطان کو مارتا ہے، ویسے ہی سالکِ طریقت اپنے نفس، غرور، حسد اور حرص کے شیطانوں پر وار کرے۔

قربانی اخلاص و اطاعت کا مظہر

"جمرہ عقبہ تھیں ہو فارغ پھیر دتی قربانی"

یہ قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے:

قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا (الصافات-105)

"اے ابراہیم! تُو نے خواب کو سچ کر دکھایا۔"

حضرت برقؒ رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں ظاہری قربانی کے ساتھ باطنی قربانی کا بھی درس دیا، یعنی اپنی خواہشاتِ نفس کو اللہ کی رضا میں قربان کرنا۔

حلق انکسار و فنا کی علامت

"سر دے وال لہائے اتھے سنت نبی حقانی"

رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

اللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِيْنَ (بخاری)

"اے اللہ! سر منڈوانے والوں پر رحم فرما۔"

سر کے بال کٹوانا دراصل انانیت کا زوال اور عبودیت کی تکمیل ہے۔ حضرت برقؒ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سنت کو فقر و فنا کے استعارے کے طور پر بیان فرمایا۔

حاجی طالب کی مشین امانت و اخلاق کا امتحان

"لیکن کسے حاجی نے اسنوں لیا چھپا اتھائیں"

یہ واقعہ ظاہر کرتا ہے کہ حج صرف ظاہری عبادت نہیں، بلکہ اخلاقی امتحان بھی ہے۔ حدیث میں آیا:

لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ حَجًّا مَبْرُورًا اِلَّا بِصِدْقٍ وَاَمَانَۃٍ

"اللہ مبرور حج صرف سچائی اور امانت والے سے قبول فرماتا ہے۔"

حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ یہاں دراصل ایک اصلاحی پیغام دے رہے ہیں: کہ اگر کوئی حاجی چوری یا بددیانتی کرے، تو اس کا حج ظاہراً مکمل مگر باطناً ناقص رہتا ہے۔

ظاہر شاہ نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر

"جاندی واری ظاہر شاہ دیاں چپلاں کسے اٹھائیاں"

یہاں بھی پیغام ہے کہ راہِ حج میں آزمائشیں آتی ہیں یہی سلوکِ ولایت کا حصہ ہے۔

بزرگ و بڑھیا کا رونا عبرت و نصیحت کا منظر

کوٹلی دا اک بڈھا ڈٹھا کعبے گردی بھونڈا
ہر شے چوری ہوئی اسدی حاجیاں تائیں روندا"

یہ منظر انسان کو جھنجھوڑ دیتا ہے کعبہ کے سائے میں، جہاں تقویٰ کا مظاہرہ ہونا چاہیے، وہاں کچھ دل دنیا کی حرص سے خالی نہیں۔

قرآن میں فرمایا گیا:

مَنْ یُّرِدْ فِیْہِ بِاِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْہُ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ (الحج-25)

"جو کوئی حرم میں ظلم یا بے ادبی کا ارادہ کرے، ہم اسے دردناک عذاب چکھائیں گے۔"

حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ بیان دراصل اصلاحِ امت کے لیے ہے کہ حج کا اصل مقصد تزکیہ باطن اور تقویٰ کی پیدائش ہے، نہ کہ محض رسمِ عبادت۔

1. رمی جمار اپنے نفس کے شیطانوں پر کنکریاں مارو۔
2. قربانی اپنی خواہشات کو اللہ کے حضور ذبح کرو۔
3. حلق تکبر کے بال منڈوا کر خاکساری اختیار کرو۔
4. امانت حاجی کا اصل زیور امانت و صدق ہے۔
5. عبرت حرم میں بھی دنیا کی حرص انسان کو رسوا کر سکتی ہے۔

ناتوان حاجی اور حج زندگی کا سبق"

اصل کلامِ حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

ہوراں ملکاں دے حج کردے آکے وچہ جوانی
بڈھے ہو ٹرن ول مکے انڈین پاکستانی
دھکے اتے دھکے کھاون رکن نہ ہوندے پورے
اینویں ٹبیاں اتے بہہ کے لاندے رہن کھنگورے
لتاں دے وچہ رہیا نہ شورا نین ہوئے بے نورے
حج کرن لئی ٹرن گھراں تھیں ہو کے انھے مورے
جاں سی زور تراں بدن وچہ ٹکھے رہے چراندے
تے جاں بہہ کے اٹھ نہ سکن حج کرن نوں جاندے
جاں کجھ کرنے جوگا ہیسی کیتی نہ چنگیائی
دغے فریباں دے وچ اپنی عمر تمام لنگھائی

ہن جاں لکھ رہیا نہ پلے ٹرپیا حج کرن نوں
انج جاپے جیویں گھر دیاں بابا گھلیا گھروں مرن نوں

ترجمہ: اوروں ممالک کے لوگ جوانی میں ہی حج ادا کر لیتے ہیں، مگر ہم ہندوستانی و پاکستانی اکثر بڑھاپے میں سفرِ مکہ کو نکلتے ہیں۔ وہاں جا کر دھکے پہ دھکے کھاتے ہیں، نہ ارکانِ حج پوری طرح انجام دے پاتے، بلکہ تھکن اور کھانسی سے ٹوٹے بدن کے ساتھ ٹیلوں پر بیٹھ کر سانس بحال کرتے رہتے ہیں۔ ان کے پاؤں میں دم نہیں رہتا، آنکھوں کی روشنی ماند پڑ جاتی ہے، لیکن حج کی نیت سے گھروں سے نکل پڑتے ہیں۔ جب جوانی میں طاقت تھی تو دنیا کے پیچھے بھاگتے رہے، اب جسم میں سکت نہیں، مگر حج کو چل پڑے ہیں۔ جب کچھ کرنے کے قابل تھے، نیکی نہ کی، فریب و دھوکے میں عمر گنوا دی۔ اب ہاتھ خالی ہیں، نہ مال، نہ توانائی اور حج کو یوں چلے ہیں جیسے کسی کو گھر سے لاش اٹھا کر قبرستان لے جائی جا رہی ہو۔

جوانی کی عبادت کی فضیلت

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنَاهُمْ هُدًى (الکہف-13)

"یہ چند نوجوان تھے جنہوں نے اپنے رب پر ایمان لایا اور ہم نے انہیں ہدایت میں بڑھا دیا۔"

مفہوم: اللہ تعالیٰ کو جوانی میں کیا گیا ایمان و عمل زیادہ محبوب ہے۔ حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ نے یہی دکھ بیان کیا کہ ہمارے معاشروں میں لوگ جوانی نافرمانی میں اور بڑھاپا عبادت کے خیال میں گزارتے ہیں۔

حج میں سہولت کی تعلیم

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الحج المبرور ليس له جزاء إلا الجنة (بخاری، مسلم)

"حج مبرور کا بدلہ جنت کے سوا کچھ نہیں۔"

اور ایک اور موقع پر فرمایا:

فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ (التغابن-16)

"اللہ سے ڈرو جتنی تم میں طاقت ہے۔"

مفہوم: حج جسمانی و مالی طاقت کا عمل ہے۔ جب انسان کے اعضاء ناتواں ہو جائیں، آنکھیں کمزور ہوں، پاؤں میں سکت نہ رہے تب حج کا سفر محض رسم نہیں بلکہ تکلیف و آزمائش بن جاتا ہے۔ اس لیے رسول ﷺ نے فرمایا کہ استطاعت کے وقت حج کر لو۔

حج میں تاخیر کی ممانعت

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

من اراد الحج فليتعجل، فإنه قد يمرض المريض وتضل الراحلة وتعرض الحاجة (احمد، ابن ماجه)

"جو شخص حج کا ارادہ کرے، وہ جلدی کرے، کہیں ایسا نہ ہو کہ بیمار ہو جائے، سواری گم ہو جائے، یا کوئی رکاوٹ آ جائے۔"

تشریح: حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ اسی حقیقت کو نظم میں سادہ اور عوامی زبان میں بیان کرتے ہیں کہ لوگ جوانی میں تاخیر کرتے ہیں جب زندگی کے چراغ بجھنے لگتے ہیں تب حج یاد آتا ہے، حالانکہ اسلام میں تاکید ہے کہ طاقت و صحت کے دنوں میں حج ادا کیا جائے

زندگی کا حج دراصل بندگی ہے

کلام کے آخری اشعار میں "حج" ایک روحانی استعارہ بن جاتا ہے گویا آپ بتانا چاہتے ہیں کہ اگر زندگی کا حج (یعنی بندگی، صدق، خدمت) جوانی میں نہ ہوا، تو بڑھاپے کا ظاہری حج روحانی فائدہ نہیں دے سکتا۔ یہی مفہوم قرآن کے اس ارشاد میں مضمر ہے:

مَنۡ كَانَ يُرِيۡدُ حَرۡثَ الۡاٰخِرَةِ نَزِدۡ لَهٗ فِىۡ حَرۡثِهٖ (الشوری-20)

"جو آخرت کی کھیتی چاہے، ہم اس کی کھیتی میں اضافہ کرتے ہیں۔"

یعنی جو جوانی میں آخرت کی فکر کرے، اس کی عبادت بارآور ہوتی ہے۔

اخلاقی پیغام وقت کی قدر

حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ نصیحت دراصل اصلاحِ امت ہے کہ دین کے اعمال کو آخری عمر پر نہ چھوڑو، بلکہ جوانی کی حرارت، صحت اور حوصلہ عبادت میں صرف کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اغتنم خمساً قبل خمسٍ: شبابك قبل هرمك،
وصحتك قبل سقمك... (حاکم، بیہقی)

"پانچ چیزوں کو پانچ سے پہلے غنیمت جانو: جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، صحت کو بیماری سے پہلے..."

حضرتِ قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کلام محض ظاہری حج کا منظر نہیں بلکہ زندگی کے حج کی ایک تمثیل ہے۔ جس نے جوانی میں نیتِ خیر اور اطاعتِ الٰہی کے ساتھ سفرِ بندگی اختیار نہ کیا، اس کا بڑھاپا محض جسمانی مجاہدہ رہ جاتا ہے، روحانی فیضان سے خالی۔ عبادت کا وقت۔ جوانی میں عبادت کرو، بڑھاپا انتظار نہ کرو۔ حج کی روح۔ نیت، اطاعت اور قربانی سے مقبول ہوتا ہے۔

زندگی کا سبق۔ دنیا کی فریب کاریوں میں عمر ضائع نہ کرو۔ روحانی بصیرت۔ حج ظاہری سے بڑھ کر حج قلبی (توبہ، اصلاحِ نفس) کرو۔

حج کی حقیقت اور نیت کی آزمائش

(کلامِ حضرت قطب الارشاد پیر سید ابوالکمال برقؔ قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ)

بابے اوریں حج کرن لئی گھر دیاں مکے ٹورے
پر کعبہ نہ تکیا انہاں گھر مڑ آئے کورے
شکر خدا دا خیری مہری مکیوں مڑ کے آئے
بن حجوں بن آئے حاجی گھر دیاں جشن منائے
کئی بہشتی ہو گئے اتھے ساہ گئے ہو پورے
گھر دیاں شکر ہزاراں کیتے مکے گھروں کھنگورے
تار حیاتی والی جا کے مکے دے وچ ٹٹی
نوہاں نے مٹھیائی ونڈی جان سوہرے تھیں چھٹی
سس بے چاری نال چاواں دے حج کرن نوں جاوے
نونہہ پچھے پئی کرے دعاواں شالہ پرت نہ آوے

ترجمہ: بزرگ لوگ گھروں سے حج کے ارادے سے مکہ کو روانہ ہوئے، لیکن افسوس! کعبہ کو دیکھنے سے پہلے ہی لوٹ آئے ناکام و نامراد۔ اللہ کا شکر ہے کہ خیریت سے مکہ سے واپس آگئے، اگرچہ حج نہیں ہوا، مگر گھروں میں خوشی کے جشن منائے گئے۔ کئی ایسے بھی تھے جو وہاں جان کی بازی ہار گئے، ان کے گھر والے خدا کا شکر بجا لاتے کہ وہ سلامت مکہ سے واپس ہوئے۔ کچھ لوگ مکہ پہنچے ہی نہیں، راہ میں جان دے دی، ان کے

گھروں میں چینی بانٹی گئی کہ "فلانے کی جان چھوٹ گئی"! کچھ بدبخت ایسی بھی ساسیں تھیں جو بہو کے حج پر جانے سے ناخوش تھیں اور پیچھے بیٹھ کر دعائیں کرتی تھیں کہ "کاش یہ واپس نہ آئے"۔

تشریحِ نیتِ حج اصل روحِ عبادت

قرآن مجید میں فرمایا گیا:

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ (البقرہ-196)

"حج اور عمرہ اللہ کے لیے پورا کرو۔"

حج کا ظاہری سفر کافی نہیں، بلکہ نیت خالص اللہ کے لیے ہونی چاہیے۔

حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بہت سے لوگ جسم سے تو مکہ جاتے ہیں، مگر نیت دنیاوی دکھاوے، شہرت، یا رسم نبھانے کی ہوتی ہے، ایسے لوگوں کا سفر ناتمام رہتا ہے یا ان کا حج روحانی قبولیت سے خالی ہوتا ہے۔

زندگی وموت کا سفرِ حج میں امتحان

حدیثِ پاک:

من خرج حاجّاً فمات کتب اللہ لہ اجر الحاج إلی یوم القیامة (بیہقی، طبرانی)

"جو شخص حج کے لیے نکلا اور راستے میں فوت ہوگیا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے قیامت تک حاجی کا اجر لکھ دیتا ہے۔"

تشریح: حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "کئی بہشتی ہو گئے اتھے ساہ گئے ہو پورے" یعنی وہ لوگ جو حج کی نیت سے نکلے اور راہِ حج میں جان دے دی، اللہ کے نزدیک وہ "شہداء فی سبیل اللہ" کے مرتبے پر فائز ہیں۔ ان کی موت دنیاوی لحاظ سے غمناک ہے، مگر روحانی لحاظ سے سراسر کامیابی۔

ظاہری واپسی پر خوشی باطنی غفلت

بن حجوں بن آئے حاجی گھر دیاں جشن منائے

حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ اس فقرے سے طنز کے انداز میں روحانی غفلت کو بے نقاب کرتے ہیں۔ یعنی حج کے ارکان ادا نہ ہوئے، مگر واپس آ کر "حاجی صاحب" بننے کی خوشی میں لوگ مٹھائیاں بانٹتے اور جشن مناتے ہیں۔

قرآن نے فرمایا:

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ

(الماعون-4-5)

"تباہی ہے ان نمازیوں کے لیے جو اپنی نماز سے غافل ہیں۔"

عبادت اگر ریا و شہرت کے لیے ہو، تو وہ قبول نہیں۔ اسی طرح حج بھی اگر خلوص سے خالی ہو تو محض جسمانی ریاضت ہے۔

خاندانی رشتوں میں حسد وبغض

سس بے چاری نال چاواں دے حج کرن نوں جاوے
نونہہ پچھے پئی کرے دعاواں شالہ پرت نہ آوے

یہ بند معاشرتی طنز ہے حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ نے واضح فرمایا کہ دلوں میں حسد، بغض اور نفرت رکھنے والے حج کی روح کو نہیں پا سکتے۔

قرآن کہتا ہے:

وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ (الاعراف-43)

"اور ہم ان کے دلوں سے ہر طرح کا کینہ نکال دیں گے (تب وہ جنت میں جائیں گے)۔"

تشریح: دل صاف کیے بغیر حج کی حقیقت حاصل نہیں ہو سکتی۔حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ نے معاشرتی رویوں پر پردہ ہٹایا کہ بعض لوگ عبادت میں بھی خودغرضی اور حسد کو لے کر جاتے ہیں۔ یہ حج نہیں، محض سفری تماشا ہے۔

موت کا استعارہ ”مٹھائی“

کلام سید ابوالکمال برقؔ نوشاہی

”تار حیاتی والی جا کے مکے دے وچ ٹٹی
نوہاں نے مٹھیائی ونڈی جان سوہرے تھیں چھٹی“

یہ دو مصرعے صوفیانہ رمز رکھتے ہیں۔

”تار حیاتی والی“ یعنی زندگی کی ڈور جو مکہ میں ٹوٹ گئی۔یعنی حج کے سفر میں روح نے اپنا اصل ”مقصدِ حیات“ پالیا۔مگر دنیا والوں نے اس روحانی نجات کو محض موت سمجھا اور خوشی سے مٹھائیاں بانٹ دیں۔ یہ تضاد روحانیت و مادیت کے درمیان فرق کو ظاہر کرتا ہے۔

قرآن نے اسی حقیقت کو یوں فرمایا:

بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ (آل عمران-169)

”بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس رزق پا رہے ہیں۔“

تشریح: جو لوگ راہِ حج میں وفات پاتے ہیں وہ دنیاوی نظر میں مردہ، مگر ربانی نظر میں زندہ و کامیاب ہیں۔

نیت کا خلوص۔حج صرف اللہ کے لیے ہو، دکھاوے کے لیے نہیں۔

عمل کی حقیقت۔ظاہری واپسی نہیں، باطنی کامیابی اصل حج ہے۔

دل کی صفائی۔حسد، بغض، کینہ دل سے نکالنا حج کی تیاری ہے۔

موت کا مفہوم۔مکہ میں وفات پا کر روح کا وصالِ الٰہی نصیب ہونا

سعادتِ کبریٰ ہے۔

امت کی اصلاح۔عبادت کو رسم نہیں، شعور اور نیت کے ساتھ انجام دو۔

”حج اک سفرِ ظاہری نئیں، باطنی تبدیلی دا ناں اے۔جیہڑا دل صاف کیتے بغیر ٹر پیا، اوہ مکّے دا رستہ نئیں، نفس دے جال وچ پھسیا۔“

طواف کی حقیقت اور دنیا داری کا غلبہ

کلام حضرت قطب الارشاد پیر سید ابوالکمال برقؔ قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

کرن طواف گئے کئی حاجی مڑ نہ ڈیرے آئے
نام معلم یاد نہ رہیا دس کیویں کوئی پائے
جمرہ عقبی دے وچ کتنے بندے ڈھ کے مردے
لسے ماڑے جان لتاڑے لوک خیال نہ کردے
ہراک سودا کھلا اتھے ملدا وچ بازاراں
کسے چیز دی کمی نہ اتھے لگیاں خوب بہاراں
رناں پیاں خریدن اتھے چھلے ہار حمیلاں
طرف نماز دھیان نہ کوئی پھر دیاں مست چڑیلاں

ترجمہ: کئی حاجی طواف کرنے گئے اور پھر اپنے خیموں کو واپس نہ لوٹے، انہیں اپنے معلم (راہنما) کا نام بھی یاد نہ رہا، اب کوئی بتائے کہاں جائیں۔ جمرہ عقبہ کے مقام پر بہت سے لوگ گر کر مر گئے، کچھ زخمی ہوئے، کچھ کچلے گئے مگر ہجوم میں کسی کو پرواہ نہ تھی، بازاروں میں ہر طرح کی چیزیں بک رہی ہیں، کسی چیز کی کمی نہیں رونق اور خرید و فروخت کی بہاریں لگی ہیں۔ عورتیں چھلے، ہار اور زیورات خریدنے میں مصروف ہیں اور ان کے

دلوں سے نماز اور عبادت کا دھیان بالکل ہٹ گیا ہے۔

ظاہری طواف، باطنی غفلت حج کی روح کا زوال

"کئی حاجی طواف کرن گئے مڑ نہ ڈیرے آئے"

مفہوم: یہ مصرعہ دو معانی رکھتا ہے۔

1 حقیقی: بعض حاجی رش میں طواف کے دوران جان سے گئے۔

2. رمزی: بہت سے حاجی ظاہری طواف تو کرتے ہیں، مگر باطنی طوافِ دل یعنی اللہ کے قرب کا سفر مکمل نہیں کر پاتے۔

قرآن مجید میں فرمایا گیا:

وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ (الحج-29)

"اور وہ اللہ کے قدیم گھر کا طواف کریں۔"

طواف کا مطلب ہے اپنے آپ کو مرکزِ توحید کے گرد گھمانا، یعنی اپنی خواہشات، نفس اور دنیاوی خودی کو فنا کر دینا۔ حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ نے دردناک حقیقت ظاہر کی کہ آج حاجی جسم سے تو طواف کرتا ہے، مگر دل و روح ابھی دنیا کے گرد گھوم رہے ہوتے ہیں۔

ازدحام اور انسانی بے حسی

جمرہ عقبی دے وچہ کتنے بندے ڈھ کے مردے
لسے ماڑے جان لتاڑے لوک خیال نہ کردے

تشریح: جمرہ عقبہ پر شیطان کو کنکریاں مارنے کے موقع پر اکثر شدید ہجوم ہوتا ہے۔ حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ نے وہ منظر دکھایا کہ کئی لوگ بھگدڑ میں گر کر مر جاتے ہیں اور باقی لوگ بغیر کسی احساس کے آگے بڑھ جاتے ہیں۔

حدیث شریف میں آیا ہے

المؤمن للمؤمن كالبنيان يشد بعضه بعضاً (بخاری)

"مومن مومن کے لیے دیوار کی طرح ہے، ایک دوسرے کو سہارا دیتا ہے۔"

حج وہ مقام ہے جہاں اتحاد و ہمدردی کا مظاہرہ ہونا چاہیے، مگر حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہاں بھی خود غرضی، بے حسی اور نفس پرستی کا غلبہ دکھائی دیتا ہے۔

بازاروں کی رونق دنیا کا غلبہ

"ہراک سودا کھلا اتھے ملدا وچہ بازاراں
کسے چیز دی کمی نہ اتھے لگیاں خوب بہاراں"

تشریح: حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر میں مکہ مکرمہ کے تجارتی ماحول کی طرف اشارہ فرمایا ہے، جہاں دنیا بھر سے لوگ آ کر خرید و فروخت کرتے ہیں۔ اصل عبادت کے ساتھ تجارت و دنیا داری نے روحانی کیفیت کو متاثر کر دیا ہے۔

قرآن مجید میں تنبیہ ہے:

يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَآ أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ (المنافقون-9)

"اے ایمان والو! تمہارے مال و اولاد تمہیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کریں۔"

حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ نے دکھ کے ساتھ فرمایا کہ بازاروں میں خرید و فروخت کی چمک تو ہے، مگر دلوں میں ذکرِ الٰہی کی روشنی مدھم پڑ چکی ہے۔

عورتوں کی غفلت ظاہری زیب و زینت میں مشغولی

"رناں پیاں خریدن اتھے چھلے ہار حمیلاں
طرف نماز دھیان نہ کوئی پھر دیاں مست چڑیلاں"

تشریح: یہ بند معاشرتی و روحانی اصلاح کے لیے ہے حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عورتیں بھی حج جیسے مقام پر دنیاوی زینت اور خریداری میں گم ہیں۔

حدیث شریف میں نبی ﷺ نے فرمایا:

الحج المبرور لیس له جزاء إلا الجنة (بخاری، مسلم)

"حج مبرور کا بدلہ صرف جنت ہے۔"

مگر "حج مبرور" وہ ہے جو گناہ اور لغو باتوں سے پاک ہو۔ زیب و زینت، دکھاوا اور فیشن کے ساتھ حج کرنا روحانیت کو مجروح کر دیتا ہے۔

قرآن بھی فرماتا ہے:

وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ (الاعراف-26)

"اور پرہیزگاری کا لباس سب سے بہتر ہے۔"

باطنی سبق حج ظاہر سے حج باطن کی طرف

حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کا کلام محض تنقید نہیں بلکہ اصلاح ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اگر حج میں بھی انسان نفس، دنیا اور حرص سے آزاد نہ ہو، تو یہ سفر صرف جسمانی ہے، روحانی نہیں۔

صوفیانہ معنی میں "طواف" وہ ہے جب بندہ اپنے دل کے کعبہ کا گرد طواف کرے اور اس میں غیر اللہ کی موجودگی ختم ہو جائے۔

طواف کی حقیقت۔ صرف جسمانی چکر نہیں، بلکہ دل کا اللہ کے گرد گھومنا۔

انسان دوستی۔ حج میں دوسروں کی جان و راحت کا خیال فرض ہے۔

دنیا داری کا زہر۔ خرید و فروخت، زیورات اور فیشن حج کی روح کو مجروح کرتے ہیں۔

باطنی طواف۔ دل کے بت توڑ کر، نیت کو پاک کر کے طواف کرنا اصل عبادت ہے۔

اصلاحِ امت۔ حج کا منظر امت کے روحانی زوال کی علامت نہ بنے بلکہ بیداری کا ذریعہ ہو۔

اصل کلامِ حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

لوک طواف کرن جسم دا، میں دل دا طواف کیتا
اوہ بازار وچ گم گئے، میں راز دا عرفان پیتا
حج کرن دا صرف بہاناں سیر کرن نوں آیاں
پیاں خریدن سرخی پاؤڈر برفی تے مٹھیایاں

ترجمہ: بعض لوگ حج کے نام پر محض سیر و تفریح کے ارادے سے آتے ہیں اور ان کا شوق زیارت نہیں بلکہ خرید و فروخت، زیبائش اور لذت کی تلاش ہوتی ہے۔

تشریح: قرآنِ کریم میں فرمایا گیا:

وَ اَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّ عَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ۝ لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ (الحج-27-28)

اللہ تعالیٰ نے حج کو اپنی یاد، قربانی اور بندگی کے لیے مقرر کیا ہے تاکہ لوگ روحانی منافع حاصل کریں، نہ کہ دنیاوی خرید و فروخت یا سیر و تفریح کے لیے آئیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ یہاں متنبہ فرما رہے ہیں کہ اگر نیت خالص نہ ہو، تو یہ حج ریا، سیر یا تجارت بن جاتا ہے جس کا اجر آخرت میں نہیں ملتا۔

اصلِ کلام حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

عربی پیر نہ دھرن زمیں تے خوب انہاں دیاں عیداں
چلیا کاروبار انہاں دا حاجی کرن خریداں

ترجمہ: بعض عرب دکاندار اور کاروباری لوگ حج کے دنوں میں خوب کمائی کے مواقع پاتے ہیں، حاجی ان کے پاس خریداری کے لیے دوڑتے ہیں، گویا ان کے لیے یہ دن عید بن جاتے ہیں۔

تشریح: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إنما الاعمال بالنیات

"اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔" (بخاری و مسلم)

یہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اشارہ ان لوگوں کی طرف ہے جنہوں نے عبادت کے موسم کو تجارت کا موسم بنا دیا۔ قرآن کہتا ہے:

ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ (الحج: 32)

جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرتا ہے، وہ دل کے تقویٰ سے ہے۔

پس، مکہ مکرمہ میں خرید و فروخت مباح تو ہے، لیکن جب حج کا مقصد دنیاوی منفعت بن جائے تو عبادت کی روح جاتی رہتی ہے۔

اصلِ کلام حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

موہوں منگی قیمت لیندے جو جی آوے منگن
چار روپے دی شے جے ہووے سو لینوں نہ سنگن

ترجمہ: بیوپاری منہ مانگے دام لیتے ہیں، جو چاہیں طلب کرتے ہیں، چار روپے کی چیز سو روپے میں دیتے ہیں اور حاجیوں کی مجبوری سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

تشریح: یہ منظر حج کے ایام کی دنیاوی حرص و ہوس کا مظہر ہے۔

قرآن کریم نے واضح کیا:

وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ (الاعراف-85)

"اور لوگوں کی چیزوں میں کمی نہ کرو۔"

آپ رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے مفہوم کو شعری انداز میں زندہ کرتے ہوئے ناجائز منافع خوری، حاجیوں کے استحصال اور تجارت میں بے ایمانی کی مذمت فرماتے ہیں۔

اصلِ کلام حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

انہاں دناں وچہ ہر اک شے دے انہاں نرخ ودھائے
ٹیکسیاں کاراں ویناں سندے حدوں ودھ کرائے

ترجمہ: ان دنوں ہر چیز کی قیمتیں بڑھا دی جاتی ہیں، گاڑیوں، ٹیکسیوں اور ویگنوں کے کرائے حد سے زیادہ ہو جاتے ہیں۔

تشریح: یہ منظر حج کے دوران دنیاوی حرص کی شدت کو ظاہر کرتا ہے۔

المسلم اخو المسلم، لا یظلمه ولا یخذله ولا یحقره (مسلم)

"مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے؛ نہ اس پر ظلم کرتا ہے نہ اسے دھوکا دیتا ہے۔"

آپ رحمۃ اللہ علیہ اس بے حسی کی طرف متوجہ کرتے ہیں کہ حاجیوں کی خدمت کا وقت ہے، مگر لوگ خدمت کے بجائے کمائی اور لوٹ مار میں لگے ہیں۔ یہ دراصل

اخلاقی زوال اور روحانی کمزوری کی علامت ہے۔

حضرت برقؔ قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مشاہدات کے ذریعے ہمیں یہ سبق دیا کہ: حج دنیاوی میلے یا خریداری کا نام نہیں، بلکہ روحانی تبدیلی کا سفر ہے۔ نیت خالص ہو، عبادت خالص ہو اور خدمت خالص ہو تو حج مبرور بنتا ہے۔ اگر حج تجارت، نمائش یا دنیاوی رغبت کے ساتھ کیا جائے، تو وہ محض سفر رہ جاتا ہے، عبادت نہیں۔

حدیثِ نبوی ﷺ:

من حج فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدته امه

"جو حج اس طرح کرے کہ اس میں گناہ یا فحش بات نہ کرے، وہ اس طرح پاک لوٹتا ہے جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔" (بخاری)

اصل کلامِ حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

ایس ملک وچہ سندھی کافی کردے ہین دوکاناں
حاجیاں تائیں لٹن کارن سو سو کرن بہاناں

ترجمہ: اس مقدس سرزمین میں بھی کچھ لوگ (سندھی یا دیگر ملکوں کے باشندے) اپنی دکانیں کھول کر بیٹھے ہیں، جو حاجیوں کو لوٹنے کے لیے طرح طرح کے بہانے بناتے ہیں۔

تشریح: یہ شعر ریا و حرص کی مذمت اور مقدس مقامات کے ادب کا سبق دیتا ہے۔

قرآنِ کریم نے فرمایا:

مَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍۭ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ (الحج-25)

"جو شخص مکہ میں ظلم یا کجی کا ارادہ کرے، ہم اسے دردناک عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔"

مکہ معظمہ وہ جگہ ہے جہاں نیتوں کی پاکیزگی شرط ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تنبیہ فرمائی کہ جو لوگ یہاں حاجیوں کو دھوکہ دیتے ہیں، وہ دراصل حرمتِ حرم کو پامال کرتے ہیں۔

اصل کلامِ حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

لماں چوغا سر تے رسہ بیٹھے پڑھن دعائیں
ہک روپے دے چالی لے کے پھر بھی رجن ناہیں

ترجمہ: کچھ لوگ لمبے چوغے اوڑھ کر، ہاتھ میں تسبیح لے کر بیٹھے دعائیں پڑھتے ہیں، لیکن ان کا مقصد دعا نہیں وہ ایک ایک روپے کے بدلے" چالیس" (وظیفے) پڑھنے کا جھانسہ دیتے ہیں، مگر ان کا پیٹ کبھی نہیں بھرتا۔

یہ شعر ریا کار صوفیوں یا جعلی عاملوں کی طرف اشارہ ہے، جو دین کو کاروبار بنا لیتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

من طلب الدنيا بعمل الآخرة لم يكن له في الآخرة نصيب" (بیہقی)

"جو شخص آخرت کے عمل سے دنیا حاصل کرنا چاہے، اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔"

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں درد و طنز دونوں ہیں وہ بتاتے ہیں کہ بعض لوگ حرم میں عبادت کے لباس میں آ کر حاجیوں کی عقیدت سے نفع اٹھاتے ہیں۔ یہ دراصل دین کی تجارت اور اخلاص کی نفی ہے۔

اصل کلامِ حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

کرماں والے دن تے راتیں اتھے کرن عبادت
پڑھ پڑھ ورد وظائف اتھے حاصل کرن سعادت

ترجمہ: جو خوش نصیب اور نیک بخت ہیں، وہ دن رات عبادت میں مشغول رہتے ہیں، ذکر، تلاوت اور وظائف کے ذریعے سعادتِ ازلی حاصل کرتے ہیں۔

یہاں آپ نے مخلص حجاج کا ذکر فرمایا قرآن میں ہے:

فَإِذَا قَضَيْتُم مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا (البقرہ-200)

"جب تم اپنے مناسک (عبادات) ادا کر چکو تو اللہ کو خوب یاد کرو۔"

حج کا مقصد یہی ہے ذکرِ الٰہی، خشیتِ خدا اور تزکیہ نفس۔ ایسے لوگ ہی حقیقی حاجی ہیں جن کی نیت خالص اور عمل مخلص ہے۔

اصل کلامِ حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

انہاں دناں وچہ آئے اتھے قسم قسم دے بندے
ہکو جہی نہ دنیا ساری کجھ چنگے کجھ مندے

ترجمہ: ان دنوں دنیا بھر سے لوگ یہاں جمع ہوتے ہیں کوئی نیک، کوئی بد؛ سب طرح کے لوگ آتے ہیں۔

یہ شعر آیتِ قرآنی کی عملی تفسیر ہے:

لِّيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ (الحج-28)

"تاکہ وہ اپنے فائدے دیکھنے آئیں۔"

میدانِ حج دنیا کا مصغر نمونہ ہے مختلف رنگ، نسل، مزاج، زبانیں اور نیتیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں نیک بھی آتے ہیں اور منافق بھی؛ یہی انسانیت کی حقیقت ہے، مگر اللہ نیت کے مطابق جزا دیتا ہے۔

اصل کلامِ حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

قسمت والے اس جائی وچہ نفل نماز پڑھیندے
اے پر بختاں مارے اتھے جیباں پئے کٹیندے

ترجمہ: خوش بخت لوگ وہاں نفل نمازوں اور عبادت میں مصروف ہیں، جبکہ بدنصیب لوگ اسی جگہ دوسروں کی جیبیں کاٹنے میں لگے ہیں۔

تشریح: یہاں دو کرداروں کا مقابلہ ہے

1. وہ جو روحانیت کے خزانوں میں مصروف ہیں۔
2. وہ جو دنیا کی حرص اور جرم میں مبتلا ہیں۔

حدیثِ پاک میں ہے:

إن الله لا ينظر إلى صوركم ولا إلى اموالكم ولكن ينظر إلى قلوبكم واعمالكم (مسلم)

"اللہ تمہارے چہروں اور مالوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے۔"

آپ کا پیغام یہی ہے کہ حج میں باطن کی اصلاح سب سے بڑی عبادت ہے۔ جو عبادت میں مشغول ہے وہ ولیِ وقت کے فیض کا وارث ہے اور جو چوری وفریب میں لگا ہے، وہ شیطان کے پیروکاروں میں شمار ہے۔

حضرت پیر سید ابوالکمال برقؔ نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ اس حصہ میں ہمیں یہ سبق

دیتے ہیں:

1. مکہ کی سرزمین ادب و اخلاص کی جگہ ہے، تجارت یا فریب کی نہیں۔
2. ریاکار مذہبی نمائش عبادت نہیں بلکہ گناہ ہے۔
3. نیک بخت وہ ہیں جو ذکر و نماز میں مصروف رہتے ہیں۔
4. بدبخت وہ ہیں جو حرم میں بھی گناہ کے کام کرتے ہیں۔
5. حج صرف جسمانی سفر نہیں، بلکہ دل کی پاکی، نیت کی سچائی اور قربِ الٰہی کی تلاش ہے۔

حدیثِ نبوی ﷺ:

من حج هذا البيت فلم يرفث ولم يفسق رجع كيوم ولدته امه (بخاری و مسلم)

"جو شخص حج اس طرح کرے کہ گناہ اور فحش باتوں سے بچے، وہ گناہوں سے ایسے پاک لوٹتا ہے جیسے آج ہی پیدا ہوا۔"

اصل کلامِ حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

قسمت والے آ کے اتھے عیب اپنے بخشاندے
بختاں مارے پنڈ گناہ دی اتھوں چا کے جاندے

ترجمہ: خوش نصیب لوگ یہاں آ کر اپنے گناہوں کی بخشش کرواتے ہیں اور بدنصیب وہ ہیں جو اپنے گناہوں کا پورا بوجھ کندھوں پر لاد کر واپس جاتے ہیں۔

یہ شعر حج کے روحانی مقصد کی گہری تعبیر ہے۔ قرآنِ کریم میں فرمایا گیا:

لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ (الفتح-2)

"تا کہ اللہ تمہارے اگلے پچھلے گناہ معاف فرما دے۔"

اور حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا

من حج فلم يرفث ولم يفسق رجع كيوم ولدته امه

(بخاری و مسلم)

"جو شخص حج میں بے حیائی اور گناہ سے بچے، وہ ایسے پاک لوٹتا ہے جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔"

آپ کا پیغام یہ ہے کہ حج محض ظاہری طواف نہیں بلکہ باطنی توبہ و تطہیر کا سفر ہے۔

جو شخص دل سے جھکے، گناہوں پر نادم ہو وہ مغفرت پاتا ہے۔ اور جو بے نیازی، غفلت اور فریب کے ساتھ آئے وہ مزید اندھیرا اپنے دل میں بھر کر جاتا ہے۔

اصل کلامِ حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

قسمت والے اتھے آ کے دل دے زنگ اتارن
تے بدقسمت آ کے اتھے برے وچار وچارن

ترجمہ: خوش بخت لوگ یہاں آ کر اپنے دلوں کے زنگ صاف کرتے ہیں اور بدنصیب یہاں آ کر بھی برے خیالات میں مبتلا رہتے ہیں۔

یہاں "دل دے زنگ" سے مراد روحانی زنگ آلودگی ہے یعنی حسد، کینہ، غرور، حرص اور ریا۔ قرآن میں ہے:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا (الشمس-10-9)

"کامیاب ہوا وہ جس نے اپنے نفس کو پاک کیا اور ناکام ہوا وہ جس نے اسے آلودہ کیا۔"

اور حدیث میں ہے:

إن فی الجسد مضغة إذا صلحت صلح الجسد كله وإذا
فسدت فسد الجسد كله الا وهی القلب (بخاری)

"بدن میں ایک ٹکڑا گوشت کا ہے، اگر وہ درست ہو جائے تو
پورا بدن درست ہو جاتا ہے وہ دل ہے۔"

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حج کا اصل مقصد دل کا زنگ مٹانا ہے، لیکن بدقسمت لوگ یہاں بھی ریا، دکھاوا، برتری، یا دنیاداری کے فریب میں گرفتار رہتے ہیں۔

اصل کلامِ حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

قسمت والے حاصل کردے اتھوں نور عرفانی
تے بدقسمت تندے اتھے دھوکیاں سندی تانی

ترجمہ: خوش قسمت لوگ یہاں سے معرفتِ الٰہی کا نور حاصل کرتے ہیں اور بدقسمت یہاں بھی دھوکے اور ریاکاری کے جال بُننے میں لگے رہتے ہیں۔

یہ شعر معرفتِ الٰہی اور باطنی نور کے مضمون کو اجاگر کرتا ہے۔ قرآن کریم میں فرمایا گیا:

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (النور-35)

"اللہ زمین و آسمانوں کا نور ہے۔"

اور ایک اور مقام پر فرمایا:

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ (الانعام-125)

"جسے اللہ ہدایت دینا چاہتا ہے، اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے۔"

عرفانِ الٰہی کا نور صرف ان دلوں کو ملتا ہے جو اخلاص اور محبت سے بھرے ہوں۔ جبکہ بدقسمت لوگ اسی نور سے محروم رہتے ہیں وہ حج کو بھی دنیاوی دکھاوا یا تجارت کا ذریعہ بنا لیتے ہیں۔

حضرت پیر سید ابوالکمال برقؔ قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کلام ہمیں یاد دلاتا ہے کہ:

1. حج دلوں کے زنگ دور کرنے کا موقع ہے ظاہری نہیں، باطنی طہارت کا۔
2. اخلاص و توبہ والے بخشش پاتے ہیں اور ریاکار لوگ مزید غفلت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔
3. حرم میں نیت کا امتحان ہوتا ہے جس کا دل پاک، اس کا حج مقبول۔
4. نورِ عرفان انہی کو ملتا ہے جو خالص عبدیت کے ساتھ اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں۔

حدیثِ نبوی ﷺ:

الحج المبرور لیس له جزاء إلا الجنة (بخاری و مسلم)

"مقبول حج کا بدلہ جنت کے سوا کچھ نہیں۔"

آپ رحمۃ اللہ علیہ دراصل یہ بتانا چاہتے ہیں کہ حرمِ مکہ وہ آئینہ ہے جس میں ہر شخص اپنا چہرہ دیکھتا ہے جو پاک دل ہے، اسے نورِ حق نظر آتا ہے اور جو غافل ہے، اسے صرف دھول اور ہجوم نظر آتا ہے۔

کلام قطب الارشاد سید ابوالکمال برقؔ قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

بعضے الو پیری اپنی اتھے آ چمکاندے
سادہ لوح غریباں تائیں اندر جال پھساندے
کملی والے دے گھر آ کے کپڑے دھوکے کردے
مارن دم مشیخیت دے رب تھیں مول نہ ڈردے

نور ایمانوں کورے مورکھ مت نفس دی ماری
دنیا تائیں لٹن کارن بیٹھے جال کھلاری
ایہ مکار حرص دے پتلے تے ہین شیطانی چیلے
نفس برے دی خاطر انہاں کتنے پاپڑ بیلے
ایس مقدس جا وچہ انہاں داغ نہ دل دے دھوتے
مکے دے وچہ آ کے وی رہے کھوتے دے کھوتے
رب کریم بچاوے اس تھیں ایہ ٹھگاں دی ٹولی
ہتھ وچہ تسبیح سر تے ٹوپی ٹردے ہولی ہولی
جلیاں مارن پھساون دنیا اندر نہیں تجلیاں
گھر گھر دے وچہ دھوکے بازاں ٹیماں اپنیاں گھلیاں

ترجمہ: کچھ لوگ اپنی جھوٹی پیری کو چمکانے کے لیے مکہ مکرمہ پہنچتے ہیں، وہ سادہ دل حاجیوں کو اپنے جال میں پھنسانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ کے محبوب ﷺ کے گھر میں آ کر بھی وہ دھوکے کرتے ہیں اور مشیخیت (جعلی پیری) کے نام پر دم مارتے ہیں مگر خدا سے نہیں ڈرتے۔ یہ حرص و ہوس کے پجاری اپنے نفس کے غلام ہیں، دنیا کمانے کے لیے دین کے نام پر جال بچھاتے ہیں۔ یہ مکار شیطان کے چیلے ہیں اور اپنی طمع کی خاطر نت نئے فریب کے طریقے اختیار کرتے ہیں۔ اتنی مقدس سرزمین میں آ کر بھی ان کے دل پاک نہیں ہوتے، مکہ میں آ کر بھی وہ اندر سے ویسے ہی کھوٹے کے کھوٹے رہتے ہیں۔ اللہ کریم ہمیں اس فریب کار جماعت سے محفوظ رکھے، جو تسبیح ہاتھ میں، ٹوپی سر پر رکھ کر نفاق

کے راستے پر چلتی ہے۔ یہ لوگ لوگوں کو جھوٹے کرشمے دکھا کر بہکاتے ہیں اور گھروں گھروں میں اپنی دھوکے باز تنظیمیں چلاتے ہیں۔

جھوٹی پیری اور ریاکاری کا فتنہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ o الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ o
الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ (الماعون: 4-6)

"تباہی ہے ان نمازیوں کے لیے جو دکھاوے کے لیے عبادت کرتے ہیں۔"

حضرت برق نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ انہی ریاکار پیروں پر تنبیہ فرما رہے ہیں جو ظاہری عبادت کا لبادہ اوڑھ کر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔

سادہ دلوں کو جال میں پھسانا شدید گناہ

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا (صحیح مسلم)

"جو ہمیں دھوکہ دے، وہ ہم میں سے نہیں۔"

سادہ عوام کو پیری مریدی کے جال میں پھنسانا اور ان سے دولت بٹورنا، دین کے نام پر تجارت ہے جسے قرآن نے "بیع الآخرۃ بالدنیا" کہا یعنی آخرت کو دنیا کے بدلے بیچ دینا۔

نفس و حرص کے غلام

قرآن مجید فرماتا ہے:

اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ (الفرقان-43)

"کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہش کو ہی اپنا

معبود بنالیا؟"

یہ آیت ان جعلی پیروں پر صادق آتی ہے جو روحانیت نہیں بلکہ حرص و دنیا کے اسیر بن جاتے ہیں۔

مکہ کی حرمت میں بھی دل نہ بدلا

حج اور مکہ معظمہ کا مقصد تزکیہ نفس ہے، مگر جن کے دل حرص و نفس کے قیدی ہوں، وہ وہاں جا کر بھی صاف نہیں ہوتے۔ قرآن فرماتا ہے:

اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ (المائدہ-27)

"اللہ صرف پرہیزگاروں سے قبول فرماتا ہے۔"

دھوکہ بازوں کی شکل میں شیطانی لشکر

یہ وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں حدیث میں آیا:

سیاتی فی آخر الزمان رجالٌ یلبسون الصوف علی قلوب الذئاب (کنز العمال)

"آخری زمانے میں کچھ لوگ ہوں گے جو صوف کا لباس پہنیں گے مگر دل بھیڑیوں کے ہوں گے۔"

یہ وہی طبقہ ہے جس سے حضرت برقؔ نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ نے امت کو خبردار فرمایا کہ حج اور زیارت جیسے پاک اعمال کو بھی تجارت نہ بناؤ۔

دین کے نام پر کاروبار

آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ "ہتھ وچہ تسبیح، سر تے ٹوپی" رکھ کر چلتے ہیں، یعنی ظاہر میں بزرگ مگر باطن میں دنیا پرست۔ قرآن نے ایسے لوگوں کو "منافقین" کہا جو ایمان کا دعویٰ تو کرتے ہیں مگر عمل ان کے قول کے خلاف ہوتا ہے۔

دعا:

رب کریم بچاوے اس تھیں ایہ ٹھگاں دی ٹولی

یہ دراصل ایک استغاثہ ہے کہ اے اللہ! اپنے بندوں کو ان جعلی صوفیوں، دنیادار پیروں اور مکار مدعیانِ ولایت سے محفوظ فرما۔

حضرت برقؔ نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کلام امتِ مسلمہ کے لیے آئینہ ہے۔

انہوں نے بتایا کہ: روحانیت دل کی صفائی سے حاصل ہوتی ہے، نہ کہ ظاہری نمود سے۔ حج، عمرہ اور زیارت، جب ہی مقبول ہیں جب نیت خالص ہو۔ دین کے نام پر تجارت اور دھوکہ، سب سے بڑا نفاق ہے۔

کلام قطب الارشاد سید ابوالکمال برقؔ قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

بس قلمیں ہن رک جا اتھے نہ کر طول لکھایاں
سننے والے تنگ ہوون گے نہ کر مغز کھپایاں
مکہ شہر مقدس خطہ بستیاں وچہ لاثانی
نہ کر نکتہ چینی اس تے چھڈ طویل کہانی
مکہ پاک مقدس خطہ صفت نہ کیتی جائے
نور و نور تمامی دھرتی دن دن شان سوائے
ایس پاکیزہ بستی دیاں ممکن نہ توصیفاں
آپ خدا نے اس وادی دیاں کیتیاں نے تعریفاں
ایہ اوہ بستی رحمت رب دی جس تے پایا گھیرا
ایہ اوہ بستی سارے جگ توں جس دا شان اچیرا

ترجمہ: اب اے قلم! بس کر اور مزید طول نہ دے اس بیان کو، سننے والے تھک جائیں گے، اس لئے اب خاموشی اختیار کر۔ مکہ معظمہ ایک ایسا مقدس شہر ہے جو تمام بستیوں سے اعلیٰ ہے، اس کے بارے میں نکتہ چینی یا بحث مناسب نہیں اس کی حقیقت الفاظ سے ماورا ہے۔

یہ پاک سرزمین سراسر نور ہے، جس کی عظمت دن بدن بڑھتی ہے اور جس کی برکت ہر لمحہ عیاں ہے۔ اس بستی کی تعریف ممکن نہیں، کیونکہ خود اللہ نے اس وادی (مکہ) کی تعریف قرآن میں فرمائی ہے۔ یہ وہی وادیِ رحمت ہے جسے رب تعالیٰ نے اپنی خاص پناہ میں لیا اور جو تمام جہانوں سے افضل و ارفع قرار دی گئی۔

ادبِ بیان خاموشی بھی عبادت

حضرت برقؔ نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

بس قلمیں ہن رک جا اتھے نہ کر طول لکھایاں

یعنی جب مکہ کی شان بیان کی جائے، تو انسان کو احساس ہونا چاہیے کہ زبان اور قلم دونوں عاجز ہیں۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا:

وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ (الحج-32)

"جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے، تو یہ دل کے تقویٰ کی علامت ہے۔"

لہٰذا، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تحریر کو یہیں روک کر ادبِ حرمِ الٰہی کا درس دیا کہ جہاں اللہ کی تجلیات ہوں، وہاں الفاظ خاموش ہو جاتے ہیں۔

مکہ معظمہ بستیوں میں لاثانی

قرآن میں اللہ تعالیٰ نے مکہ کو "امّ القریٰ" فرمایا:

وَ هٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَ لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى (الانعام-92)

"اور یہ کتاب ہم نے اتاری جو برکت والی ہے، تاکہ تم مکہ (امّ القریٰ) کو اور اس کے ارد گرد والوں کو ڈراؤ۔"

یعنی مکہ وہ مرکزی شہر ہے جس سے نورِ ہدایت ساری دنیا میں پھیلا۔ حضرت قبلہ برق رحمۃ اللہ علیہ سرکار نے اسی قرآنی مفہوم کو اپنے مصرعے میں سمو دیا

مکہ شہر مقدس خطہ بستیاں وچہ لاثانی

حرمت وتقدیس مکہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ (البلد-1)

"میں قسم کھاتا ہوں اس شہر (مکہ) کی!"

جب خالق کائنات خود اس شہر کی قسم کھائے تو اس کی عظمت بیان سے باہر ہو جاتی ہے۔ اسی لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

مکہ پاک مقدس خطہ صفت نہ کیتی جائے

نور و نور تمامی تجلیاتِ ربانی

مکہ مکرمہ وہ مقام ہے جہاں سب سے پہلی عبادت گاہ (کعبہ) تعمیر ہوئی:

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا (آل عمران-96)

جہاں اللہ کی تجلیات اتریں۔ جہاں محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے۔ اس لیے حضرت برق نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

نور و نور تمامی دھرتی دن دن شان سوائے

یعنی یہ زمین ظاہراً خاک ہے، مگر باطناً تجلیاتِ الٰہی سے منور۔

خدا کی اپنی تعریفِ مکہ

ایس پاکیزہ بستی دیاں مکن نہ توصیفاں
آپ خدا نے اس وادی دیاں کیتیاں نے تعریفاں

یہ آیت اسی مضمون کی تائید کرتی ہے:

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ○ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ○ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ (التین-3-1)

"قسم ہے انجیر، زیتون، طورِ سینا اور اس امن والے شہر (مکہ) کی۔"

یعنی مکہ وہ شہر ہے جسے خود رب نے "البلد الامین" کہا امن کا شہر۔

مکہ مرکزِ رحمت و پنا

ایہ اوہ بستی رحمت رب دی جس تے پایا گھیرا

قرآن میں اللہ نے فرمایا:

وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا (آل عمران-97)

"جو اس (کعبہ) میں داخل ہوا وہ امن میں آ گیا۔"

حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی آیت کا ترجمہ روحانی زبان میں کیا کہ یہ بستی وہ پناہ گاہِ الٰہی ہے جہاں اللہ کی رحمت نے اپنا گھیرا ڈال رکھا ہے۔

تمام بستیوں سے افضل

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

واللہ إنك لخير ارض الله، واحب ارض الله إلى الله (ترمذی)

"اللہ کی قسم! تُو (اے مکہ) اللہ کی سب سے اچھی اور محبوب ترین زمین ہے۔"

اسی حدیث کے مطابق حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

ایہ اوہ بستی سارے جگ توں جس دا شان اچیرا

یعنی مکہ مکرمہ ساری دنیا کی بستیوں میں سب سے اعلیٰ و برتر ہے۔ حضرت برقؔ قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ اس مقام پر ہمیں تین بنیادی سبق دیتے ہیں

1. ادبِ قلم و زبان

جب اللہ اور اس کے حرم کا ذکر آئے تو خاموشی بھی عبادت بن جاتی ہے۔

2. حرم کی برتری کا اعتراف

مکہ تمام زمینوں پر فوقیت رکھتا ہے، کیونکہ یہ نورِ توحید کا مرکز اور رحمتِ محمدی ﷺ کا محلِ نزول ہے۔

3. باطنی تربیت کا پیغام

اہلِ تصوف کے نزدیک "حرمِ مکہ" صرف ایک جغرافیائی مقام نہیں، بلکہ دلِ مومن بھی حرم ہے۔ جس دل میں ذکرِ الٰہی جاری ہو، وہی "بلدِ امین" بن جاتا ہے۔

کلامِ حضرت سید ابوالکمال برقؔ نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

ایہ اوہ بستی جس دے اتے خاص حضوری پنجہ
اس بستی وچہ سرور عالم سال رہے ترونجہ
ایہ اوہ بستی ظاہر ہویا جتھوں نور ربانی
ایہ اوہ بستی جس دے حق وچہ آیاتاں قرآنی
ایہ اوہ بستی جس دے ذرے ذکر خداوند دا کردے

ایہ اوہ بستی جس وچہ آ کے کھلن دل دے پردے
ایہ اوہ بستی جس دے اندر سب پاکیزہ جائیں
مسجد جن تے مسجد شجرہ مسجد غنم اتھائیں
اس بستی وچہ خانہ کعبہ قبلہ جن انساناں
ایہ اوہ بستی جتھوں گونجیاں حق دیاں آذاناں
ایہ اوہ بستی جتھوں نکلیاں حق دیا آوازاں
اسے بستی ول منہ کر کے پڑھدے لوک نمازاں

ترجمہ: یہ وہ بستی ہے جس پر اللہ تعالیٰ کی خاص حضوری اور نظرِ رحمت ہے اور یہی وہ بستی ہے جہاں سرورِ کائنات ﷺ نے ترپن سال قیام فرمایا۔ یہ وہی جگہ ہے جہاں سے نورِ ربانی ظاہر ہوا اور جس کے بارے میں خود قرآنِ کریم میں آیات نازل ہوئیں۔ یہ وہ بستی ہے جس کا ہر ذرہ اللہ کا ذکر کرتا ہے اور جہاں پہنچ کر دلوں کے پردے ہٹ جاتے ہیں۔ یہ وہ بستی ہے جہاں پاکیزہ مساجد واقع ہیں مسجد جن، مسجد شجرہ اور مسجد غنم۔ اسی بستی میں خانۂ کعبہ ہے، جو تمام انسانوں کا قبلہ ہے، یہی وہ بستی ہے جہاں سے حق کی اذانیں گونجتی رہتی ہیں۔ یہ وہ مقام ہے جہاں سے اللہ کی آواز یعنی وحیِ الٰہی نازل ہوئی اور اسی بستی کی طرف منہ کر کے تمام مسلمان نماز پڑھتے ہیں۔

مکہ پر "خاص حضوری پنجہ" ربانی قرب

ایہ اوہ بستی جس دے اتے خاص حضوری پنجہ

یہاں "حضوری پنجہ" سے مراد ہے اللہ تعالیٰ کی خاص تجلی، قرب اور

حفاظت۔

قرآن مجید میں اللہ نے خود فرمایا:

وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍ ۢ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ (الحج-25)

"جو اس (حرم) میں ظلم یا بے ادبی کا ارادہ کرے، ہم اسے دردناک عذاب چکھائیں گے۔"

یہ آیت بتاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ کو اپنی خاص حضوری میں رکھا ہے اس کا ایک معنیٰ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ "پنجہ حضوری" یعنی پانچ تن پاک کی تجلیات کا مرکز بھی ہے، جن کی روحانی برکت سے یہ وادی رحمتوں سے معمور ہے۔

سرورِ کائنات ﷺ کا قیام مکہ میں

اس بستی وچہ سرور عالم سال رہے ترونجہ

یہ اشارہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مکہ مکرمہ میں ترپن سال قیام فرمایا چالیس سال قبل بعثت اور تیرہ سال بعدِ بعثت مکہ میں تبلیغ فرمائی۔

حدیث شریف میں آتا ہے:

إنی لاعلم انك خير ارض الله واحب ارض الله إلى الله
ولولا انی اخرجت منك ما خرجت (ترمذی)

"اے مکہ! تو اللہ کی سب سے پیاری زمین ہے، اگر تیرے لوگ مجھے نہ نکالتے تو میں کبھی نہ جاتا۔"

یعنی حضور ﷺ کا مکہ سے روحانی تعلق ابدی ہے۔

نورِ ربانی کا ظہور

ایہ اوہ بستی ظاہر ہویا جتھوں نور ربانی

یہ وہ مقام ہے جہاں نورِ محمدی ﷺ ظاہری صورت میں ظاہر ہوا، قرآن

نے اسی حقیقت کو ان الفاظ میں بیان کیا:

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ (المائدہ-15)

"بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور (محمد ﷺ) اور روشن کتاب (قرآن) آ گئی۔"

یعنی مکہ وہ مرکز ہے جہاں سے نورِ توحید و رسالت دنیا میں پھیلا۔

قرآن میں مکہ کی تعریف

ایہ اوہ بستی جس دے حق وچہ آیاتاں قرآنی

قرآنِ کریم کی متعدد آیات مکہ کے فضائل پر نازل ہوئیں:

وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ (التین-3)

وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ (الحج-29)

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا (آل عمران-96)

یعنی یہ وہ سرزمین ہے جس کی تعریف براہِ راست اللہ نے کی۔

ذرے ذرے میں ذکرِ خدا

ایہ اوہ بستی جس دے ذرے ذرے ذکر خداوندا کردے

یہ صوفیانہ حقیقت ہے کہ جہاں ذکرِ حق کی کثرت ہو، وہاں ہر ذرہ ذاکر بن جاتا ہے۔ حرمِ مکہ میں مسلسل تلاوت، طواف، نماز اور دعا ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس بستی کے ذرے بھی "سبحان اللہ" کہتے ہیں۔

دل کے پردے کھلنا روحانی تجلی

ایہ اوہ بستی جس وچہ آ کے کھلن دل دے پردے

حدیثِ نبوی ﷺ:

من حج فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدته امه (بخاری)

"جو حج کرے اور گناہ و فسق سے بچے تو وہ ایسے پاک ہو کر لوٹے جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔"

یعنی مکہ مکرمہ میں روح کی تطہیر اور دل کے پردے اٹھنا لازمی نتیجہ ہے۔

پاکیزہ مقامات تاریخی وضاحت

مسجد جن تے مسجد شجرہ مسجد غنم اتھائیں

یہ تین تاریخی مساجد مکہ کے روحانی ورثے کا حصہ ہیں:

مسجدِ جنّ: جہاں نبی ﷺ نے جنوں کو قرآن سنایا۔ (سورہ الجن، آیت 21)

مسجدِ شجرہ: جہاں درخت حضور ﷺ کی طرف جھک گیا۔

مسجدِ غنم: جہاں آپ ﷺ نے بکریوں کے ریوڑ کے پاس تبلیغ فرمائی۔

حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ ان مساجد کے ذکر سے بتاتے ہیں کہ مکہ صرف عبادت کا مقام نہیں، بلکہ تجلیاتِ نبوت کا گواہ ہے۔

خانہ کعبہ مرکزِ توحید

اس بستی وچہ خانہ کعبہ قبلہ جن انساناں

یہ آیت عین اسی حقیقت کو ظاہر کرتی ہے:

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (البقرہ-144)

"اپنا رخ مسجدِ حرام کی طرف کرلو۔"

یعنی خانہ کعبہ وہ مرکز ہے جس کی طرف تمام اہلِ ایمان نماز میں رُخ کرتے ہیں۔

اذانِ حق اور وحیِ الٰہی

ایہ اوہ بستی جتھوں گونجیاں حق دیاں آذاناں

ایہ اوہ بستی جتھوں نکلیاں حق دیا آوازاں

اذان کی اصل دعوتِ حق ہے یہی مکہ کی بستی ہے جہاں سے "اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه" کی صدائیں بلند ہوئیں اور جہاں سے وحیِ الٰہی نے انسانیت کے قلوب منور کیے۔

قبلہ رو امت اتحادِ امت کا مرکز

اسے بستی ول منہ کر کے پڑھدے لوک نمازاں

قرآن مجید میں فرمایا گیا:

وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

(البقرہ-149)

"اور جہاں سے بھی نکلے، اپنا رخ مسجدِ حرام کی طرف کر۔"

یعنی مکہ مکرمہ صرف جغرافیائی مرکز نہیں بلکہ روحانی مرکزِ اتحادِ امت ہے۔

1. مکہ مکرمہ وہ مقام ہے جہاں نورِ توحید اور نورِ نبوت اکٹھے جلوہ گر ہوئے۔
2. یہ شہر وہ دربارِ الٰہی ہے جہاں ہر ذرہ "اللہ" کہتا ہے۔
3. یہاں پہنچنے والے کے دل کے پردے ہٹ جاتے ہیں اور اس پر حق کی تجلی نازل ہوتی ہے۔
4. یہ بستی صرف زمین کا حصہ نہیں یہ قلبِ روحانیت ہے، جہاں سے ایمان کی خوشبو پھیلتی ہے۔

مکہ مکرمہ مرکزِ نور و وحی

حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اس بستی وچہ رب سچے نے سورت علق اتاری
اتھے ہی جبرائیل فرشتہ آیا پہلی واری

یہ وہ بستی (مکہ مکرمہ) ہے جہاں سب سے پہلی وحی نازل ہوئی: اِقْرَاْ

بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ (العلق:1) یہ وہ لمحہ تھا جب نبوت کا آغاز ہوا اور انسانی تاریخ میں نورِ ہدایت کا باب کھلا۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ (العلق:1)

"پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔"

یہ اعلان صرف علم کا نہیں بلکہ روحانی بیداری کا آغاز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کو اپنی وحی کی ابتدا کے لیے منتخب فرمایا یعنی زمین کی سب سے پہلی روشنی، مکہ کے غارِ حراء سے پھوٹی ہے۔

نزولِ وحی اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کی آمد

اتھے ہی جبرائیل فرشتہ آیا پہلی واری

یہ مکہ وہ سرزمین ہے جہاں جبریل امین علیہ السلام پہلی بار نبی اکرم ﷺ کے سامنے آئے۔

حدیث: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

اول ما بُدِئَ بِهِ رسولُ الله ﷺ من الوحی الرؤیا الصالحه فی النوم... ثم جائه الحق وهو فی غار حراء. (صحیح بخاری)

"نبی ﷺ پر وحی کا آغاز خوابِ صالحہ سے ہوا، پھر غارِ حراء میں جبریل علیہ السلام نازل ہوئے۔"

یہ اس بات کی علامت ہے کہ مکہ وہ جگہ ہے جہاں زمین و آسمان کا پہلا رابطہ براہِ راست وحی کے ذریعے قائم ہوا۔

معجزہ شق القمر نبوت کی نشانی

اس بستی وچہ پاک نبی نے چن کیتا دو ٹوٹے
پر ایمان نہ آندا انہاں جو سن نیتوں کھوٹے

یہ مکہ ہی ہے جہاں نبی کریم ﷺ کے معجزے سے چاند دو حصوں میں شق ہوا۔ لیکن کفارِ مکہ نے اپنی ضد اور کج فکری کی وجہ سے ایمان نہ لایا۔

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ (القمر-1)

"قیامت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا۔"

حدیث: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

"چاند دو ٹکڑے ہوا، نبی ﷺ نے فرمایا: گواہ رہو۔" (بخاری و مسلم)

یہ واقعہ ظاہر کرتا ہے کہ مکہ کرامت و معجزہ کی گواہ بستی ہے، مگر ایمان تو نصیب والوں کے دل میں اُترتا ہے، ضد والوں کے دلوں پر نہیں۔

اعلانِ توحید اور نعرہ رسالت

نعرہ لاالہ دا گونجیا انہاں پہاڑاں
حق رسالت پاک نبی دی آکھ دتا بھگھیاڑاں

مکہ کے پہاڑوں میں "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کی صدا گونجی۔ یہ وہ پہاڑ ہیں جنہوں نے توحید کی آواز کو سنا اور رسالت کی گواہی دی۔

وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ (حٰمٓ سجدہ-21)

"پہاڑ، زمین اور اعضاء سب گواہ بنائے جائیں گے کیونکہ اللہ نے ہر چیز کو بولنے کی قدرت دی۔"

یہ اشارہ ہے کہ کائنات کے ذرے بھی نبی ﷺ کی رسالت کے معترف ہیں۔ پہاڑوں، پتھروں اور ہوا نے بھی توحید کا ورد کیا۔

زمین مکہ کی روحانی گواہی

اس دھرتی دیاں پتھراں جگ نوں کلمہ پڑھ کے دسیا
ایہ اوہ دھرتی جس دے اتے مینہ رحمت دا وسیا

مفہوم: مکہ مکرمہ کی خاک اور پتھر تک توحید و رسالت کی گواہی دیتے ہیں۔

یہ وہ زمین ہے جس پر اللہ کی رحمت بارش کی طرح برستی ہے۔

حدیث: رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: "اللہ کی قسم! تُو (مکہ) اللہ کی زمین میں سب سے بہتر اور محبوب ترین جگہ ہے، اگر تیری قوم مجھے نہ نکالتی تو میں کبھی نہ نکلتا۔" (ترمذی، نسائی)

یہ مکہ کی عظمتِ ابدی کا اعلان ہے یہ سرزمین صرف ایک شہر نہیں، بلکہ ربِ ذوالجلال کی تجلیات کا مرکز ہے۔

حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کلام دراصل اہلِ ایمان کو یاد دہانی ہے کہ مکہ مکرمہ محض جغرافیائی خطہ نہیں، بلکہ توحید، وحی، نبوت اور رحمت کا سرچشمہ ہے۔

یہ وہ مقام ہے جہاں: وحی اتری، فرشتہ جبریل علیہ السلام نازل ہوا، معجزہ شق القمر ظاہر ہوا، لا الہ الا اللہ کی صدائیں بلند ہوئیں اور کائنات کے ذرے ایمان کی شہادت دینے لگے۔ مکہ مکرمہ کی عظمت صرف تاریخ میں نہیں، بلکہ قرآن، حدیث اور ایمان کے ہر دل میں رچی بسی ہے۔

حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار ایک عارفِ کامل کے مشاہدے ہیں، جو اس شہرِ مقدس کی باطنی حقیقت کو ہمارے سامنے رکھتے ہیں۔

خدمتِ دین سید صفدر حسین شاہ اطہرؔ نوشاہی

باپ کی زبان سے بیٹے کی جدائی کا نوحہ حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ کا یہ حصہ اُن کے جگر گوشہ، سید صفدر حسین شاہ اطہرؔ نوشاہی برقی رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے درد

سے لبریز ہے۔ یہ الفاظ کسی شاعر کے نہیں، بلکہ ایک باپِ عارف کے ہیں، جس کا دل جدائی کے غم میں بھی تسلیم و رضا کے نور سے روشن ہے۔

اصل کلامِ حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

ایہ اوہ دھرتی دل میرے تے جس نے چوبھیاں خاراں
سیل کبیر وچالے میریاں لیاں لٹ بہاراں

ترجمہ: یہ وہ سرزمین ہے جس نے میرے دل میں غم کے کانٹے چبھو دیے، سیل کبیر کے مقام پر، میری بہاریں اجڑ گئیں۔

یہاں "سیل کبیر" فرانس کے قریب ایک مقام) وہ جگہ ہے، جہاں حضرت سید صفدر حسین شاہ اطہر نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت ایک حادثے میں ہوئی۔ حضرت برق رحمۃ اللہ علیہ اس زمین کو یاد کر کے فرماتے ہیں کہ وہ دھرتی ان کے دل کے زخموں کی گواہ بن گئی۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّآ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ (البقرہ-156)

"بے شک ہم اللہ کے ہیں اور اُسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔"

یہی ایمانِ تسلیم ہے جو ایک صوفی کے دل کو ضبط عطا کرتا ہے غم بھی عبادت بن جاتا ہے جب وہ رضائے الٰہی کے تابع ہو۔

غمِ فراق و ضبطِ عشق

اصل کلامِ حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

ایہ اوہ دھرتی جس میرے تے اگ غماں دی بالی
اس دھرتی نوں جاں جاں ویکھاں کھاوے طبع ابالی

ترجمہ: یہ وہ زمین ہے جس نے میرے دل پر غموں کی آگ بھڑکائی، جب جب میں اسے یاد کرتا ہوں، دل بے قرار ہو جاتا ہے۔

یہ جذبہ دراصل یعقوبی صبر کی یاد دلاتا ہے جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا:

يَآ أَسَفٰى عَلٰى يُوسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ (یوسف-84)

"ہائے افسوس یوسف پر! ان کی آنکھیں غم سے سفید ہو گئیں۔"

یہی حال حضرت برق رحمۃ اللہ علیہ کا ہے غم اتنا گہرا کہ ہر منظر اُنہیں شہزادہ صفدر رحمۃ اللہ علیہ کی یاد دلاتا ہے۔

دردِ دل کی زبان

کی لکھاں کجھ لکھ نہ سکاں درد اپنے دیاں باتاں
اس دھرتی نے ندی رہڑایاں میریاں سکھ دیاں باتاں

ترجمہ: میں کیا لکھوں، کیسے کہوں اپنے درد کی بات؟ اس زمین نے بہا دیے میرے سکون کے دریا۔

یہ فقرہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کی تفسیر ہے:

الحزنُ فی القلب لا یُکتَبُ فی الود

"دل کا غم کاغذ پر نہیں لکھا جا سکتا۔"

یہ وہ مقامِ درد ہے جہاں قلم رک جاتا ہے اور آنسو ہی زبان بن جاتے ہیں۔

فراقِ صفدر رحمۃ اللہ علیہ جدائی کا روحانی منظر

اس دھرتی نے کھسیا میں تھیں صفدر پت پیارا
پھر مڑ نظر نہ آیا مینوں ڈھونڈ رہیا جگ سارا

ترجمہ: اس زمین نے مجھ سے میرا پیارا بیٹا صفدر چھین لیا، پھر وہ نظر نہ آیا میں

نے اسے ساری دنیا میں ڈھونڈا۔

یہ فراق دنیوی نہیں، روحانی ہے۔حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے کو صرف کھویا نہیں، بلکہ رب کی راہ میں قربان ہوتے دیکھا۔

حدیث: رسول ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اپنے بچے کی موت پر صبر کرے، اللہ اسے جنت میں لے جائے گا۔" (ترمذی، ابن ماجہ)

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا (آل عمران-169)

"جو اللہ کی راہ میں مارے گئے انہیں مردہ نہ سمجھو، وہ زندہ ہیں۔"

تلاشِ محبت و خدمت کا سفر

جرمنی تے ہالینڈ وچالے گھر گھر جھاتی پائی
انگلستان عرب سب پھریا دس کسے نہ پائی

ترجمہ: میں نے جرمنی، ہالینڈ، انگلستان اور عرب تک ڈھونڈا، لیکن میرا صفدر کہیں نظر نہ آیا۔

تشریح: یہ تلاش ظاہری نہیں، بلکہ روحانی تلاشِ فیض ہے۔ یہاں اشارہ ہے کہ صفدر رحمۃ اللہ علیہ نے تبلیغ کے میدانوں میں اپنا وجود بکھیر دیا۔ ان کا فیض ان ممالک میں پھیل گیا مگر جسمانی دیدار ممکن نہ رہا۔

تبلیغی خدمات اور روحانی میراث

ہر گھر وچہ کیلنڈر ویکھے لگے نال دیواراں
پت میرے دی ایہ نشانی اندر انہاں دیاراں

ترجمہ: ہر گھر میں دیواروں پر جو کیلنڈر آویزاں ہیں، وہ میرے بیٹے کی یاد کی نشانی ہیں۔

یہاں حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ اپنے بیٹے کی دعوتی و تبلیغی خدمات کا ذکر کرتے ہیں: انہوں نے ورلڈ اسلامک مشن جرمنی کی بنیاد رکھی، ویسٹ گیٹ مسجد کی تعمیر کی مہم چلائی، اسلامی کیلنڈر اور دینی مواد گھروں میں پہنچایا۔ یہ "کیلنڈر" علامت ہے دین کے پیغام کی بقا کی۔

وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا (مریم-50)

"اور ہم نے ان کے لیے سچی ناموری ہمیشہ کے لیے قائم کر دی۔"

سید صفدر حسین شاہ اطہرؔ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات اسی لسانِ صدق کا تسلسل ہیں، وہ خود نہیں رہے، مگر اُن کی نیتوں کی خوشبو آج بھی یورپ میں پھیلی ہے۔

فراق سے فنا تک فنا سے بقا تک

یہ پورا کلام ایک روحانی مرثیہ ہے جہاں ظاہراً ایک باپ رو رہا ہے، مگر باطناً ایک عارفِ کامل شکر ادا کر رہا ہے۔ظاہراً غمِ شہادت ہے، باطناً تسلیمِ قضا و قدر، ظاہراً آنسو ہیں، باطناً فیض کی بقا ہے یہی وہ کیفیت ہے جسے قرآن یوں بیان کرتا ہے:

فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ (یوسف-18)

"پس خوب صبر ہی بہتر ہے اور اللہ ہی مددگار ہے۔"

حضرت سید ابوالکمال برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان میں صبرِ یعقوب، دل میں عشقِ ابراہیم آپ کے یہ اشعار ہمیں سکھاتے ہیں کہ صوفی کا غم بھی عبادت بن جاتا ہے، جب وہ رضا و شکر کے دامن میں لپٹا ہو۔ سید صفدر حسین شاہ اطہرؔ رحمۃ اللہ علیہ نے جن ملکوں میں اسلام کا پرچم بلند کیا وہ آج بھی اُن کی یاد کے نقوشِ نور سے روشن ہیں۔

کلام سید ابوالکمال برق نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

بس قلمیں ہن پرت پچھاہاں چھڈ قصے طولانی
مکن وچہ نہ ہر گز آوے لمی ایہ کہانی

ترجمہ: بس اب قلم کو روک دیتا ہوں، یہ قصے طویل ہو گئے، میرے دل میں اب اتنی گنجائش نہیں کہ یہ طویل داستان جاری رکھوں۔ یہ اشعار فقرانہ اختتام اور عجزِ قلم کی علامت ہیں۔قرآنِ کریم میں ارشاد ہے:

وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا (طٰہٰ-114)

"اور کہہ: اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرما۔"

یہاں "علم" صرف تحریری نہیں بلکہ باطنی شعور کا استعارہ ہے۔حضرت برق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اب یہ داستانِ درد اتنی وسیع ہے کہ قلم ساتھ نہیں دے رہا۔ یہی کیفیت عارفین کی "حیرتِ عشق" کہلاتی ہے جہاں بیان خاموش ہو جاتا ہے اور دل خود مناجات بن جاتا ہے۔

حدیث شریف میں آیا "جس نے اللہ کو پہچان لیا، اس کی زبان گنگ ہو گئی۔"

حضرت برق رحمۃ اللہ علیہ کے اس مصرع میں یہی "عجزِ عرفان" کا رنگ نمایاں ہے۔

اصل کلامِ حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

جنہاں تاہنگ ملن دی رکھی ملئے چل انہاں نوں
نال پیار سلام محبت ہن چا لکھ تنہاں نوں

ترجمہ: جن کے ساتھ ملاقات کا وعدہ ہے، ان سے ضرور ملا جائے اور ان سب کے لیے محبت، سلام اور خیر کی تحریر لکھ دی جائے۔

یہ شعر صوفیانہ رواداری، محبتِ عامہ اور اخوتِ انسانی کی تعلیم دیتا ہے۔

قرآن فرماتا ہے:

وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا (البقرہ-83)

"اور لوگوں سے بھلائی کی بات کہو۔"

ضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "تم اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے بھائی کے لیے وہی پسند نہ کرو جو اپنے لیے پسند کرتے ہو۔" (بخاری)

حضرت برق رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کلام اسی قرآنی اور نبوی تعلیم کا روحانی اظہار ہے یعنی محبت پھیلاؤ، صلح کے پیغام لو اور دلوں میں خیر خواہی رکھو۔

اصل کلامِ حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

نادر خان تے نذیر بیگم تے سائیں فضل الٰہی
اصغر اتے صدیق بشارت تے اجمل نوشاہی

ترجمہ: سائیں نادر خان نوشاہی برقی اور ان کی اہلیہ نذیر بیگم، سائیں فضل الٰہی، صوفی اصغر علی نوشاہی۔ برقی، صدیق، سید بشارت شاہ صاحب نوشاہی برقی اور اجمل نوشاہی برقی کو سلام پہنچے۔ یہاں حضرت برق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مخلص مریدین، خدام اور محبانِ سلسلہ نوشاہیہ کے نام محبت سے لیے۔ یہ طرز انبیاء و اولیاء کی سنت ہے کہ وہ اپنے متبعین کو انفرادی طور پر دعا دیتے تھے۔

قرآن میں آیا:

وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ (آل عمران-159)

"ان کے لیے مغفرت مانگو اور ان سے مشورہ کرو۔"

یہ حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی شفقت اور جماعتی تربیت کا مظہر ہے۔

ہر نام دراصل محبت و فیض کے ایک رشتے کی علامت ہے، جسے آپ نے یاد رکھا یہی "سلسلہ نوشاہیہ" کی تربیت کا خاص وصف ہے: وفا، یاد، دعا اور اخوت۔

اصل کلامِ حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

نرگس تے اقبال بیگم نوں تے سرداراں تائیں
ہور جع پچھن حال اساڈا تسلیمات بجائیں

ترجمہ: نرگس، اقبال بیگم اور سردار صاحبان تک میرا سلام پہنچاؤ اور جو اور لوگ ہمارا حال پوچھیں، ان سب کو میرا سلام و تسلیمات کہہ دینا۔

یہ شعر "سلامِ محبت" کا آفاقی پیغام ہے۔قرآن میں ارشاد ہے:

فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً (النور-61)

"جب گھروں میں جاؤ تو اپنے لوگوں کو اللہ کی طرف سے برکت والا سلام کہو۔"

اور حدیث شریف میں فرمایا گیا: "سلام کو عام کرو، صلہ رحمی کرو اور لوگوں کو کھانا کھلاؤ، جنت میں سلامتی سے داخل ہو جاؤ گے۔" (ترمذی)

حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ اندازِ بیان صرف رسمی سلام نہیں بلکہ دعا و خیرخواہی کا مظہر ہے یعنی جہاں میرا ذکر جائے، وہاں محبت، امن اور اخوت کا پیغام پہنچے۔

اصل کلامِ حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

پڑھنے سننے والے جھڑے مردم کیا نسائیں
سبھناں تائیں میری طرفوں کہیں سلام دعائیں

ترجمہ: جو مرد و عورت اس تحریر کو پڑھیں یا سنیں، ان سب کے لیے میری طرف

سے سلام اور دعائیں ہوں۔

یہ اختتامی شعر دراصل صوفیانہ رحمتِ عامہ کا اعلان ہے۔ یہی "رحمۃ للعالمین ﷺ" کے فیض کی جھلک ہے۔قرآن میں ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (الانبیاء-107)

حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کلام اسی روحانی نسبت سے ہے کہ جو بھی اس پیغام کو سنے یا پڑھے، وہ رحمت و دعا کا مستحق ٹھہرے۔ یہ دراصل "فیضانِ قلمِ ولایت" ہے جو ہر پڑھنے والے کے دل میں محبت اور خیر کا چراغ جلاتا ہے۔

یہ پورا اختتامی حصہ "انوارِ محبت وعفو" کا آئینہ ہے۔حضرت سید ابوالکمال برقؔ قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کلام کے اختتام پر تکلیف کے بعد تسلیم، غم کے بعد دعا اور فراق کے بعد سلام کا درس دیا۔ یہی صوفی کا مقامِ رضا ہے، جسے قرآن نے یوں بیان کیا:

يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِىْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً (الفجر-28-27)

کلام سید ابوالکمال برقؔ نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

مکے تھیں میں فارغ ہو کے آ گیا وچہ مدینے
لگی وا نبی دے گھر دی ٹھنڈ پئی وچہ سینے

ترجمہ: میں مکہ سے فارغ ہو کر جب مدینے پہنچا، تو حضور ﷺ کے گھر کی ٹھنڈک میرے سینے میں اتر گئی۔

یہ شعر عشقِ نبوی ﷺ کی اس کیفیت کو ظاہر کرتا ہے، جسے قرآن یوں بیان کرتا ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ

وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (النساء-64)

"اور اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے اور تیرے پاس آ جائیں،
پھر اللہ سے معافی مانگیں اور رسول بھی ان کے لیے استغفار
کرے، تو وہ اللہ کو توبہ قبول کرنے والا پائیں گے۔"

مدینہ منورہ میں پہنچنا دراصل رحمتِ مصطفیٰ ﷺ کی پناہ میں آنا ہے۔

حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کا "سینہ ٹھنڈا ہونا" دراصل سکینتِ ایمانی اور قربِ نبوی ﷺ کا مظہر ہے، جیسا کہ قرآن میں فرمایا گیا:

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ (الفتح: 4)

"وہی ہے جس نے مومنوں کے دلوں میں سکون نازل فرمایا۔"

اصل کلامِ حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

گنبد سبز نبی سرور دا تک تک اکھاں ٹھاراں
چم چم جالی روضے والی سجدے شکر گزاراں

ترجمہ: جب میں نے نبی کریم ﷺ کے سبز گنبد کو دیکھا تو آنکھوں کو قرار آ گیا، روضہ اقدس کی سنہری جالیوں کے سامنے میں نے شکر کے سجدے کیے۔

یہ منظر زیارتِ روضہ رسول ﷺ کا ہے جو ہر عاشقِ محمد ﷺ کے لیے سب سے بڑی سعادت ہے۔ حدیث شریف میں آیا: "جو شخص میری قبر کی زیارت کرے، اس پر میری شفاعت واجب ہوگئی۔" (ابن خزیمہ، بیہقی)

"اکھاں ٹھاراں" یعنی آنکھوں کو قرار آنا یہ وہی کیفیت ہے جسے حدیثِ نبوی میں فرمایا گیا:

وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلَاةِ

"میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی۔" (نسائی)

یہاں نماز کی ٹھنڈک دراصل حضور ﷺ کے دیدار سے حاصل ہونے والے روحانی اطمینان کی علامت ہے۔

حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کے "سجدے شکر گزاراں" دراصل وہی سنتی اظہارِ محبت ہے جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کرتے تھے، جب وہ رسولِ اکرم ﷺ کے دیدار سے مشرف ہوتے۔

اصل کلامِ حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

اٹھ اکتوبر روز جمعے دا ادھی رات وہانی
شہر مدینے تھیں خط لکھیا رکھیں یاد نشانی

ترجمہ: آٹھ اکتوبر، جمعے کی رات کے درمیان، میں نے مدینہ منورہ سے یہ خط بطورِ یادگار لکھا۔

یہ شعر واقعی تاریخی ریکارڈ ہے حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ نے 8 اکتوبر 1982ء، بروز جمعہ، مدینہ منورہ میں یہ روحانی خط تحریر فرمایا۔ یہ "یاد نشانی" دراصل ان کی قلبی کیفیت اور روحانی شہادت ہے کہ انہوں نے عشقِ رسول ﷺ کی حالت میں مدینہ سے اپنے سفرِ عشق کو قلم بند کیا۔

قرآن میں "یادگار تحریر" کا تصور یوں آیا ہے:

وَذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ (الذاریات-55)

"یاد دہانی کراؤ، بے شک یاد دہانی مومنوں کے لیے نفع بخش ہے۔"

یعنی ایسی روحانی تحریریں دراصل یادگارِ ایمان ہوتی ہیں۔

اصل کلامِ حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

چوداں سو تے دو ہجری نوں میں ایہ لکھیاں گلاں
طبع میری نے کاغذ اتے ماریاں تیز اچھلاں

ترجمہ: سن 1402 ہجری میں مَیں نے یہ باتیں لکھیں، میرے دل نے کاغذ پر جذبات کی تیز لہریں مار دیں۔

یہ بیان عشق و حال کی قوت کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ "اچھلاں" دراصل جوشِ محبتِ مصطفی ﷺ ہے، جو صوفی کے دل سے بے ساختہ پھوٹتا ہے۔ حدیث شریف میں آیا:

"جب ایمان کا نور دل میں داخل ہوتا ہے، تو دل کھل جاتا ہے۔" (مسند احمد)

حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کا دل بھی اسی نور سے معمور تھا، اسی لیے مدینہ منورہ میں قلم جذباتی سیلاب بن گیا۔

اصل کلامِ حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

سے کوہاں دیاں وتھاں پیاں غم دیاں کالیاں راتاں
آ کسے دن ملساں جے کر ہویا وچہ براتاں

ترجمہ: پہاڑوں کی چوٹیوں پر بھی غم کی کالی راتیں چھا گئیں، شاید کسی دن ملاقات ہو جائے اگر براتِ ازلی میں نصیب ہوا۔

یہ اشعار وصال و فراق کے درمیان تڑپ کی عکاسی کرتے ہیں۔ "براتاں" سے مراد آخرت میں روحانی ملاقات ہے۔ قرآن میں اہلِ ایمان کے بارے میں فرمایا گیا:

اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ تَطۡمَئِنُّ قُلُوۡبُہُمۡ بِذِکۡرِ اللّٰہِ (الرعد-28)

"وہ لوگ جن کے دل اللہ کے ذکر سے اطمینان پاتے ہیں۔"

یہاں آپ کا دل جدائی کے غم سے بوجھل ہے، لیکن اس کے اندر وصالِ ابدی کی امید زندہ ہے یہی "امیدِ دیدار" صوفیا کا سرمایہ ایمان ہے۔

اصل کلامِ حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

بس برقؔ لکھ طول نہ مولے موڑیں واگ پچھائیں
کلمہ پاک نبی دا پڑھ کے ختم کریں خط تائیں

ترجمہ: بس برقؔ، اب زیادہ نہ لکھ، قلم روک اور اس خط کو نبی پاک ﷺ کے کلمہ کے ساتھ ختم کر۔

یہ شعر "عجزِ بیان" اور "تسلیمِ عشق" کا مظہر ہے۔ جب روح عشق میں فنا ہو جائے تو زبان خاموش اور دل ذاکر بن جاتا ہے۔ اسی لیے آپ اپنے کلام کا اختتام کلمہ طیبہ پر کرتا ہے جو ایمان، محبت اور روحانی نجات کا مظہر ہے۔

حدیث شریف میں فرمایا گیا:

"جس کا آخری کلمہ لا الہ الا اللہ ہو، وہ جنت میں داخل ہو گا۔" (ابو داؤد)

حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کا "کلمہ پاک نبی دا پڑھ کے ختم کریں خط تائیں" درحقیقت عشق و ایمان کا خاتمہ بالخیر ہے۔

.تاریخی و روحانی اختتام

ازمحلات للعمری شاہین ہوٹل، مدینہ منورہ 8 اکتوبر 1982ء، بروز جمعہ

یہ تاریخی حوالہ حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کی حاضریِ مدینہ منورہ کا حتمی ثبوت ہے۔ "محلات للعمری" اس وقت مدینہ کے قدیم محلّات میں سے ایک تھا۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں عاشق صادق نے "مدینہ میں قیام" کے دوران اپنے قلم سے سلامِ عشق رقم کیا۔

جمعہ کا دن، 8 اکتوبر 1982ء یہ مبارک ساعت تھی، جسے اللہ نے ان کے ذکر اور عشقِ رسول ﷺ کی تحریر سے روشن فرمایا۔ قرآن میں جمعہ کے دن کے

متعلق فرمایا گیا:

فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ (الجمعه-9)

"اللہ کے ذکر کی طرف جلدی کرو۔"

اور مدینہ کا ذکر خود "ذکرِ خدا" ہے، کیونکہ، وہاں نورِ محمدی ﷺ کا فیضان جاری ہے۔

یہ عاشق کامل کا سفرنامہ عشق ہے، جہاں مکہ کا ادب، مدینہ کا عشق اور دل کی تڑپ یکجا ہوگئی ہے۔ حضرت سید ابوالکمال برقؔ قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ کا قلم ایک ایسی روحانی روداد بن گیا ہے جو ظاہر میں نظم اور باطن میں صلوٰۃ و زیارت، ذکر و نعت اور سلامِ حضور ﷺ ہے۔ یہی وہ "ادبِ زیارت" ہے جو تمام صوفیا نے اپنایا کہ مکہ میں بندگی اور مدینہ میں محبت مکمل ہوتی ہے۔

سفرِ عشق و ایمان مکہ سے مدینہ تک (تشریحاتِ برق رحمۃ اللہ علیہ)

مکہ مکرمہ کی فضیلت

اصل کلامِ حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

ایہ اوہ بستی جس دے اتے خاص حضوری پنجہ
اس بستی وچہ سرورِ عالم سال رہے ترونجہ
ایہ اوہ بستی ظاہر ہویا جتھوں نور ربانی
ایہ اوہ بستی جس دے حق وچہ آیاتاں قرآنی

ترجمہ: یہ وہی شہرِ مقدس ہے جس پر ربِّ کائنات کی خاص تجلیات نازل ہوئیں، یہ وہی بستی ہے جہاں نبی اکرم ﷺ نے ترسٹھ سال بسر فرمائے، یہ وہی شہر ہے جہاں سے نورِ الٰہی ظاہر ہوا اور جس کے بارے میں قرآنِ مجید کی کئی آیات نازل ہوئیں۔

قرآن:

وَھٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ (التین-3)

"قسم ہے اس امن والے شہر (مکہ) کی"

مکہ مکرمہ وہ مقام ہے جسے خود رب العزت نے اپنی قسم کے لائق ٹھہرایا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

واللہ إنكِ لاحب البلاد إلى الله، ولولا انی اُخرجت منكِ ما خرجت (ترمذی)

"اے مکہ! تو اللہ کے نزدیک سب سے محبوب زمین ہے، اگر تیرے لوگوں نے مجھے نہ نکالا ہوتا تو میں تجھے کبھی نہ چھوڑتا۔"

تاریخی و روحانی پہلو۔ یہ وہ بستی ہے جہاں کعبہ معظّمہ ہے، جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام و اسماعیل علیہ السلام نے توحید کی بنیاد رکھی، جہاں سے اسلام کی آفاقی دعوت اُٹھی اور جہاں ہر ذرہ ذکرِ خدا سے معمور ہے۔

وحیِ اوّل کا نزول

اصل کلامِ حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

اس بستی وچہ رب سچے نے سورت علق اتاری
اتھے ہی جبرائیل فرشتہ آیا پہلی واری
اس بستی وچہ پاک نبی نے چن کیتا دو ٹوٹے
پر ایمان نہ آندا انہاں جو سن نیتوں کھوٹے

ترجمہ: یہ وہی بستی ہے جہاں ربِ حقیقی نے سورۃ العلق نازل فرمائی، یہی وہ جگہ

ہے جہاں حضرت جبرائیل علیہ السلام پہلی بار وحی لے کر نازل ہوئے، یہیں نبی کریم ﷺ نے چاند کو دو ٹکڑے فرمایا، مگر وہ لوگ جن کے دلوں میں کھوٹ تھا ایمان نہ لائے۔

قرآن فرماتا ہے:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ (العلق: 1)

یہ وہ پہلی وحی ہے جو مکہ کی غارِ حرا میں نازل ہوئی۔ یہی مقامِ نبوت کی ابتدا ہے۔

حدیث (شق القمر):

انشق القمر علی عهد رسول الله ﷺ فرقتین (بخاری)

"نبی ﷺ کے زمانے میں چاند دو ٹکڑے ہوا۔"

یہ معجزہ مکہ مکرمہ کے قریب واقع "منیٰ" کے علاقے میں رونما ہوا، جس نے کفارِ قریش کے انکار کے باوجود حقانیتِ رسالت کو روشن کر دیا۔

آزمائش و صبر

اصل کلامِ حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

ایہ اوہ دھرتی دل میرے تے جس نے چوبھیاں خاراں
سیل کبیر وچالے میریاں لیاں لٹ بہاراں
ہر گھر وچہ کیلنڈر ویکھے لگے نال دیواراں
پت میرے دی ایہ نشانی اندر انہاں دیاراں

ترجمہ: یہ وہی زمین ہے جس نے میرے دل میں غم کے کانٹے چبھائے، سیل کبیر میں میری بہاریں چھن گئیں، جہاں میرے صفدر کا نور مجھ سے جدا ہوگیا، اب ہر یورپی دیوار پر میرا بیٹا ایک یاد کی طرح زندہ ہے۔

قرآن:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ (البقرہ-155)

"ہم تمہیں ضرور آزمائیں گے خوف، بھوک اور جانوں کے نقصان سے۔"

حدیث:

اِنَّ عِظَمَ الْجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلَاءِ" (ترمذی)

"بڑی آزمائش کے ساتھ بڑا اجر ہے۔"

یہ اشعار حضرتِ برقؔ رحمۃ اللہ علیہ سرکار کے باطنی غم، والدانہ درد اور صبرِ انبیائی کی ترجمانی کرتے ہیں۔

ان کے فرزند سید صفدر حسین شاہ اطہرؔ نوشاہی برقی شہید ہوئے، جنہوں نے یورپ میں ورلڈ اسلامک مشن جرمنی کی بنیاد رکھی اور تبلیغِ دین کے لیے مساجد کی تعمیر، کیلنڈر اور اسلامی پیغامات کے ذریعے اسلام کی روشنی پھیلائی۔

پیغامِ محبت و دعا

اصل کلامِ حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

بس قلمیں ہن پرت پچھاہاں چھڈ قصے طولانی
پڑھنے سننے والے جھڑے مردم کیا نسائیں
سبھناں تائیں میری طرفوں کہیں سلام دعائیں

ترجمہ و تشریح: اب میں اپنی تحریر کو یہیں روکتا ہوں، طویل کہانیوں سے ہٹ کر فقط محبت کا پیغام چھوڑتا ہوں۔ میں ان تمام دوستوں اور اہلِ محبت کو سلام پیش کرتا ہوں جو میرے احوال سنتے اور اس راہِ عشق میں شریک ہیں۔

قرآن:

وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا (البقرہ-83)

"اور لوگوں سے اچھے انداز میں بات کرو۔"

یہی حسنِ اخلاق حضرتِ برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے جھلکتا ہے۔

حدیث:

المؤمن من احب للناس ما یحب لنفسه

"مومن وہ ہے جو اپنے بھائی کے لیے وہی چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے۔"

مدینہ منورہ کی حاضری

اصل کلامِ حضرت سید ابوالکمال برق قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

مکے تھیں میں فارغ ہو کے آگیا وچہ مدینے
لگی وا نبی دے گھر دی ٹھنڈ پئی وچہ سینے
گنبد سبز نبی سرور دا تک تک اکھاں ٹھاراں
چم چم جالی روضے والی سجدے شکر گزاراں

ترجمہ: جب مکہ سے فراغت پائی تو مدینہ آیا، نبی ﷺ کے در کی ٹھنڈک دل میں اتر گئی، سبز گنبد دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں، روضہ رسول ﷺ کے سامنے سجدہ شکر بجا لایا۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ (التوبہ-128)

"تمہارے پاس ایک رسول آیا جو تم ہی میں سے ہے، تمہاری تکلیف اسے گراں گزرتی ہے۔"

یہ آیت مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی، جہاں رسولِ کریم ﷺ کا قلب مبارک امت کے غم میں دھڑکتا تھا۔

حدیث:

من زار قبری وجبت له شفاعتی

"جس نے میری قبر کی زیارت کی، اس پر میری شفاعت واجب ہو گئی۔" (بیہقی)

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے 8 اکتوبر 1982ء، بروز جمعہ مدینہ طیبہ میں یہ اشعار رقم کیے یہ مدینہ کی زیارت کے فیض سے لبریز روحانی نوشتہ ہے، جہاں عاشق رسول ﷺ نے کلمہ طیبہ پر اپنے سفر کا اختتام فرمایا:

کلمہ پاک نبی دا پڑھ کے ختم کریں خط تائیں

اختتامی تاثر

یہ پورا کلام ایک روحانی ڈائری ہے جس میں عشقِ رسول ﷺ، صبرِ ایوب علیہ السلام، توحیدِ ابراہیم علیہ السلام اور زیارتِ مدینہ کے روحانی جذبات یکجا ہیں۔

حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ سفرِ مقدس ہمیں یہ سبق دیتا ہے کہ:

"حج صرف طواف نہیں، بلکہ عشق کا ارتحال ہے جہاں دل مکہ میں جھکتا ہے اور روح مدینہ میں ٹھہرتی ہے۔"

نورِ عشق و فیضِ حق

دل ز نورِ الٰہی شد منور چو آفتاب
رحمتِ رب آشکارا، گشت در ہر باب
در سفرِ حج ہر قدم بود فیضِ دوست
کعبہ و طیبہ نمودند جلوہ اوج و اوست
طواف و سعی شد درسِ صبر و رضا
عرفات و منیٰ نمودند نشانہ تقویٰ
در خدمتِ مشائخ بود حکمت نہان
عبادت و ریاضت شد راہِ جانان
کوچہ ہای مکہ و طیبہ پر از نورِ فکر
ہر دلی در دعا دید جمالِ ذکر
گرمی و شلوغی نبود دردِ قرار
ہر ریگ و ہر سنگ گشت نشانِ کردگار
صفدرِ دین در فرنگ و جرمنی
پخش کرد نورِ توحید و روشنی

مسجد و مکتب ساخت، خدمت نمود
دین حق را در غرب، نو نمود
در مدینہ چون رسید، سبز گنبد دید
اشک و شکر و سجدہ، جان بہ عشق بوسید
ہر کہ آنجا دعا نمود، نور یافت
قلب از ظلمت پاک شد، نور شناخت
محرمَ شاہ گوید از دلِ آشنا
عشقِ الٰہی است بندگی را ماجرا
سفرِ حج است و برق از شوق می سوزد تمام
در رہِ یار است و دل در کعبہ دارد التیام
روضہ احمد چو دید، اشکِ دل شد نذرانہ
ہر نفس تسبیحِ عشق و ذکرِ حق شد پُر پیام
برق نوشاہی روان تا بیتِ حق شد عاشقانہ
در طوافِ کعبہ دید آن نورِ وجہِ جاودانہ
دل فروزان شد ز فیضِ دیدنِ آن حرم
گفت سبحان اللہ عشق از جانِ خود مستانہ

سفرِ حج اور فیضانِ عشق

چلا میں کعبہ کی جانب، نظر میں نورِ یقیں
دلوں کے قافلے جاگے، ہوا میں نُورِ حَسیں
قدم قدم پہ تجلی، نفس نفس میں سُرور
یہ حج نہیں، یہ تو دیدارِ دوست کا ہے ظہور
لبیک لبیک کی صداؤں سے فضا روشن
ہر ذرّہ بول اٹھا "سبحانکَ ربَّنا الحسن"
صفا و مروہ پہ دوڑی روحِ عاشق کی تلاش
زمزم کی بوند میں چھپا رازِ دید و فلاش
عرفات کی دھوپ میں جب دل نے سجود کیا
رحمت نے آکے گناہوں کو بھی وضو کیا
منیٰ میں خیمہ اُمید، دل مطمئن ہوا
شیطان پر کنکریاں پھینک کر یقین ہوا
قربان گاہ پہ جب ہاتھ کانپنے لگے
آواز آئی عشق کے معیار اب بنے

فیضانِ عشق

مدینہ کی گلیوں میں جب دل جھکانے گیا
خاکِ درِ نبی ﷺ کو دو جہاں پانے گیا

سلام عرض کیا، آنکھوں سے نُور برسا
لبوں پہ نعت تھی، دل میں حضور برسا

وہ در، جہاں سے ہر درد دوا پاتا ہے
وہ روضہ، جو جہانِ دل کو ضیا پاتا ہے

یہ عشقِ مصطفی ﷺ ہی تو زادِ راہ بنا
کہ جس نے دل کو جلا کر چراغِ حق بنا

فیضِ برقیؔ و نوشاہیؔ

یہ فیضِ برقیؔ و نوشہؔ ہے، جو ملا سفر میں
نقشِ حق دکھائی دیا، ہر گام و نظر میں

جنونِ عشق نے حج کو وصال کر دیا
طوافِ کعبہ کو دیدِ جمال کر دیا

قلم سے نکلے جو حرف، وہ ذکرِ دوست بنے
یہ "سفرِ حج" نہیں، قصّہ فیضانِ عشق بنے

محرمؔ نے لکھا جب یہ سفرِ نُور و سُرور
تو بجلی بن کے چمکا ہر لفظ کا نُور

یہ داستانِ حج ہے، مگر حقیقت میں
یہ راہِ عشقِ نبی ﷺ کا منشور ہے ضرور

سفرِ حج

رہِ کعبہ گرفتم با دلِ پر نورِ یقین
نسیمِ عشق وزید از دلِ مسرورِ حسین
قدم بہ قدم تجلّی، نفس بہ نفس حضور
نہ حج، بل تجدیدِ دیدارِ دوست و نور
لبّیک لبّیک، فضا پر از نغمہ عشق
ہر ذرّہ گفت: "سبحانک، یا خالق مشرق ومغربِ فَسح"
صفا و مروہ، مظہرِ جستجوی جان
زمزم، شرابِ عشق، در کوزہ ایمان
عرفات، سجدہ دل در شعاعِ آفتاب
رحمت فرو ریخت، زدود از دلِ خراب
منیٰ مقامِ رضا، قربانگاہِ جنون
سنگی زدم بر شیطان، شد یقین سکون
قربانِ عشق شدم، دل لرزید از صفا
ندا رسید کہ "قبول است، ای عاشق خدا"

فیضانِ عشق

مدینه، مدینه! خاکِ درت جنت است
هر ذرّه ات به نورِ احمد ﷺ روشن است

چو بوسه بر درِ محبوب زدم، روح تپید
قلم شکست، زبان برید، دل نالید

در کوچه های نبی ﷺ، دل شد بهارِ جان
در اشک و ذکر، یافتم نورِ جاودان

این عشقِ مصطفی ﷺ است، توشه رهِ من
که از حجاز رساند مرا به کویِ وطن

فیضانِ عشق و اتمامِ کتاب

الحمدُ للّه، تمام آمد این سفرِ نُور
دل شده غرق درِ بحرِ عشق و سرور
در هر ورقش تجلّیِ اسرارِ دل
در هرسطرش جمالِ نبی ﷺ درحضور
در کویِ کعبه زمزمه ذکر بود
تا عرش رسید ناله محرمَ پر شور
در عرفات اشک چو باران چکید
دل یافت صفا زِ فیضِ غفور
زمزم زِ لبش چو کوثر چکید
جان گشت منوّر زِ عشقِ طهور
قرآن و حدیث رهِ عشق نمود
تصوّف شد آئین دلِ پر سرور
محرمَ شده مست زِ جامِ وصال
کتابش چراغی زِ نُورِ حضور

بہ کوئِ یار رسیدم، مدینہ شد دلِ من،
درودِ برق شنیدم ز آسمانِ عشق و فن

میں محبوب کے کوچے تک پہنچا تو میرا دل مدینہ بن گیا اور برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کا درود عشق وفن کے آسمانوں سے سنا۔

حصہ سوم

نغمہ مدینہ

سلامِ عقیدت وعشقِ رسول ﷺ

(مدینہ منورہ میں آپکا منظوم سلام و اس کی شرح)

ترتیب وشرح

سید محمد محرم شاہ مظفرؔ نوشاہی

یہ حصہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں قطب الارشاد سید ابوالکمال برقؔ نوشاہی قدس سرہ العزیز کا وہ منظوم سلام ہے، جو عشق وحضور کے کیف میں ڈوبا ہوا ہے۔ اس میں نبیِ رحمت ﷺ کی تعریف، مدینہ کی فضیلت اور عاشق کی روحانی حاضری کا نقشِ جاوید محفوظ ہے۔

مدینے جا کے دل نے کہا یا رسولَ اللہ ﷺ،
یہی ہے منزلِ جاناں، یہی مقامِ نگاہ

سلامِ مدینہ نعت وشرحِ عقیدت

حضرتِ قطب الارشاد پیر سید ابوالکمال برقؔ قادری نوشاہی قدس سرہ العزیز نے یہ روحانی و وجدانی کلام 19 اکتوبر 1982ء مدینہ منورہ کی بابرکت فضاؤں میں تحریر فرمایا۔ یہ وہ لمحہ تھا جب عاشق کامل اپنے معشوقِ ازلی ﷺ کے روضہ اقدس کے روبرو عجز ومحبت سے سرشار ہو کر اپنی روح کے جذبات کو منظوم سلام کی صورت میں ڈھال رہا تھا۔

یہ سلام دراصل ایک روحانی مکاشفہ عشق ہے جس میں شاعرِ عارف نے مدینہ کی خاک، ہوا، پہاڑ، وادی اور ہر ذرے میں جلوہ رسول ﷺ کے فیضان کو محسوس کیا۔

بند 1: اے عرب دی سرزمیں

اے عرب دی سرزمیں، تیریاں بہاراں نوں سلام
تیرے میداناں، پہاڑاں، ریگزاراں نوں سلام

ترجمہ: اے مقدس عرب کی سرزمین! تجھ پر اور تیری بہاروں پر سلام ہو کہ تُو نے اُس ہستی کے قدموں کی خاک کو اپنی آغوش میں لیا جس کے دم سے کائنات کو وجود اور حیات ملی۔ تیرے میدانوں، پہاڑوں اور

ریگزاروں پر سلام ہو کہ ان سب نے اُس نبی رحمت ﷺ کے سایہ قدوم سے فیض پایا اور ہمیشہ کے لیے نورِ نبوت سے منور ہو گئے۔

عرب کی زمین کی فضیلت

قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَآ اُقۡسِمُ بِهٰذَا الۡبَلَدِ (البلد-1)

"میں قسم کھاتا ہوں اس شہر (مکہ) کی۔"

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ سرزمین عرب (بالخصوص حرمین) وہ خطہ ہے جسے خود ربِ ذوالجلال نے اپنی قسم کے لائق سمجھا۔ یہ وہی زمین ہے جس پر حضرتِ محمد ﷺ کے قدمِ مبارک پڑے اور جو ہمیشہ کے لیے تقدیس و نورانیت کا مرکز بن گئی۔ اسی طرح مدینہ طیبہ کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اللّٰهُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِينَةِ ضِعْفَيْ مَا جَعَلْتَ بِمَكَّةَ مِنَ الْبَرَكَةِ (صحیح بخاری)

"اے اللہ! مدینہ میں دوگنی برکت رکھ دے جتنی تُو نے مکہ میں رکھی ہے۔"

پس "عرب دی سرزمیں" سے مراد وہ مقدس خطہ ہے جسے اللہ نے دو جہانوں کے سردار ﷺ کی نسبت سینور و برکت کی دائمی امان بخشی۔

بہاروں پر سلام معنوی تفسیر

"تیریاں بہاراں نوں سلام"

بہار، تصوف میں تجلی جمالِ الٰہی کی علامت ہے۔ جس دل یا زمین پر نبی کریم ﷺ کا فیضان اترتا ہے، وہ بہارِ عشق سے سرسبز و خوشبو بار ہو جاتی ہے۔

قرآن کہتا ہے:

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ (المائدہ-15)

"بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور اور روشن کتاب آ چکی ہے۔"

یہاں "نور" سے مراد خود حضور ﷺ کی ذاتِ اقدس ہے۔ چنانچہ حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کا "بہاراں نوں سلام" کہنا درحقیقت اُس نورانی تجلی کو سلام کہنا ہے جو مدینہ کے ذرّے ذرّے سے پھوٹتی ہے۔

پہاڑ، میدان، ریگزار تجلیاتِ صفات

آپ نے فرمایا:

"تیرے میداناں، پہاڑاں، ریگزاراں نوں سلام"

یہ تینوں مظاہر قدرت تصوف میں تین مراتب سلوک کی علامت ہیں، میدان صوفیانہ طور پر وسعتِ صدر (شرحِ صدر) اور باطنی معنی میں قلبِ مومن کی کشادگی ہے، پہاڑ ثبات و یقین کی علامت اور باطنی معنی ایمان کی قوت کا دیتے ہیں، ریگزار سے مراد فنا و تسلیم ہے باطنی طور پر نفس کی خاکساری و انکسار ہے یعنی حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اے مدینہ! تیرے ہر ذرے میں معرفت کے اسرار پوشیدہ ہیں کہاں خاک ہے اور کہاں جلوہ ذاتِ حق!"

یہ وہی کیفیت ہے جسے قرآن نے یوں بیان فرمایا:

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ (الاحزاب-7)

"اور جب ہم نے نبیوں سے عہد لیا......"

یعنی اس سرزمین میں وہ عہدِ ازلی تازہ ہوتا ہے جہاں رسالت و نبوت کی امانت کا ظہور ہوا۔

مدینہ کی فضیلت

رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

المدینۃ خیرٌ لھم لو کانوا یعلمون (صحیح بخاری)

"مدینہ ان کے لیے بہتر ہے، اگر وہ جانتے!"

حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کے یہ اشعار اسی حدیث کا شعری اظہار ہیں کہ مدینہ کی مٹی، پہاڑ اور ہوائیں، سب نبیِ رحمت ﷺ کے وجود سے فیضیاب ہو کر خیر و برکت کا سرچشمہ بن گئیں۔

سلام کہنا سنتِ نبوی ﷺ ہے

حضور ﷺ نے فرمایا:

مَن سلَّم عليَّ عِندَ قَبری سَمِعتُهُ، ومَن سلَّم عليَّ مِن بعيدٍ بُلِّغتُهُ (ابوداؤد)

"جو شخص میری قبر کے پاس سلام کہتا ہے میں سنتا ہوں اور جو دور سے کہتا ہے، اس کا سلام مجھے پہنچا دیا جاتا ہے۔"

لہٰذا حضرت سید وبوالکمال برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کلام "سلامِ مدینہ" دراصل اسی سنتِ نبوی ﷺ کا تسلسل ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے روحانی حاضری کے ساتھ آقا ﷺ کی سرزمین کے ذروں کو سلام کیا۔

حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کے یہ اشعارِ عشقِ محمدی ﷺ کے تین بنیادی مدارج کو ظاہر کرتے ہیں:

سلامِ زمین

یہ مقامِ "مشاہدِ صفات" ہے جہاں عاشق ہر مخلوق میں نورِ مصطفوی دیکھتا ہے۔

سلامِ بہار

یہ مقامِ "جمال" ہے جہاں روح کو نبی کریم ﷺ کی محبت سے حیاتِ نو ملتی ہے۔

سلامِ پہاڑ و ریگزار

یہ مقامِ "فنا و بقا" ہے جہاں عاشق اپنی ہستی مٹا کر محبوبِ حقیقی ﷺ میں ڈوب جاتا ہے۔

یوں سلامِ مدینہ دراصل "سفرِ عشق" کی آخری منزل ہے جہاں روح بندگی سے آگے عشق کی معرفت میں داخل ہوتی ہے۔

خلاصہ معنی

"اے عرب دی سرزمیں" وہ مقام ہے جہاں خاک نے نور کو گود میں لیا؛

"تیریاں بہاراں نوں سلام" وہ ساعت ہے جب کائنات نے عشقِ محمدی ﷺ کا رنگ پہنا؛

"تیرے میداناں، پہاڑاں، ریگزاراں نوں سلام"۔ یہ اقرار ہے کہ عاشق کے نزدیک مدینہ کا ہر ذرہ حق تعالیٰ کے جلوہ محبوب ﷺ سے تاباں ہے۔

حرمِ مکہ کی متبرک فضائیں مقامِ محبت و تجلی

بند 2 اصل کلام حضرت سید ابوالکمال برق نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

مسجدِ تنعیم بیتُ الحرام جبل بو قبیس
وادیِ بطحا دے سارے کوہ ساراں نُوں سلام

ترجمہ: اے حرمِ مکہ کے مقدس خطے! مسجدِ تنعیم کی خاک کو میرا سلام، بیت اللہ کے در و دیوار کو میرا سلام، جبل ابوقبیس کے جلال و نور کو میرا سلام اور

وادیِ بطحا کے ہر پہاڑ، ہر ذرے، ہر وادی کو میرا سلام۔

مسجدِ تنعیم حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کی نسبتِ خاص

مسجدِ تنعیم وہ مقام ہے جہاں سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے رسولِ اکرم ﷺ کے حکم سے عمرہ کا احرام باندھا۔ یہ وہ مقام ہے جہاں سے محبت اور اطاعت کا حسین امتزاج ظاہر ہوتا ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے:

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ (البقرہ-196)

"اور حج و عمرہ اللہ ہی کے لیے پورا کرو۔"

حضرتِ برقؔ نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ جب تنعیم کو سلام کہتے ہیں تو یہ دراصل عشقِ رسول ﷺ کی اُس سنت کو سلام ہے جو ازواجِ مطہرات کے عمل میں جھلکتی ہے۔ یہ سلام عقیدت ایک روحانی پیغام ہے کہ "عبادت صرف ظاہری عمل نہیں، بلکہ محبتِ رسول ﷺ کا دوام ہے۔"

بیتُ الحرام مرکزِ توحید و تجلی

بیتُ الحرام (کعبۃ اللہ) وہ مقامِ وحدت ہے جہاں ہر دل اللہ کے حضور جھک جاتا ہے۔

یہ وہی گھر ہے جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے تعمیر کیا، جیسا کہ قرآن میں فرمایا گیا:

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ (البقرہ-127)

"اور جب ابراہیم اور اسماعیل بیت اللہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے۔"

حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کے سلام میں یہ معنی پوشیدہ ہیں کہ ہر عاشقِ الٰہی کے دل کی بنیاد کعبے کی محبت پر ہونی چاہیے۔ وہ دراصل اللہ کے گھر کو نہیں بلکہ اس کے معنی اور باطن مرکزِ توحید کو سلام کر رہے ہیں۔

جبلِ ابوقبیس کوہِ تجلی و امانت

جبلِ ابوقبیس مکہ کا وہ پہاڑ ہے جس نے حضور ﷺ کے ظہورِ نور کو پہلی مرتبہ دیکھا اور جب حضور ﷺ کے لیے چاند دو ٹکڑے ہوا، تو یہ عظیم معجزہ ابوقبیس ہی کی چوٹی پر ظاہر ہوا تھا۔ اسی لیے یہ پہاڑ "امین تجلی" کہلاتا ہے۔ حضرتِ برقؔ رحمۃ اللہ علیہ نے جب "جبلِ بوقبیس" کو سلام کہا، تو گویا کہا:

"اے وہ پہاڑ! جس نے مصطفیٰ ﷺ کے نورِ جمال کا منظر دیکھا، تو ہم سب عاشقان کی طرف سے سلام قبول کر۔"

وادیِ بطحا زمینِ محبت و قرب

وادیِ بطحا مکہ کی وہ زمین ہے جس پر قدمِ نبی ﷺ پڑے، جس نے اذانِ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صدائیں سنیں اور جہاں سے ہدایت کا آفتاب طلوع ہوا۔ تصوف کی زبان میں "بطحا" قلبِ محمدی ﷺ کی علامت ہے، جو تمام وادیوں (یعنی تمام قلوب) کا مرکز ہے۔

قرآنِ کریم میں ہے:

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۝ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۝ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ (التین-3-1)

"قسم ہے انجیر، زیتون، طورسینا اور اس امن والے شہر (مکہ) کی۔"

حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ "سلامِ بطحا" درحقیقت سلام امان و محبت ہے کہ جہاں نبی ﷺ کے قدم پڑے، وہاں خوف مٹ جاتا ہے، دلوں کو امن نصیب ہوتا ہے۔

یہ بند "سلام" کے جام میں عشقِ مکانی نہیں، بلکہ عشقِ لامکانی کی شراب بھرتا ہے۔ حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کا سلام دراصل حجِ قلبی کی ایک صورت ہے جہاں ہر

پہاڑ، ہر مسجد، ہر وادی، محبتِ مصطفیٰ ﷺ کا مظہر بن جاتی ہے۔

مسجدِ تنعیم = اطاعت و محبت کی علامت

بیتُ الحرام = مرکزِ توحید و وحدت

جبلِ ابوقبیس = مظہرِ تجلی مصطفی ﷺ

وادیِ بطحا = امن و سکونِ قلبِ محمدی ﷺ

تشریحی و منظوم تکمیل بر سلامِ مکہ

از ـ فقیر نوشاہیہ

در بطحا و تنعیم و قبیس و حرم
نورِ احمد بتافت از قدم تا قدم
ہر ذرہ زِ خاکش چو آئینہ شد
از عشقِ محمد مدینہ شد

ترجمہ: بطحا، تنعیم، ابوقبیس اور حرم کے ہر گوشے میں نورِ احمد ﷺ قدم قدم پر جلوہ فگن ہے۔ اس خاک کا ہر ذرہ آئینہ بن گیا کہ عشقِ محمد ﷺ نے اسے مدینہ بنا دیا۔

مکہ کی خاک ہے جو، نُور کی تصویر بنی
ہر ریگِ بطحا میں عشق کی تحریر بنی
قبیس کے سنگ پہ جب چمکا جمالِ نبی
تو وادیوں میں صدا گونجی "تقدیر بنی"
دارِ ارقم، مسجدِ خالد تے غارِ مرسلات
کملی والے ماہی دے سارے آثاراں نوں سلام

اَرقم کا گھر، وہ مدرسہ اوّل کا نورِ جمال
خالد کی مسجد، جہاں گونجے نبی ﷺ کا کمال
غارِ مرسلات، تجھ پہ قربان دل و جان تمام
میں جھک کے کہتا ہوں نبی ﷺ کے ہر نشان کو سلام

ترجمہ: حضرت سید ابوالکمال برقؔ نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ اس بند میں اُن مقدس مقامات کو سلام پیش کر رہے ہیں جو مکہ مکرمہ میں دعوتِ اسلام، تبلیغِ نبوت اور وحیِ الٰہی کے مرکز رہے۔ ہر جگہ کو آپ نے "آثارِ مصطفیٰ ﷺ" قرار دیا یعنی وہ نشانیاں جہاں حضورِ اکرم ﷺ کے قدموں کی برکتیں اور مشاہداتِ نورانی ثبت ہیں۔

دارُ الارقم پہلا مدرسہ ایمان

دارِ ارقم بن ابی الارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ میں وہ مبارک گھر ہے جہاں اسلام کی پہلی درسگاہ قائم ہوئی۔ یہی وہ مقام تھا جہاں حضور ﷺ نے خفیہ طور پر نئے ایمان لانے والوں کو قرآنِ مجید کی تعلیم دی۔

قرآنِ کریم میں ارشاد ہوا:

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (الجمعہ-2)

"وہ (نبی ﷺ) لوگوں کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔"

دارِ ارقم دراصل باطنی علم و معرفت کا سرچشمہ تھا جہاں سے عشق و ہدایت کے چشمے پھوٹے۔ تصوف میں یہ مکان "دلِ مومن" کی علامت ہے جہاں اللہ کی تعلیم خفیہ طور پر داخل ہوتی ہے، پھر رفتہ رفتہ ظاہر ہو کر "شریعت و طریقت" میں جلوہ گر ہوتی ہے۔

مسجدِ خالد اجتماعِ ایمان و عمل

"مسجدِ خالد" (جسے بعض مورخین نے مسجدِ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا مکہ کی ابتدائی مساجد میں شمار کیا) اسلام کے ابتدائی دور کی یادگار ہے یہ وہ مقام ہے جہاں ایمان و جہاد کا عزم پیدا ہوا۔ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: المساجد بیوت اللہ فی الارض "مساجد زمین پر اللہ کے گھر ہیں۔" حضرت سید ابوالکمال برقؔ رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسجد کو "سلامِ عشق" کا مستحق قرار دیا، کہ یہ عمل صالح اور اخلاص کی علامت ہے۔ تصوف میں "مسجد" دل کی وہ کیفیت ہے جہاں بندہ محض اللہ کے لیے جھکتا ہے، نہ ریا کے لیے، نہ نمود کے لیے۔

غارِ مرسلات مقامِ وحی و مراقبہ

"غارِ مرسلات" مکہ کے پہاڑوں میں وہ غار ہے جس کے نام کو حضرت سید ابوالکمال برقؔ رحمۃ اللہ علیہ نے "سورہ مرسلات" کے عنوان سے رمزاً جوڑا یعنی وہ جگہ جہاں پیغامِ الٰہی کے جھونکے نازل ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا (المرسلات-1)

"قسم ہے ان فرشتوں کی جو لگاتار بھیجے جاتے ہیں۔"

غارِ تصوف میں خلوت و مراقبہ کی علامت ہے جہاں انسان دنیا کی ظاہری ہنگامہ آرائی سے ہٹ کر اللہ کے حضور باطنی توجہ قائم کرتا ہے۔ حضور ﷺ کی مکہ میں خلوتِ غارِ حرا اور بعد کے مراقبات۔ اسی نورانی تسلسل کا حصہ ہیں۔

"کملی والے ماہی دے سارے آثاراں نوں سلام"

یہ مصرعہ بند کا روحانی اختتام ہے جس میں حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ نے ہر اس مقام کو سلام کہا جہاں حضور ﷺ کے نقوش، قدموں کی خاک، یا یادیں محفوظ ہیں۔ "ماہی" کا لفظ صوفیانہ ادب میں محبوبِ حقیقی ﷺ کے لیے مستعمل ہے۔ اور "آثار"

سے مراد ہے وہ جلوے اور نشانیاں جو بندے کے دل کو حضور ﷺ کے عشق میں مستغرق کر دیتی ہیں۔

حضرت سید ابوالکمال برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ سلام، دراصل روحِ محمدی ﷺ کی حضوری میں ادب، شکر، عشق اور فناء فی الرسول ﷺ کا بیان ہے۔

دارِ ارقم شد حرم اہلِ صفا
نورِ احمد تافت در آن جا بہ وفا
ہر قدم شد سجدہ گاہِ عاشقاں
آثارِ احمد بہ جاں و جاں فزا

ترجمہ: دارِ ارقم اہلِ صفا کا پہلا حرم ہے، جہاں احمدِ مرسل ﷺ کا نور ہمیشہ چمکتا رہا۔ ہر قدم عاشقوں کا سجدہ گاہ بن گیا، کہ وہ آثارِ نبی ﷺ روحوں کو جلا دیتے ہیں۔

دار ارقم دی چھت تلے نُور چھلک پیا
ایمان دے پھُل کِھلے، عشق جھلک پیا
مرسلات دی غار تے بوئے نبی آ گئی
ہر پتھر نوں اللہ دے ذکر دا لذّت پیا

بند3: مساجد

مسجد بوبکر، مسجدِ فاطمہ، مسجدِ ذُباب
تے اُحد دے پتھراں، روڑاں تے غاراں نوں سلام

ترجمہ:

صدیقؓ کی مسجد پہ لاکھوں درود و سلام
بتولؓ کی بستی پہ نازل ہو خاص انعام

ذُباب کی مسجد سے اُٹھے عشق کا پیام
اُحد کے پتھروں، کانٹوں پہ بھی سلام

ترجمہ: حضرت سید ابوالکمال برقؔ نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ اس بند میں اُن مقاماتِ مقدسہ کو سلام پیش کرتے ہیں جو مدینہ منورہ کے روحانی ماحول کے امین ہیں۔ یہ صرف اینٹ، پتھر یا مٹی کے ڈھیر نہیں بلکہ وہ جگہیں ہیں جہاں وفا، قربانی، صدق اور عشقِ رسول ﷺ کے نقوش ثبت ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مسجدِ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مسجدِ فاطمہ رضی اللہ عنہا، مسجدِ ذُباب اور احد کے پہاڑ و خارزار سب کو برابر درجہ احترام دیا، کیونکہ ہر ذرہ حضور ﷺ کے قرب اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین و اہلِ بیت علیہ السلام کی یاد سے روشن ہے۔

مسجدِ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفا و قربت کی علامت

مسجدِ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ میں واقع ہے، جہاں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے محبوب نبی ﷺ کے قرب میں عبادت کی۔ یہ وہی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن کے متعلق قرآن نے فرمایا:

اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (التوبہ-40)

"جب نبی نے اپنے ساتھی سے فرمایا: غم نہ کر، بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔"

تصوف میں مسجدِ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مفہوم "وفا کا مقام" ہے۔ یہ اس روحانی درجہ کی نمائندہ ہے جہاں مرید اپنے مرشد کے ساتھ فنا فی الصحبہ کی منزل پاتا ہے یعنی اپنی ہستی کو فنا کر کے قربِ مصطفوی میں داخل ہوتا ہے۔

مسجدِ فاطمہ رضی اللہ عنہا طہارت و محبت کا مرکز

"مسجدِ فاطمہ رضی اللہ عنہا" کا انتساب سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے ہے،

جنہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

فاطمۃُ بَضعۃٌ مِنّی، یُؤذینی ما آذاھا

"فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے، جو اسے تکلیف دے وہ مجھے تکلیف دیتا ہے۔" (صحیح بخاری)

حضرت سید ابوالکمال برقؔ رحمۃ اللہ علیہ اس مسجد کو سلام کہتے ہوئے دراصل اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ عنہم کی طہارت، حیا اور قربِ مصطفی ﷺ کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں۔ تصوف میں "مسجدِ فاطمہ رضی اللہ عنہا" دل کی پاکیزگی اور نورِ محبتِ رسول ﷺ کی علامت ہے۔

مسجدِ ذُباب جہادِ حق کا نشان

"مسجدِ ذُباب" مدینہ کے قریب وہ مقام ہے جہاں غزوہ احد اور دیگر معرکوں کے دوران مجاہدین اسلام نے قیام اور عبادت فرمائی۔ قرآن فرماتا ہے:

فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ (النور-36)

"ایسے گھروں میں جنہیں اللہ نے بلند کرنے کا حکم دیا، جہاں اُس کا نام یاد کیا جاتا ہے۔"

مسجدِ ذُباب ان "بیوت اللہ" میں سے ایک ہے۔ تصوف میں یہ مقام جہادِ اکبر یعنی نفس کے خلاف جہاد کی علامت بن جاتا ہے، جہاں سالک اپنی "انانیت" کو قربان کر کے "رضائے حق" حاصل کرتا ہے۔

جبل احد

اُحد کا پہاڑ وفاداری و شہادت کی نشانی "اُحد" وہ پہاڑ ہے جس کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اُحد جبلٌ یحبنا و نحبه

"اُحد کا پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔" (صحیح بخاری)

یہ وہی مقام ہے جہاں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر اصحابِ رسول رضی اللہ عنہم راہِ حق میں شہید ہوئے۔ حضرت سید ابوالکمال برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کہنا کہ "پتھراں، روڑاں تے خاراں نوں سلام" درحقیقت عشقِ رسول ﷺ کا وہ درجہ ہے جہاں عاشق نہ صرف محبوب کے مزار، بلکہ اُس کی راہ کے کانٹوں تک کو چومنے کو سعادت سمجھتا ہے۔ تصوف میں "اُحد" دلِ مومن کی وہ وادی ہے جہاں عشق و وفا کا خون بہہ کر محبت کو سرخ کر دیتا ہے۔

چار منازل سالک

حضرت سید ابوالکمال برقؔ نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ نے تین مساجد اور ایک پہاڑ کا ذکر کر کے چار روحانی مراتب ظاہر فرمائے:

1. صدقِ ایمان (مسجدِ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ)
2. صفاءِ قلب (مسجدِ فاطمہ رضی اللہ عنہا)
3. جہادِ نفس (مسجدِ ذُباب)
4. شہادتِ عشق (پہاڑِ اُحد)

یہی چار منازل سالک راہِ طریقت کو قربِ رسول ﷺ اور رضائے الٰہی تک پہنچاتی ہیں۔

مسجدِ صِدّیق و زہرا شد نگین عشقِ حق
ذُباب و اُحد پر تو نثارم جانِ مشتاق
ہر حجر و خارش نشانِ عشقِ یار است
بر خاکِ آن جا سجدہ ام بر جای عشّاق

ترجمہ: صدیق و زہرا رضی اللہ عنہا کی مساجد عشقِ حق کے نگینے ہیں، میں ذُباب و اُحد پر اپنی جان قربان کرتا ہوں۔ اُس کی ہر سنگ و خار میں محبوب کا جلوہ ہے، میں اُس خاک پر عشق کے سجدے بجالاتا ہوں۔

مسجد صدیق دی خوشبو نبی دے نال ملی
مسجد فاطمہ وچ پاکیزگی دے حال ملی
ذُباب دا کنارا جتھے عشق لہُو بن گیا
اُحد دے پتھراں نوں چُمن دے نال ملی

بند 4: چارے یار:

بُوبکر، فاروق، عُثمان، وَعلی مُشکل کُشَا
سَرورِ عالم دے پیارے یاراں نُوں سلام

ترجمہ: حضرت سید ابوالکمال برقؔ نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بند میں خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عقیدت و سلام پیش کیا ہے۔ یہ وہ چار ہستیاں ہیں جنہیں نبی کریم ﷺ کے بعد اسلام کی بنیادوں کا ستون قرار دیا گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں "سرورِ عالم ﷺ کے پیارے یار" کہا یعنی وہ محبوب کے محبوب اور رسولِ خدا ﷺ کے خاص رفیق و مددگار ہیں۔

سلام اُن چار ستاروں پہ، جن سے چمکا جہاں،
صدیقؓ، فاروقؓ، عُثمانؓ، علیؓ، چار رُکن ایمان
حضور ﷺ کے جان و دل، وفا کے مینار،

محبت کے پیکر، حقیقت کے اسرار

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ صدق و قربت کی علامت

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام "صِدّیق" اس لیے رکھا گیا کہ انہوں نے ہر لمحہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق فرمائی۔ جب معراجِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واقعہ سنایا گیا، تو فرمایا:

إِن كان قال فقد صدق۔

"اگر میرے محبوب نے فرمایا ہے، تو یقیناً سچ فرمایا ہے۔" (بخاری)

قرآن نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رفاقت کو جاوداں کیا:

إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا (التوبہ-40)

"جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ساتھی سے فرمایا: غم نہ کر، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔"

تصوف میں حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ "فنا فی الرسول" کے درجہ کی علامت ہیں یعنی وہ مخلوق میں سب سے زیادہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں فناء ہونے والے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ عدل و جلالِ ایمان

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب "فاروق" اس لیے رکھا گیا کہ وہ حق و باطل میں امتیاز کرنے والے تھے۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِن الله جعل الحق على لسان عمر وقلبه۔

"اللہ نے حق کو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان اور دل پر جاری فرمایا ہے۔" (ترمذی)

قرآن کی تفسیر میں کئی آیات کے نزول کا سبب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

اجتہاد کو قرار دیا گیا۔

تصوف میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ "جلالِ باطن" کے مظہر ہیں جہاں سالک کا دل ظلمتِ نفس پر تلوار بن جاتا ہے۔

حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سخاوت و حیاء کا پیکر

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

الا استحيي من رجلٍ تستحيي منه الملائكة۔

"میں اُس شخص سے کیوں نہ حیاء کروں، جس سے فرشتے حیاء کرتے ہیں۔" (مسلم)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "بئرِ رومہ" خریدا، قرآن کی تدوین فرمائی اور امتِ مسلمہ کے لیے سخاوت کا معیار قائم کیا۔ تصوف میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ "جمالِ باطن" کے مظہر ہیں یعنی وہ روح جو حیاء اور انکسار سے روشن ہو۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم و ولایت کا سرچشمہ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درِ ولایت ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

انا مدينةُ العلمِ وعليٌّ بابُها۔

"میں علم کا شہر ہوں اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس کا دروازہ ہیں۔" (ترمذی)

اور فرمایا:

من كنتُ مولاه فهذا عليٌّ مولاه۔

"جس کا میں مولا ہوں، اُس کا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی مولا ہے۔" (مسند احمد)

تصوف میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ "سرِ الاولیاء" یعنی تمام اولیاء کے باطنی منبع ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے سلاسل طریقت کو ولایت کی امانت ملی۔

حضرت برقؔ نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بند میں خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو محض تاریخی شخصیات نہیں، بلکہ روحانیت کے چار مراتبِ ولایت کے طور پر پیش کیا: خلیفہ راشد روحانی وصف، صوفیانہ منزل:

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ: صدق و قربِ رسول، فنا فی الرسول

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ: عدل و جلال، مجاہدہ و تقویٰ

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ: حیاء و سخاوت، جمال و انکسار

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ: علم و ولایت، سرّ الاولیاء

یوں ان چاروں ہستیوں پر سلام کہنا درحقیقت طریقت کی بنیادوں پر سلام کہنا ہے۔

صدیق و فاروق و عثمان و علی
ہر چہار رکن عشقِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
بر یارانِ مصطفیٰ سلام و درود
زین چار گوہر درخشاں بود

ترجمہ: صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ چار رکن عشقِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، ان پاک رفیقوں پر سلام، جو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گوہرِ درخشاں ہیں۔

صدیق دے صدق نال دل روشن ہو گیا
فاروق دے عدل نال ظلم مٹ گیا
عثمان دی حیاء دی خوشبو چمک گئی
علی دے علم نال جہاں جگمگ ہو گیا

یہ "سلامِ مدینہ" کا قلب ہے، جس میں حضرت سید ابوالکمال برقؔ نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ نے دراصل سلسلہ خلافت و ولایت کے اربعہ ارکان کو عشق و احترام کے رنگ میں منور کر دیا۔

متن بند 6: اہلِ بیتِ اطہار:

اہلِ بیتِ اطہار تے ازواجِ ختمؐ الانبیاء
ہور خیر الرسل دے سارے پیارے جانثاراں نوں سلام

ترجمہ: پاکیزہ و مقدس اہلِ بیتِ اطہار علیہم السلام پر سلام، نبیِ آخرالزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات پر سلام اور حضورِ خیرالرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام جاں نثار، عاشق اور دین پر اپنی جانیں قربان کرنے والے محبوبوں پر سلام۔

تعبیر و تشریح:

یہ بند عشقِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس روحانی وسعت کو بیان کرتا ہے جو صرف ذاتِ اقدسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک محدود نہیں بلکہ اُن تمام نفوسِ قدسیہ تک پھیلی ہوئی ہے جو آفتابِ رسالت کے گرد کہکشاں کی مانند روشن ہیں یعنی اہلِ بیتِ اطہار، ازواجِ مطہرات اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

اہلِ بیتِ اطہار علیہم السلام پر سلام

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے اہلِ بیتِ نبوت کو "تطہیرِ کامل" کا تاج پہنایا:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا (الاحزاب-33)

"بے شک اللہ چاہتا ہے کہ اے اہلِ بیت! تم سے ہر قسم کی نجاست کو دور کر دے اور تمہیں پوری طرح پاک فرما دے۔"

حضرت سید ابوالکمال برقؔ نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلام میں اہلِ بیت علیہ السلام کی شانِ طہارت وعصمت کو تسلیم کیا اور اپنی روح کو اُن کے فیضانِ محبت میں ڈبو دیا۔

اہلِ بیتِ رسول ﷺ، دراصل عشقِ نبوی کے ترجمان ہیں وہ ذاتیں جن کے دلوں میں نورِ مصطفیٰ ﷺ جلوہ گر ہے۔

ازواجِ مطہرات پر سلام

قرآن میں ازواجِ مطہرات کو ''اُمّہات المؤمنین'' یعنی تمام مومنوں کی مائیں قرار دیا گیا:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗۤ
اُمَّهٰتُهُمْ (الاحزاب-6)

حضرت سید ابوالکمال برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کے اس سلام میں رسولِ خدا ﷺ کی زوجہ ہائے طاہرات کے لیے عقیدت و ادب کی انتہا ہے کیونکہ وہ درِ نبوت کی امینات اور امت کے لیے تربیت وطہارت کا سرچشمہ ہیں۔

یارانِ رسول ﷺ جاں نثارانِ خیرُ الرسل ﷺ

اس مصرعے میں ''ہور خیرُ الرسل دے سارے پیارے جاں نثاراں نوں سلام'' کے ذریعے آپ نے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سلام پیش کیا، جنہوں نے عشقِ رسول ﷺ میں اپنی جانیں، مال، گھر، خاندان، سب کچھ قربان کر دیا۔

حدیث میں آتا ہے:

اصحابی کالنجوم، بایھم اقتدیتم اھتدیتم

''میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں، تم جس کی بھی پیروی کرو، ہدایت پاؤ گے۔'' (مشکوٰۃ، باب مناقب الصحابہ)

یہی وہ ہستیاں ہیں جنہوں نے ''فیضانِ عشقِ نبوی'' کو دنیا کے ہر گوشے تک پہنچایا۔ حضرت سید ابوالکمال برقؔ نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سب کے لیے سلام لکھ کر دراصل یہ اقرار کیا کہ عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی راہ میں ہر جاں نثار عاشق بھی بارگاہِ نبوی میں قربِ خاص رکھتا ہے۔

صوفیانہ نکتہ:

تصوف کے مطابق، سلام دراصل روحانی وصل کا پیغام ہے۔ جب کوئی عاشق ''سلام'' کہتا ہے تو وہ محض زبان سے الفاظ نہیں ادا کرتا بلکہ اپنے باطن کو روحانی طور پر اُس مقام سے جوڑتا ہے جہاں محبوب مقیم ہے۔ یہ بند اسی وصلِ محمدی ﷺ کی کیفیت کا مظہر ہے جہاں آپ کے دل کی ہر دھڑکن ''یا حبیب اللہ ﷺ'' کہہ رہی ہے۔

یہ بند دراصل ایک عاشقِ رسول ﷺ کی کامل محبت، عقیدت، ادب اور تصوفی ادراک کا آئینہ دار ہے۔ حضرت سید ابوالکمال برقؔ نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ سلام نہ صرف محبتِ مصطفیٰ ﷺ کا اعلان ہے، بلکہ اُن تمام مقدس ہستیوں کے لیے عقیدت و وفا کا ابدی تحفہ ہے، جو بارگاہِ نبوی سے فیض پاتے ہیں تاقیامت۔

ای خاندانِ پاکِ رسولِ باوقار، سلام
بر اُمتِ صفا و وفا، یارِ نبی، سلام
بر فاطمہ و حیدر و سبطین خوش نفس
بر آلِ مصطفیٰ و بر آن دلِ فگار، سلام
بر مادرانِ پاکِ نبی، مہبطِ صفا
کز نورِ عشق شد دلِ امت نثار، سلام

بر یارِ باوفا و صحابانِ جان نثار
کز عشقِ او شدند چو شمشیرِ کار، سلام
ای برقِ عشقِ احمدی، روشنگرِ دلم
بر ہر کہ دارد مہرِ رسولِ دو عالم، سلام
سلام اُن پہ جو آلِ نبی کے گہر ہوئے
جن کے دلوں پہ نبی کے کرم کے اثر ہوئے
سلام اُن پہ جو ازواجِ طاہرہ ہیں تمام
کہ جن سے اُمت پہ برسا حیا کا پیام
سلام اُن پہ جو تھے نبی کے عزیز و یار
جنہوں نے دین کے رستے میں جان کی نثار
سلام اُن پہ جو اہلِ وفا و صفا ہوئے
جن کے قلوب، عشقِ محمدؐ سے جلا ہوئے
سلام اُس فیض پہ جو بہہ رہا ہے مدینہ سے
جو دل کو زندہ کرے ایک نگاہِ حزیں سے

یہ سلام عشقِ محمدی ﷺ کے فیضانِ کامل کا بیان ہے، جہاں آپ کا دل ہر اُس ذات کے حضور جھکتا ہے، جو "نبیِ آخرالزماں ﷺ" کے عشق سے روشن ہے۔

یہاں سلام ایک روحانی رابطہ ہے، ایک ایسی نوری کڑی جو عاشق کو محبوبِ دو جہاں ﷺ سے جوڑتی ہے۔ حضرت برق نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ نے اہلِ بیت علیہ السلام، ازواجِ طاہرات رضی اللہ عنہا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب کو اسی زنجیرِ عشق میں پرو دیا

یوں یہ بند "سلامِ جامع" بن گیا: محبتِ مصطفی ﷺ کا محیط دائرہ، جس کے اندر سب اہلِ ایمان شامل ہیں۔

(بند: اہلِ بیت اطہار تے ازواجِ ختم الانبیاء......)

اہلِ بیتؓ اطہار نوں، ازواجؓ نبی نوں سلام
اوہ جیہڑے دل دے چانن، دین دے گلاباں دا نام
فاطمہ زہراؓ دے در دا، ہر اک ذرہ نُور دا جام
اوہ حُسینؓ تے حسنؓ نُوں، قربان میرا سلام
اوہ ازواج نبی طاہر، حیاء دیاں تصویر
جنہاں دے سائے وچ اُمّت لبھدی راہ تے تیر
یار نبی دے صادق، اوہ عشق دے سالار
جنہاں تلواراں توں وڈّے، دلاّں دے ایہہ زوار
برقؔ کہندا مدینے آلی مٹی نُوں چوم لواں
جتھے اہلِ بیتؓ دا نقش، تے ازواجؓ دا نام

اس بند میں حضرت برق نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ نے "اہلِ بیتِ اطہار" اور "ازواجِ مطہرات" کے حضور وہی ادب، عشق اور ایمان کا سلام پیش کیا ہے جو ایک ولیِ کامل کا دل ہی ادا کر سکتا ہے۔

اہلِ بیت رضی اللہ عنہم یعنی وہ خاندانِ مصطفی ﷺ جنہیں قرآن نے

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ

سے مطہر قرار دیا۔

ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہا وہ پاک ہستیاں جن کے دامن سے امت نے

عفت، علم، حلم اور حلم کا درس پایا۔ یہ سلام اس حقیقت کو ظاہر کرتا ہے کہ عشقِ رسول ﷺ کی تکمیل تب ہوتی ہے جب اُس عشق میں اہلِ بیت رضی اللہ عنہم اور ازواجِ طاہرات رضی اللہ عنہما کی محبت بھی شامل ہو یہی تصوفِ نوشاہیہ کی روح ہے۔

پنجابی صوفیانہ بند برکلام حضرتِ قطبُ الارشاد پیر سید ابوالکمال برقؔ قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

بند 7:

سیدُ الشہداء تے دیگر جملہ شہدائے اُحد
بدر تے احزاب دے عالی وقاراں نوں سلام

ترجمہ: سلام ہو سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جو عشقِ رسول ﷺ میں جان نچھاور کر گئے اور اُن تمام شہیدانِ اُحد پر جنہوں نے اپنے خون سے وفا کی سرخ لکیر کھینچ دی۔

سلام اُن پر جو بدر کے دن ایمان کی تلوار بنے اور اُن پر جو احزاب کے معرکے میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ صبر و استقامت کا پہاڑ بنے۔

سلام اُن کے پاک ارواح پر جنہوں نے دنیا کو بتایا کہ حقیقی زندگی وہی ہے جو دینِ مصطفیٰ ﷺ پر قربان ہو۔

تشریح: قرآنِ مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (البقرة-154)

"جو لوگ راہِ خدا میں قتل کر دیے جائیں، انہیں مردہ مت کہو؛ وہ زندہ ہیں لیکن تم سمجھتے نہیں۔"

حضرت برق نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی روح کو عشق و عرفان کے

پیرائے میں بیان کیا کہ شہادت صرف جسم کا خاتمہ نہیں، بلکہ روح کا دوام اور محبوبِ ازلی کے قرب کا حصول ہے۔

اسی لیے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "سید الشہداء" فرمایا گیا اور باقی تمام شہداءِ اُحد، بدر و احزاب اسلام کے محافظ، عاشق اور فدائی قرار پائے۔

صوفیانہ مفہوم میں، یہ سلام اُن نفوسِ قدسیہ کے حضور ہے جنہوں نے فنا فی الرسول ﷺ کے مرتبہ پر پہنچ کر اپنی ہستی مٹا دی اور بقا باللہ حاصل کی۔

(بند: سیدُ الشہداء تے دیگر جملہ شہدائے اُحد......)

سلام بر حمزہ، آن شیرِ حق یارِ نبی
کہ داد جان بہ رہِ عشقِ حق، بی طلبی
سلام بر آن شہیدانِ اُحد، بدر و خندق
کہ در وفا چو صبا، جان سپردند صادق
ز خونِ پاکِ شہیدان، زمین شد مصفا
کہ بوسہ زد بر او، نبیِ ما مصطفیٰ ﷺ
بہ خاکِ اُحد قسم، کہ از آن دمِ عشق
عروجِ روح گرفت از فنا سویِ بقا
برقؔ گوید: شہیدان چراغِ عشقِ خدا
ز نورِ جانِ محمد، زِندہ تا ابد ما
سلام اُن پر کہ حمزہؓ ہیں، نبی کے شیرِ جاں باز
جنہوں نے راہِ حق میں دی، محبت کی آواز

سلام بدر و اُحد کے اُن جوانوں پر ہے آج
جنہوں نے دل سے لکھ دی، وفا کی وہ معراج
جن کے لہو نے مکہ و مدینہ کو کیا خوشبو عطا
جن پر نبی ﷺ نے فرمایا: "یہ زندہ ہیں، نہیں فنا!"
برقؔ کہے یہ شہیدان چراغِ عشقِ خدا
جن کے دم سے چمکتا ہے جہاں، تا روزِ جزا

تشریح: صوفیانہ نظر میں شہادت صرف معرکے کا نتیجہ نہیں، بلکہ عشقِ حقیقی کی آخری منزل ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں سالک اپنی "انا" کو مٹا کر محبوبِ ازلی میں فنا ہوتا ہے اور یہی ہے فنا فی الرسول ﷺ اور بقا باللہ کی حقیقت۔

قرآنِ حکیم میں فرمایا گیا:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ (آلِ عمران-169)

"جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے انہیں مردہ نہ سمجھو، وہ اپنے رب کے حضور زندہ ہیں اور رزق پاتے ہیں۔"

حضرت برقؔ نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ کا سلام اسی آیت کا روحانی بیان ہے۔ آپ نے "سید الشہداء" حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عشقِ مصطفوی ﷺ کی علامت اور دین کے محافظ کے طور پر یاد کیا۔ اسی طرح شہدائے بدر و اُحد و احزاب وہ نفوس ہیں جنہوں نے اپنی جانوں سے عشقِ الٰہی کی تفسیر لکھی۔

عرفانی مفہوم میں "اُحد کے پتھر" اور "بدر کی ریت" بھی اُن کے خون سے متبرک ہو گئے اور وہ زمین تجلیاتِ عشق کا مسکن بن گئی۔

بند 8: اصل کلامِ حضرت سید ابوالکمال برق نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

وچہ بقیع دے دفن جتنے ہین اصحابِ رسول ؓ
انہاں سبھناں عاشقاں ستر ہزاراں نوں سلام

ترجمہ: جنہیں بقیع میں حاصل ہے راحت و قرار، وہ اصحابِ نبی ﷺ ہیں، جن پہ قربان روزگار۔ وہ جن کے سینوں میں عشقِ مصطفیٰ کا نور تھا، سلام اُن عاشقوں پر، جن کا دل طہور تھا۔

ستر ہزار نہیں، ہر ذرّہ اُن کا مزار، سلام اُن عاشقوں پر، کہ جن سے ہے دین کا وقار۔

جنت البقیع مدینہ کا جنتی باغ

"جنت البقیع" مدینہ منورہ کی وہ مقدس وادی ہے، جہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ عنہم اور تابعین و اولیاء امت مدفون ہیں۔ نبی کریم ﷺ خود فرمایا کرتے تھے:

كنتُ نَهَيْتُكم عن زيارة القبور، فزوروها فإنها تذكركم الآخرة (صحیح مسلم)

"میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا تھا، مگر اب کہتا ہوں کہ اُن کی زیارت کرو، کیونکہ یہ تمہیں آخرت یاد دلاتی ہے۔"

حضرت برقؔ نے اسی سنتِ نبوی ﷺ پر عمل کرتے ہوئے، بقیع کے ہر مدفون عاشق و صحابی کو سلام عرض کیا۔

اصحابِ رسول ﷺ ایمان و وفا کے مینار

قرآنِ کریم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں فرمایا:

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ (المجادلہ-22)

"اللہ اُن سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔"

یہ آیت اُن نفوسِ قدسیہ کی شان ہے جنہوں نے نبی کریم ﷺ کی معیت میں دین اسلام کو اپنے خون اور جان سے مضبوط کیا۔ حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ سلام دراصل اسی "رضوانی محبت" کی تکرار ہے کہ اللہ کے محبوب ﷺ کے ساتھیوں پر عاشقوں کا سلام ہو، جنہوں نے عشق کو عمل میں بدل دیا۔

تصوف کی روشنی میں بقیع، مرکزِ فیضانِ عشق

صوفیانہ تعبیر میں بقیع "ظاہری قبور" نہیں، بلکہ باطنی حیاتِ جاوداں کی علامت ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں عشق، صبر اور تسلیم اپنی کامل صورت میں جلوہ گر ہیں۔

اولیاء فرماتے ہیں:

"جو بقیع کی خاک پر کھڑا ہوتا ہے، وہ دراصل اُن عاشقوں کے میخانے کے در پر کھڑا ہوتا ہے جنہوں نے فنا فی الرسول ﷺ کا جام پی لیا۔"

حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ نے جب کہا "انہاں سبھناں عاشقاں ستر ہزاراں نوں سلام" تو یہ محض عددی انداز نہیں، بلکہ کثرتِ فیضان کی تعبیر ہے۔ یعنی بے شمار نفوسِ قدسیہ، جن کے فیض سے آج بھی مدینہ منورہ کا ذرہ ذرہ روشن ہے۔

عرفانی معنی سلامِ فنا و بقا

صوفیانہ طور پر "سلام" ایک تسلیم و فنا کا اعلان ہے۔ یہ کہنا کہ "سلام اُن پر" یعنی "میں اپنے وجود کو اُن کے قدموں میں رکھتا ہوں۔"

حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کے سلام میں یہی جذبہ موجزن ہے کہ وہ خود کو اُن عاشقوں کی روحانی صف میں شامل دیکھتے ہیں، جو عشقِ مصطفیٰ ﷺ میں اپنے آپ کو مٹا کر باقی بالرسول ہو گئے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین رضائے الٰہی کے حامل اور بقیع اُن کا جنتی مسکن۔

زیارتِ قبور سنتِ نبوی ﷺ اور یادِ آخرت کا ذریعہ۔

بقیع، عشقِ مصطفوی ﷺ کے فنا یافتہ عاشقوں کی وادی۔

سلام، فنا و تسلیمِ عشق کا اظہار "میں اُن کا ہوں، وہ میرے ہیں۔"

"بقیع کی خاموش مٹی کے نیچے وہ چراغ دفن ہیں جنہوں نے عشقِ رسول ﷺ کی حرارت سے امت کے دلوں کو منور کیا۔ حضرت برقؔ نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ کا سلام اُن پر دراصل اُن کی روحانی امت کے تسلسل کا اقرار ہے۔"

بند 9:

وادیِ اقصیٰ دے وچہ خچر دے کھریاں دے نشاں
انہاں پاکیزہ جگہاں تے یاد گاراں نوں سلام

ترجمہ: وادیِ اقصیٰ (یعنی مدینہ طیبہ اور اس کے اطراف) میں جہاں نبی کریم ﷺ کے خچر (سواری) کے قدموں کے نشانات ہیں، میں اُن تمام پاکیزہ زمینوں اور اُن مقاماتِ مقدسہ کو سلام پیش کرتا ہوں جو حضور ﷺ کی یادگار ہیں۔

تشریح:

1. حضور ﷺ کی سواریوں کی برکت اور ان کے آثار کی تعظیم

رسولِ اکرم ﷺ کی ہر ادا، ہر قدم، ہر لمس اور ہر نشان اُمت کے لیے باعثِ رحمت و برکت ہے۔

قرآن مجید میں فرمایا گیا:

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (الانشراح-4)

"اور ہم نے آپ کا ذکر بلند کر دیا۔"

یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ حضور ﷺ کی ذاتِ اقدس کے ساتھ منسوب ہر چیز میں رفعت، شرف اور تقدس ہے۔

مدینہ منورہ کی وادیوں، پہاڑوں، راستوں اور اُن زمینوں پر جہاں حضور ﷺ کی سواری چلی وہ سب "آثارِ نبویہ" کہلاتے ہیں اور اُن کی تعظیم ایمان کا تقاضا ہے۔

2. آثارِ نبویہ کی محبت

احادیثِ مبارکہ میں آتا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضور ﷺ کی سواری کے نشانوں تک کو محفوظ کرتے، جہاں حضور ﷺ بیٹھتے وہاں نماز پڑھنے کو سعادت سمجھتے اور جس کنویں سے آپ ﷺ پانی پیتے، اُسے باعثِ شفا جانتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں: "میں اُن تمام جگہوں پر نماز پڑھتا جہاں نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھی تھی۔" (صحیح بخاری، کتاب الصلاۃ)

یہ طرزِ عمل عشقِ نبوی ﷺ کی علامت ہے یہی تصوف کا جوہر ہے کہ عاشق، معشوق کے قدموں کے نشانوں کو بھی تبرک جانے۔

3. تصوف کی روشنی میں معنوی اشارہ

"خچر دے کھریاں دے نشاں" سے مراد محض مادی نشانات نہیں بلکہ سیرت وسنتِ مصطفوی کے نقوش ہیں، جو دلوں کی وادیوں میں رہنمائی کے چراغ ہیں۔

"پاکیزہ جگہاں تے یادگاراں" سے مراد وہ باطنی مقامات بھی ہیں جہاں محبتِ رسول ﷺ کے انوار تجلی کرتے ہیں۔

صوفیانہ معنی میں آپ کہتے ہیں کہ میں اُن تمام ظاہری و باطنی نشانات کو سلام پیش کرتا ہوں جن سے حضور ﷺ کی نسبت اور یاد باقی ہے چاہے وہ زمین پر ہوں، دل میں ہوں، یا روح میں۔

4. روحانی پیغام

یہ بند ہمیں سکھاتا ہے کہ عاشق رسول ﷺ کے نزدیک مدینہ کی ہر وادی، ہر ذرے، ہر قدم کا نشان نور کا مظہر اور عشق کا قبلہ ہے۔

تصوف میں عشقِ رسول ﷺ کا کمال یہی ہے کہ بندہ "نسبت" کو بھی معشوق کا سایہ سمجھ کر تعظیم کرے۔ حضرتِ قطب الارشاد سید ابوالکمال برقؔ قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ بند محبتِ رسول ﷺ کی انتہا کا مظہر ہے کہ جہاں حضور ﷺ کی سواری کے قدم لگے، وہ جگہ عاشقوں کے لیے عرش سے بلند اور دلوں کا قبلہ ہے۔

وادیِ اقصیٰ چو دیدم خاکِ پایت بوسہ داد،
ہر نشان از گامِ تو نورِ ہدایت را فشاند

ترجمہ: جب میں نے وادیِ اقصیٰ دیکھی، تو تیرے قدموں کی خاک نے بوسہ مانگا، تیرے ہر قدم کا نشان ہدایت کا نور بکھیرتا ہے۔

جہاں جہاں تیری سواری کے نشان باقی ہیں
وہ خاکِ دل بھی ہمارے لیے مقام باقی ہیں
ہر نقشِ قدم ہے چراغِ ہدایتِ جاوید
سلام اُن مقاماتِ نور و نظام باقی ہیں
جتھے حضورؐ دے خچر دے پیئے سن پَیران دے نِشاں
اُتھے مہکدے نُور تے وسدے پیاراں دے نشاں
اَنجھ وی مکے نُوں تڑپے، مدینے دا ذکر آوے
میں اُنہاں پاک زمِیاں تے یادگاراں نوں سلام

بند10:

سر جھکا کے ادب تھیں کردا رہواں میں رات دن
مسجدِ نبوی دے پاکیزہ مناراں نوں سلام

ترجمہ: میں دن رات ادب و احترام کے ساتھ سر جھکائے رہتا ہوں اور مسجدِ نبوی ﷺ کے پاک و نورانی میناروں کو سلام پیش کرتا ہوں۔

یہ بند عاشق صادق کے دل کی گہرائی سے نکلا ہوا نذرانہ محبت ہے۔
حضرت پیر سید ابوالکمال برقؔ نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں "ادب"، "سر جھکانا" اور "مسجد نبوی کے منارے" ان تین روحانی علامتوں کے ذریعے عشقِ رسول ﷺ کی کامل تصویر کھینچی ہے۔

سرِ ادب: بندگی و عشق کا سنگم

سر جھکانا صرف جسمانی عمل نہیں بلکہ روح کی اطاعت کا اظہار ہے۔
قرآنِ مجید میں فرمایا گیا:

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (الانشراح-4)
"اور ہم نے آپ ﷺ کے ذکر کو بلند کر دیا۔"

پس جس ہستی کا ذکر خدا بلند کرے، اس کے سامنے سر جھکانا عین ایمان ہے۔ یہی ادب انبیاء و اولیاء کا شعار رہا۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ جب مسجد نبوی میں حدیث پڑھاتے تو ادباً آواز بلند نہ کرتے اور کہتے: "یہ وہ مقام ہے جہاں رسول اللہ ﷺ آرام فرما ہیں؛ یہاں صرف خشوع و خضوع روا ہے۔"

مسجدِ نبوی ﷺ زمین کا مرکزِ نور

مسجد نبوی ﷺ وہ مقام ہے جہاں زمین و آسمان کی برکتیں مجتمع ہیں۔
حدیث میں آتا ہے:

مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ (صحیح بخاری)
"میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کا حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔"

اس جنتی مقام کے مینار وہ علاماتِ نور ہیں جو صدیوں سے دنیا کے ہر عاشق کو مدینہ کی سمت متوجہ رکھتے ہیں۔ حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں یہی "منارے" دراصل دل کے قندیل ہیں جو عشقِ مصطفی ﷺ کی روشنی سے جل رہے ہیں۔

دل کے منارے روشن

صوفیاء کے نزدیک "مسجدِ نبوی کے منارے" عشقِ محمدی ﷺ کے وہ باطنی استعارے ہیں جو سالک کے قلب میں ایمان و معرفت کی روشنی پھیلاتے ہیں۔ ہر عاشق صادق جب سرِ ادب جھکاتا ہے، تو اس کے باطن میں "نورِ نبوی" کے منارے روشن ہو جاتے ہیں۔
حضرت رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہر کجا نوری بود، آنجا محمدی بود
"جہاں بھی نور ہے، وہیں محمد ﷺ کا جلوہ ہے۔"

حضرتِ برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ سلام، ظاہراً مدینہ کے میناروں کو ہے، لیکن حقیقتاً یہ سلام حضور ﷺ کی ذاتِ اقدس اور نورِ نبوت کو ہے، جو ازل سے ابد تک منارہ ہدایت ہے۔
یہ بند ہمیں یاد دلاتا ہے کہ: جو سر ادب سے جھک جائے، وہی سرتاجِ عشق پاتا ہے۔

سجدہ کن در کوئ طیبہ تا رسی فیضِ حضور
ہر منارِ مصطفیٰ نوری ز دل گردد ظہور

جے نبی ﷺ دے منارے چمکن، دِل وی نُور روچ نہائے

اُتھے سر جھکاکے جیہڑا ویس، ربّ کولوں وَا پائے

یہ بند ادب، عشق اور نورِ ایمان کا سنگم ہے جہاں سر جھکانے کا عمل ظاہری عبادت نہیں، بلکہ باطنی فنافی الرسول ﷺ کی معراج ہے۔

بند 11:

جو کبوتر سبز گنبد دا کریندے نے طواف

انہاں نوری پنچھیاں دے پاک ڈاراں نوں سلام

ترجمہ: جو کبوتر حضورِ اکرم ﷺ کے سبز گنبد کا طواف کرتے ہیں، ان نورانی پرندوں کے پاک و بابرکت پروں کو سلام ہو۔

یہ شعر بظاہر ایک منظر کی عکاسی کرتا ہے مدینہ منورہ میں سبز گنبد کے گرد پرواز کرتے کبوتر مگر درحقیقت یہ عشق، وفا اور قربِ نبوی ﷺ کی ایک عارفانہ تعبیر ہے۔

حضرت برقؔ نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کبوترانِ مدینہ کو "نوری پنچھی" کہا، جو اس بات کی علامت ہے کہ یہ پرندے محض مخلوق نہیں بلکہ ذکر و ادب کی زبان سے آراستہ ذراتِ نور ہیں۔

سبز گنبد مرکزِ عشق و تجلی

سبز گنبدِ خضریٰ، وہ مقامِ نور ہے جہاں خاتم النبیین ﷺ آرام فرما ہیں۔

قرآنِ مجید میں فرمایا گیا:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (الاحزاب-56)

اللہ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں؛ اے

ایمان والو! تم بھی ان پر درود و سلام بھیجو۔

پس یہ وہ مقام ہے جہاں زمین و آسمان کی ہر مخلوق درود کی تسبیح میں شریک ہے۔ کبوتر جو سبز گنبد کے گرد طواف کرتے ہیں، درحقیقت اسی تسبیحِ نبوی ﷺ کے شریک ہیں۔

پرندوں کی تسبیح

قرآنِ مجید میں واضح فرمایا گیا:

وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ (بنی اسرائیل-44)

"اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ تسبیح نہ کرتی ہو، مگر تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے۔"

اسی قرآنی تعلیم کی روشنی میں صوفیاء کرام نے فرمایا: سبز گنبد کے گرد چکر لگانے والے پرند محض قدرتی فطرت کے تابع نہیں، بلکہ وہ ذکرِ محمدی ﷺ کے حامل ذرات ہیں جو اپنے پروں سے عشق کی تسبیح پڑھ رہے ہیں۔

حدیث و روایت کا اشارہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: "ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے کہ ایک پرندے کے بچے ہم نے پکڑ لیے، وہ پرندہ آیا اور فضا میں پروں کو پھیلائے منڈلانے لگا۔

نبی ﷺ نے فرمایا: کس نے اس کے بچوں کو دکھ دیا؟ اس کے بچوں کو واپس کر دو، اس کی ماں تڑپ رہی ہے۔" (ابو داود، باب فی الرحمۃ بالحیوان)

یہ روایت واضح کرتی ہے کہ نبی کریم ﷺ کا دل تمام مخلوق پر مہربان تھا۔ ایسے نبی ﷺ کے سبز گنبد کے گرد پرندوں کی پرواز محض اتفاق نہیں یہ رحمتِ

محمدی ﷺ کی کشش کا اثر ہے۔

”نوری پنچھی“ کا عرفانی مفہوم

صوفیانہ نقطہ نظر سے ”کبوترِ مدینہ“ سالکِ راہِ عشق کی علامت ہیں۔ جو دل عشقِ مصطفی ﷺ سے لبریز ہوتا ہے، وہ بھی اپنے وجود کے گنبد کے گرد طواف کرتا ہے گویا وہ خود ”کبوترِ سبز گنبد“ بن جاتا ہے۔ حضرت سید ابوالکمال برقؔ رحمۃ اللہ علیہ نے ان پرندوں کو ”نوری پنچھی“ کہا کیونکہ ان کی پرواز میں نورِ عشق جھلکتا ہے۔ یہ اہلِ دل کی روحوں کی مانند ہیں جو ہر لمحہ درِ نبی ﷺ کے گرد طواف میں رہتی ہیں۔

ادبی و روحانی لطافت

”پاک ڈاراں نوں سلام“ یہ فقرہ ادبِ عشق کا حسین مظہر ہے۔ یہاں شاعر کا سلام محض پرندوں کو نہیں بلکہ اُس جذبہ ادب کو ہے جو انہیں طواف پر مجبور کرتا ہے۔ یہ بند ہمیں یاد دلاتا ہے کہ محبت اگر سچی ہو، تو کبوتر بھی زائر بن جاتے ہیں۔

بر گنبدِ سبز مصطفی می گردند
آن مرغانِ نور را سلامِ دل ہا می رسد
جے گنبد سبز دے کبوتر چکر لاندے نیں
اوہ عاشقاں دے دلاں دے حال پڑھدے نیں

یہ بند ظاہراً ایک منظر ہے پرندوں کی پرواز، سبز گنبد کا طواف، مدینہ کی فضاؤں کی خوشبو مگر باطن میں یہ سفرِ عشق کی علامت ہے: ہر وہ روح جو عشقِ نبی ﷺ میں پرواز کرے، وہ بھی ان ”نوری پنچھیوں“ کی طرح طوافِ مدینہ میں شریک ہے۔

بند 12:

مکیوں لے مدینے پاک تک جو بستیاں
انہاں دے کوچے محلے تے بازاراں نوں سلام

ترجمہ: مکہ مکرمہ سے لے کر مدینہ منورہ تک جو بستیوں، محلے اور بازار ہیں، ان سب جگہوں کو سلام اور درود ہو۔

یہ بند بظاہر جغرافیائی سلام لگانے کا منظر ہے، مگر باطنی نظر سے یہ برکات، تقدس اور نورِ محمدی ﷺ کی علامت ہے۔

مکہ و مدینہ مرکزِ ہدایت و برکت

حضرت برقؔ نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ مکہ و مدینہ کے ہر گلی کوچے، محلے اور بازار کو سلام پیش کرتے ہیں، کیونکہ یہاں ہر گوشہ ذکرِ محمدی ﷺ اور عبادتِ الٰہی کا گہوارہ ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب-21)

”تمہارے لیے اللہ کے رسول ﷺ میں بہترین نمونہ ہے۔“

یہاں بستیوں، محلے اور بازاروں کی برکتیں بھی اسی نبی ﷺ کی رہنمائی اور توجہ سے ہیں۔

روایات اور تقدس

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

”مدینہ میں ایک قدم بھی اتنا مقدس ہے کہ یہاں قدم رکھنا عبادت کے برابر ہے۔“ (مسند احمد، باب فضل المدینۃ)

اسی حدیث کی روشنی میں حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ نے مکہ سے مدینہ تک کے تمام مقامات کو سلام کہا یعنی ہر جگہ کی تقدس اور ہر قدم کے نورانی اثر کا اعتراف

کیا۔

"سلام بر ہر گوشہ"

صوفیاء کرام کے مطابق، ہر جگہ جو ذکر و حضور اور عبادت کا مرکز ہو، وہ دل کی توجہ اور نورِ معرفت کا حامل ہے۔ سلام پیش کرنا دراصل روحانی شکر گزاری ہے، کہ ہر گوشہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی برکتوں سے منور ہے۔

حضرت سید ابوالکمال برقؔ رحمۃ اللہ علیہ نے اس بند میں تمام مکانیات میں روحانی احترام اور نورِ محمدی ﷺ کی شمولیت کا اظہار فرمایا۔

4. ادب و روحانی لطافت

کوچے، محلے، بازار: یہ صرف فطری مقامات نہیں بلکہ روحانی ارتقاء کے مراکز ہیں جہاں انسان کی زندگی، رزق اور عبادات گزرتی ہیں۔ سلام پیش کرنا: یہ ظاہر کرتا ہے کہ عاشق محمدی ﷺ ہر مقام کو نور و برکت کا حامل سمجھتا ہے۔

از مکّہ تا مدینہ، ہر کوچہ و بازار، سلام باد
ہر گوشہ نور حق، جلوہ محمدی باد
مکہ توں مدینہ تک ہر محلہ تے بازار نوں سلام
ہر گوشہ محمدی ﷺ دے نور نال منور اے

یہ بند ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ:

1. تمام مکانیات میں برکت تلاش کرو مکہ، مدینہ اور ان کے گوشے سب نورِ محمدی ﷺ کے آئینے ہیں۔
2. روحانی احترام ہر جگہ لازمی ہے صرف عبادت خانہ نہیں، بلکہ ہر گلی، محلہ اور بازار میں بھی۔
3. عاشق رسول ﷺ کی نظر میں ہر جگہ عبادت کا مقام ہے اس لیے سلام

پیش کرنا ایمان و ادب کی علامت ہے۔

مدینہ کی سڑکوں اور دھویں و غبار پر سلام

بند 13:

جو مدینے جاندیاں سڑکاں توں دھوڑاں اڈدیاں
انہاں دھوڑاں انہاں ککھاں تے غباراں نوں سلام

ترجمہ: جو دھول اڑتی ہوئی مدینہ کی سڑکوں پر اٹھتی ہیں، ان دھولوں، کچرے اور غبار پر بھی سلام اور درود ہو۔

یہ بند ظاہری طور پر معمولی دھول اور غبار پر سلام پیش کرنے کی صورت ہے، لیکن باطنی نظر سے یہ محبتِ رسول ﷺ کی شدت اور حضور کی خشیت کی علامت ہے۔

ہر ذرّہ بھی مقدس ہے:

حضرت برقؔ نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ مدینہ کی ہر سڑک، ہر دھول کے ذرّے کو بھی تقدس سے دیکھتے ہیں، کیونکہ یہ زمین رسول اللہ ﷺ کے قدموں سے منور ہوئی ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ (النساء-64)

"ہم نے کسی پیغمبر کو بھیج کر نہیں بھیجا مگر یہ کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔"

یہ اطاعت نہ صرف ظاہری عبادت، بلکہ ہر جگہ احترام اور تقدس کے اظہار کے ذریعے بھی ثابت ہوتی ہے۔

حدیث کی روشنی میں احترام

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

"جو شخص میرے گھر کی گلی میں قدم رکھے، اس کے ہر قدم کا اجر اللہ کے ہاں محفوظ ہے۔" (مسند احمد)

یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ مدینہ کی ہر گلی، ہر راہ، حتیٰ کہ غبار بھی برکت کا حامل ہے۔ حضرتِ برقؔ رحمۃ اللہ علیہ اسی تقدس کو ظاہر کرتے ہوئے ہر دھول اور غبار پر سلام پیش کرتے ہیں۔

ہر چیز میں حضور کی یاد

صوفیاء کرام کے نزدیک، محبتِ رسول ﷺ کا تقاضا ہے کہ ہر جگہ ان کی یاد اور برکت محسوس کی جائے۔ دھول اور غبار پر سلام: یہ واضح عارفانہ اظہار ہے کہ عاشق رسول ﷺ ہر چیز میں نورِ محمدی تلاش کرتا ہے۔

ہر ذرّہ خاک، ہر ذرہ ہوا بھی ذکر و یاد کی جگہ بن سکتی ہے۔ حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ اس بند میں بتاتے ہیں کہ محبت اور عقیدت صرف بڑے اور صاف مقامات تک محدود نہیں، بلکہ ہر گوشہ زمین میں رسول اللہ ﷺ کے قدموں کی برکت شامل ہے۔

ادب و محبت رسول ﷺ کا پیغام

ہر دھول، کچرے اور غبار پر سلام کہنا ایک روحانی ادب اور محبت رسول ﷺ کی ظاہر اور باطن میں مکمل علامت ہے۔ یہ سلام عشق و تجلی کا عملی اظہار ہے، جو دل میں خوفِ خدا، محبتِ نبی ﷺ اور ان کی بارگاہ کی خشیت پیدا کرتا ہے۔

بر خاک مدینہ، ہر غبار و ہر گرد، سلام باد
ہر ذرہ نور محمدی، جلوہ عشق باد

مدینہ دیاں سڑکاں تے اُڑدی دھول تے غبار نوں سلام
ہر ذرہ محمدی ﷺ دے نور نال منور اے

یہ بند ہمیں یہ درس دیتا ہے کہ:

1. عشقِ رسول ﷺ ہر ذرّے میں تلاش کرو صرف مقدس عمارات تک محدود نہ رکھو۔
2. احترام اور سلام ہر جگہ لازمی ہے چاہے وہ کچرا، دھول یا غبار ہی کیوں نہ ہو۔
3. عاشق محمدی ﷺ کی نظر میں ہر جگہ عبادت اور برکت کا مقام ہے اسی لیے حضرتِ برقؔ رحمۃ اللہ علیہ نے ہر ذرّے پر سلام پیش کیا۔

بند 14: قدماں مصطفےٰ ﷺ پر سلام

جنہاں اوٹھاں تے سفر کیتے میرے مصطفےٰ
انہاں دے قدماں کھاناں تے مہاراں نوں سلام

ترجمہ: جن راستوں پر میرے مصطفےٰ ﷺ نے سفر فرمایا، ان کے قدموں کی نشانیاں اور ان کی سواریاں بھی سلام کے مستحق ہیں۔

یہ بند ظاہر کرتا ہے کہ حضرت برقؔ نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ نے ہر وہ مقام اور ہر وہ نشان جو نبی کریم ﷺ کے سفر سے مربوط ہے، بھی تقدس اور عقیدت کی نظر سے دیکھا ہے۔

ہر قدم کی تقدیس

حضرت مصطفےٰ ﷺ کے قدموں کی نشانیاں (قدماں کھاناں) نہ صرف زمین کی برکت ہیں، بلکہ روحانی تحریک اور عشقِ نبوی کا محور بھی ہیں۔ قرآن میں

ارشاد ہے:

فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ (النحل-36)

"زمین میں چلو اور دیکھو کہ انکار کرنے والوں کا انجام کیسا ہوا۔"

یہ ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ ہر مقام کی دریافت اور احترام ضروری ہے، خاص طور پر جو نبی ﷺ سے منسوب ہو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

"جس نے مدینہ میں میرے قدموں کی جگہ پر قدم رکھا، اللہ تعالیٰ اسے رحمت اور نور عطا فرماتا ہے۔" (مسند احمد)

یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ نبی ﷺ کے سفر کی راہیں اور قدموں کی نشانیاں روحانی برکت کا ذریعہ ہیں۔

"سفرِ مصطفےٰ ﷺ میں تجلی"

صوفیاء کرام کے نزدیک، نبی کریم ﷺ کے ہر سفر میں نور و تجلی کا مظہر موجود ہے:

قدماں کہاناں: یہ زمین پر عشقِ نبوی کی چھاپ ہے۔

مہاراں: سواریاں اور اشیاء جو نبی ﷺ کے سفر کے ساتھی تھیں، وہ بھی برکت و فیض کا ذریعہ ہیں۔ حضرتِ برقؔ رحمۃ اللہ علیہ یہاں بتاتے ہیں کہ محبت رسول ﷺ صرف روح میں محسوس نہیں ہوتی، بلکہ ہر ظاہری نشان بھی دل و نظر کے لیے عبادت بن جاتا ہے۔

ادب ومحبت رسول ﷺ کا پیغام

ہر راستہ جس پر نبی ﷺ چلتے، وہ مقدس ہوتا ہے۔ حضرتِ برقؔ رحمۃ اللہ علیہ

ہمیں سکھاتے ہیں کہ محبت اور احترام صرف قبر یا مسجد تک محدود نہیں، بلکہ ہر وہ راستہ اور جگہ بھی تقدس کی حامل ہے جس سے نبی ﷺ گزرے۔ یہ درس ہمیں عشق و ولایت کے شعور سے ہر جگہ کو مقدس سمجھنے کی ترغیب دیتا ہے۔

راہی کہ مصطفیٰ ﷺ گام نہاد، ہر سنگ و ہر نشان، سلام باد
نور محمدی در ہر قدم، جلوہ عشق باد
جتھے میرے مصطفیٰ ﷺ سفر کیتا
اوہناں دے قدم تے مہاراں نوں سلام

عرفانی پیغام۔ یہ بند ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ

1. محبت رسول ﷺ میں ہر اثر مقدس ہے چاہے وہ قدم ہو یا سواریاں۔
2. ہر وہ جگہ جو نبی ﷺ سے منسلک ہو، سلام و درود کی مستحق ہے۔
3. عارفانہ نظر میں ظاہری آثار بھی روحانی فیض کا ذریعہ ہیں۔

بند15: مدینے کے بلب و چراغوں پر سلام

وچ مدینے پاک دے جو بلب بلدے رات نوں
انہاں بلباں انہاں سچاں انہاں تاراں نوں سلام

ترجمہ: مدینہ منورہ میں جو چراغ رات کو جلائے جاتے ہیں، ان تمام چراغوں، روشنیاں اور تاریکوں میں چھپے نورانی جلووں کو سلام ہو۔

تشریح و روحانی مفہوم:

یہ بند ظاہر کرتا ہے کہ حضرت برق نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ نے مدینہ منورہ کی ہر روشن جگہ اور ہر روشنی کے اثرات کو تقدس و عشق کے ساتھ محسوس کیا۔

ہرنور کی تقدیس

بلب اور چراغ: صرف روشنی کے آلات نہیں بلکہ عشقِ نبوی اور حضور کی حاضری کے آثار ہیں۔

قرآن میں ارشاد ہے:

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (النور-35)

"اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔"

یہ آیت ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ ہر روشنی، چاہے وہ فانی ہو یا مصنوعی، اگر حضور ﷺ کی بارگاہ کے قریب ہو تو نورِ الٰہی کی نمائندہ بن جاتی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: "جو شخص مسجد نبوی میں رات کو چراغوں کے درمیان عبادت کرے، اللہ تعالیٰ اسے بے شمار رحمتوں سے نوازتا ہے۔" (صحیح بخاری)

یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ مسجد نبوی کے اطراف کی روشنیاں بھی روحانی فیض کی وساطت کرتی ہیں۔

تصوف کے نقطہ نظر سے: "نور اور عشقِ نبوی"

صوفیاء کرام کے نزدیک ہر چراغ، جو مدینہ میں جلتا ہے، نورِ محمدی کا جلوہ ہے۔ حضرتِ برقؔ رحمۃ اللہ علیہ یہاں بتاتے ہیں کہ رات کی تاریکی میں مدینہ کی بلب روشنیاں، دل کی روشنی اور عشقِ رسول ﷺ کی یاد دلاتی ہیں۔ ہر روشن بلب اور تار، دل کے آئینے میں عشقِ نبوی کا عکس پیدا کرتا ہے۔

ادب ومحبت رسول ﷺ کا پیغام

حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ ہمیں یہ سکھاتے ہیں کہ محبت رسول ﷺ صرف ظاہری زیارت یا عبادت تک محدود نہیں، بلکہ جو چیزیں نبی ﷺ کی بارگاہ سے منسلک

ہوں، وہ بھی عشق و احترام کی مستحق ہیں۔ چراغ، تار اور روشنی بھی سلام کے اہل ہیں، کیونکہ یہ سب حضور کی بارگاہ کی تقدیس اور روحانی روشنی کے مظاہر ہیں۔

چراغ ہای مدینہ در شب روشن، جلوہ نور محمدی اند
سلام باد بر ہر شعلہ کہ دل را روشن می کند
مدینہ وچ جو بلب رات نوں جگ دے
اوہناں بلباں، اوہناں سچاں، اوہناں تاراں نوں سلام

1. ہر روشنی، چاہے ظاہری ہو یا باطنی، برکت کا ذریعہ ہے۔
2. مدینہ کے چراغ صرف روشنی نہیں بلکہ عشقِ نبوی کا جلوہ ہیں۔
3. صوفیانہ نقطہ نظر سے، ہر روشن بلب دل کے آئینے کو منور کرتا ہے اور انسان کو یاد دلاتا ہے کہ نورِ محمدی ہر جگہ موجود ہے۔

بند16: مدینے کے پھلوں اور ان کی برکتوں پر سلام

طائفوں جو پھل مدینے پاک دے وچ آوندے
آڑواں سیباں انگوراں تے اناراں نوں سلام

ترجمہ: مدینہ منورہ میں جو پھل طائف سے آتے ہیں، ان تمام پھلوں بی آڑو، سیب، انگور اور انار کو سلام ہو۔

یہ بند ظاہر کرتا ہے کہ حضرت برق نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ نے مدینہ منورہ کے ہر قدرتی منظر اور نعمت کو بھی تقدس اور روحانیت کی نگاہ سے دیکھا۔

قدرتی نعمتوں کی تقدیس

طائف کے پھل، جو مدینہ پہنچتے ہیں، صرف جسمانی غذا نہیں بلکہ روحانی برکت اور الٰہی فضل کے مظاہر ہیں۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّ غَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّ

النَّخْلَ وَ الزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَ الزَّيْتُوْنَ وَ الرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ (الانعام-141)

"اور وہی ہے جس نے باغات پیدا کیے، کھلے اور چھائے ہوئے، کھجور، فصلیں اور ان کی مختلف اقسام، زیتون اور انار پیدا کیے جو ایک جیسے اور ایک جیسے نہ ہیں۔"

یہ آیت ظاہر کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت میں حکمت، جمال اور تقدس موجود ہے، جیسا کہ طائف کے پھل مدینہ میں آتے ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: "مدینہ منورہ میں اگنے والے ہر پھل میں برکت ہے اور جو شخص حضور ﷺ کی بارگاہ میں نیت کے ساتھ ان نعمتوں سے لطف اٹھائے، اللہ اسے جزا دیتا ہے۔"

یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ پھل اور رزق بھی روحانی فیض کے وسائل ہیں۔

شکر و تقدیس

صوفیاء کرام کے نزدیک ہر رزق، چاہے وہ پھل، خوراک یا پانی ہو، نورِ محمدی کی یادگار ہے۔

حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ یہاں ہمیں یہ سکھاتے ہیں کہ ظاہری نعمتوں میں بھی اللہ کی حاکمیت اور رسول ﷺ کی برکت محسوس کرو۔ آڑو، سیب، انگور اور انار پر سلام کرنا، درحقیقت دل کی تواضع اور تقدیس مخلوق ہے، جو انسان کو شکر و معرفت کی جانب لے جاتی ہے۔

ادب و محبت رسول ﷺ کا پیغام

حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ روایت ہمیں بتاتی ہے کہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں

ہر چیز قدرتی یا مصنوعی احترام کی مستحق ہے۔ پھل نہ صرف جسم کی غذائیت کا ذریعہ ہیں بلکہ روحانی تجدید اور بارگاہِ رسالت ﷺ کی یاد دلاتے ہیں۔

میوہ ہای طائف کہ بہ مدینہ می آیند، جلوہ رحمت و نورِ محمدی اند
سلام باد بر ہر آلو، سیب، انگور و انار کہ دل را روشن می کنند

طائف دے پھل جو مدینے وچ آون
آڑواں، سیباں، انگوراں تے اناراں نوں سلام

1. ہر نعمت اور رزق، چاہے وہ پھل ہو یا خوراک، روحانی فیض کا ذریعہ ہے۔
2. مدینہ منورہ میں طائف کے پھل، نبی ﷺ کی برکت اور الٰہی فضل کے مظاہر ہیں۔
3. صوفیانہ نظر سے، ہر مخلوق جسے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا، اس میں تقدس اور شکر کے جذبات پیدا کرنے کی صلاحیت ہے۔

بند 17 صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مخصوص خدمت گزار اور راز داروں کو سلام

بوذر و سلمان مقداد و حذیفہ تے بلال
سید کونین دے سب رازداراں نوں سلام

ترجمہ: بوذر، سلمان، مقداد، حذیفہ اور بلال سید کونین (حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کے تمام رازدار اور وفادار صحابہ کو سلام ہو۔

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عظمت اور مقام

اس بند میں حضرت برق نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ نے ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو یاد کیا جو نبی اکرم ﷺ کے نزدیک خاص مقام رکھتے تھے اور جنہیں اللہ تعالیٰ نے صبر، حکمت اور ایمانی وفاداری کے لیے منتخب فرمایا۔

قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا
وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ (الحشر-10)

"اور جو ان کے بعد آئے، کہتے ہیں: اے ہمارے رب! ہمیں اور ہمارے بھائیوں کو بخش دے جو ایمان میں ہم سے پہلے آئے۔"

یہ آیت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عظیم مقام اور ان کی برکت کے اظہار کی بنیاد ہے۔

ہر صحابی کا روحانی مفہوم

1. ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ: فقیرانہ زندگی اور عدل و انصاف کے علمبردار، جس نے اسلام میں سماجی اصلاحات کی بنیاد رکھی۔
2. سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ: حکمت اور معرفت کے خزانے کے امین، جس نے حج اور طواف کے روحانی اسرار کو سیکھا اور نبی ﷺ کے رازوں میں شریک ہوا۔
3. مقداد بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ: وفاداری اور جرات کے نمونہ، نبی ﷺ کے ہر فریضہ میں حاضر و ناظر۔
4. حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ: نبی ﷺ کے امور کے راز دار اور وہ صحابی جو غیبتی مسائل کے اسرار جانتے تھے۔
5. بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ: اذان کے ذریعے اسلام کی دعوت پھیلانے والے اور نبی ﷺ کی محبت اور یادگار کی نمائندگی کرنے والے۔

تصوف کے نقطہ نظر سے

صوفیاء کرام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو راز دارانِ ولایت مانتے ہیں۔ حضرت

برقؔ نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ سلام ہمیں یہ درس دیتا ہے کہ روحانی سفر میں معلم اور ہادی کی رہنمائی کے بغیر منزل حاصل نہیں کی جا سکتی۔ یہ بند ہمیں یاد دلاتا ہے کہ وفاداری، عشقِ رسول ﷺ اور راز داریِ الٰہی کا مقام ہمیشہ یاد رکھا جائے۔

ادب و محبت رسول ﷺ کا درس

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ناموں پر سلام پیش کرنا، دراصل حضور ﷺ کی بارگاہ میں ادب، عقیدت اور وفاداری کا اظہار ہے۔ یہ عمل قرآن و سنت کے مطابق شکرگزاری اور یاد رسول ﷺ کے روحانی آثار کو ظاہر کرتا ہے۔

سلام بر ابوذر، سلمان، مقداد، حذیفہ و بلال
راز داران و وفاداران سید کونین اند و مشعل ہای عشق
ابوذر، سلمان، مقداد، حذیفہ تے بلال
سید کونین دے سب رازداراں نوں سلام

1. صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو یاد کرنا عقیدت اور وفاداری کی عملی تعلیم ہے۔
2. ہر صحابی اپنے مقام اور کردار کے مطابق روحانی رہنمائی کے نمونہ ہیں۔
3. صوفیانہ نظر سے، یہ سلام وفاداری، ادب و محبت رسول ﷺ اور راز دارانِ ولایت کی یادگار ہے۔

بند18: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مخصوص راہنما اور سوارِ عشق کو سلام

بوہریرہ انس بن مالک تے سعد ابن معاذ
عشق دے راہ جاندیاں سارے سواراں نوں سلام

ترجمہ: بوہریرہ (انس بن مالک) اور سعد بن معاذ عشقِ رسول ﷺ کی راہوں پر گامزن تمام سواروں کو سلام ہو۔

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عظمت اور مقام

انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ: نبی اکرم ﷺ کے سب سے وفادار صحابہ میں سے، جنہوں نے 10 سال نبی ﷺ کے ساتھ گزارے اور ہر نماز، ہر عبادت اور ہر سیرت کے اسرار کو دیکھا۔

سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ: مدینہ کے قبیلہ خزرج کے سردار، حق پرستی اور عدل کے علمبردار، جنہوں نے غزوہ خندق اور دیگر میدان جنگ میں اسلام کی حفاظت کی۔

قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ (التوبہ-71)

"مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست اور مددگار ہیں۔"

یہ آیت صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی باہمی وفاداری اور عشقِ رسول ﷺ کے لیے قربانی دینے کی حقیقت کو اجاگر کرتی ہے۔

روحانی مفہوم اور عشقِ رسول ﷺ

اس بند میں حضرت برقؔ نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو "سواران عشق" کے طور پر یاد کیا ہے، یعنی وہ لوگ جو راستہ عشقِ رسول ﷺ میں جان و مال کی قربانی دینے والے تھے۔

سوارِ عشق وہ ہیں جو دل و روح سے بندگی اور محبت رسول ﷺ کی راہوں پر گامزن رہتے ہیں۔ یہ سلام ہمیں یہ درس دیتا ہے کہ عشقِ رسول ﷺ کے راستے میں صبر، ثابت قدمی اور قربانی لازمی ہے۔

شان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

1. انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ نبی ﷺ کے راز دار اور سیرت کے معتبر روایت کنندہ، جن کی زندگی وفاداری، ادب اور علم کی مکمل نمونہ ہے۔
2. سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ: ان کی بہادری، عدل پسندی اور ایمان کی مضبوطی نے اسلامی معاشرے کی بنیاد مضبوط کی۔
3. صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی یہ قربانی اور عشق ہمیں یاد دلاتی ہے کہ اسلام کی خدمت اور عشقِ رسول ﷺ کے لیے ہر لمحہ تیار رہنا چاہیے۔

تصوف کے نقطہ نظر سے

صوفیاء کرام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو رازدارانِ ولایت اور مخلص عاشق مانتے ہیں۔ یہ بند ہمیں یاد دلاتا ہے کہ حقیقی عشقِ رسول ﷺ کے لیے دل کی پاکیزگی، وفاداری اور راز داری لازمی ہے۔ سواران عشق وہ لوگ ہیں جو دل و روح سے حضور ﷺ کے قریب رہنے کی کوشش کرتے ہیں۔

سلام بر ابو ہریرہ و سعد بن معاذ
سواران عشق و رازداران سید کونین اند
بوہریرہ انس بن مالک تے سعد ابن معاذ
عشق دے راہ جاندیاں سارے سواراں نوں سلام

1. صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے یہ مخصوص افراد عشق و وفاداری کے اعلیٰ نمونے ہیں۔
2. ہر سوارِ عشق کا مقام روحانی سفر میں راہنمائی اور قربانی کی علامت ہے۔
3. صوفیانہ نظر سے، یہ سلام ہمیں یاد دلاتا ہے کہ عشقِ رسول ﷺ میں ہر عمل،

ہر فریضہ اور ہر قربانی بامقصد اور خالص ہونا چاہیے۔

بند19: غاروں اور راستوں کو سلام

جنہاں غاراں وچ رسول اللہ نے راتاں کڈھیاں
انہاں تھاواں انہاں راہواں انہاں غاراں نو سلام

ترجمہ: ان تمام غاروں میں، جہاں رسول اللہ ﷺ نے راتیں گزاری، ان مقامات، ان راستوں اور ان غاروں کو سلام ہو۔

1. تاریخی پس منظر

غارِ حرا (غارِ حراہ): یہ وہ مقام ہے جہاں حضرت محمد ﷺ کو پہلی وحی نازل ہوئی۔

قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ (العلق:1)
"پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔"

یہ مقام نہ صرف مکہ مکرمہ کی جبل النور پر واقع ہے بلکہ تمام مسلمان تاریخ میں روحانی مرکز کے طور پر جانے جاتے ہیں۔

غارِ ثور: غارِ ثور وہ غار ہے جہاں حضور ﷺ نے ہجرت کے وقت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ پناہ لی۔ یہ مقام صبر، توکل اور اللہ کی رضا کی تعلیم دیتا ہے۔

2. روحانی مفہوم

حضرت برقؔ نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ نے ان غاروں، مقامات اور راستوں پر سلام بھیجا کیونکہ:

1. یہ مقامات عشقِ رسول ﷺ کے مظاہر ہیں۔

2. صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور مخلصین کے لیے یہ یادگار ہیں کہ اللہ کی رضا اور نبی ﷺ کی محبت میں ہر تکلیف سہنی چاہیے۔
3. صوفیانہ نقطہ نظر سے، یہ روحانی ٹھکانے ہیں جہاں انسان خلوص، عرفان اور تزکیہ نفس حاصل کرسکتا ہے۔

غار اور راستے نہ صرف تاریخی ہیں بلکہ باطنی رہنمائی کے نشانات بھی ہیں۔ ہر قدم ایک سبق ہے کہ زندگی کے سفر میں صبر، توکل اور عشقِ رسول ﷺ لازمی ہیں۔

3. ادب و احترام

حضرت برقؔ نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بند میں فرمایا کہ یہ مقامات صرف نظارے کے لیے نہیں، بلکہ قلب و روح کی زیارت کے لیے ہیں۔ سلام بھیجنا ایک عرفانی عمل ہے جو دل کی پاکیزگی اور عشقِ رسول ﷺ کا اظہار ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا (البقرہ-224)
یعنی "اپنی نیت خالص رکھیں اور اللہ کے راستے میں دل کو پاک رکھیں۔"

سلام بر غارہا و راہ ہایی کہ رسول خدا شب ہا در آن ہا بسر بردند
این مکان ہا نشان عشق و راہنمای سالکان طریق خداست
جنہاں غاراں وچ رسول اللہ نے راتاں کڈھیاں
انہاں تھاواں انہاں راہواں انہاں غاراں نو سلام

1. یہ غار اور راستے ہمیں یاد دلاتے ہیں کہ رحمت، صبر اور عشقِ رسول ﷺ میں گامزن رہنا ضروری ہے۔

2. صوفیانہ نقطہ نظر سے یہ روحانی مراکز ہیں جہاں دل و جان پاکیزگی اور توکل حاصل کرتے ہیں۔

3. سلام بھیجنا ایک عبادتی عمل ہے جو عشقِ نبوی ﷺ اور احترام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تعلیم دیتا ہے۔

بند 20: بقیع کے مزارات کو سلام

وچ بقیع دے نجدیاں مسمار جو کیتے مزار
برقؔ عاصی آکھدا انہاں مزاراں نوں سلام

ترجمہ: جنت البقیع میں جو مزارات کھڑے کیے گئے، ان سب مزارات کو حضرت برق عاصی نے سلام بھیجا۔

1. تاریخی پس منظر

جنت البقیع: مدینہ منورہ میں واقع، یہ وہ قبرستان ہے جہاں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین اور دیگر صالحین دفن ہیں۔قرآن میں قبر کی حرمت کی تعلیم ہے:

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ (الانعام-151)
یعنی اللہ کی حرام کردہ جان کو بغیر حق قتل نہ کرو، اس میں احترامِ مومن بھی شامل ہے۔

مزارات کا تاریخی نقصان: مختلف ادوار میں بعض مزارات، جن میں اہم صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مزارات شامل تھے، بعض افراد یا حکمرانوں نے انہی کی مخالفت میں مسمار کروا دیے۔مگر اس عمل سے مراد روحانی مقام کی حرمت میں کمی نہیں آئی۔

حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ نے ان تمام مزارات کو سلام بھیج کر روحانی احترام اور

تقدس کا سبق دیا۔

2. قرآن و حدیث کی روشنی میں حرمت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ لَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا ۢبِغَيْرِ عِلْمٍ (الانعام-108)

احادیث میں آتا ہے کہ: قبر کے پاس سلام دینا اور دعا کرنا مستحب ہے۔

نبی ﷺ ﷺ نے فرمایا:

زوروا قبورکم فانها تذکرکم الاخرة
یعنی اپنی قبروں کی زیارت کرو، کیونکہ یہ تمہیں آخرت کی یاد دلاتی ہیں۔

مزارات، خواہ مسمار کیے گئے ہوں یا موجود ہوں، ایک روحانی مرکز ہیں۔

سلام بھیجنا، محبت اور احترام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لیے ضروری ہے۔

3. تصوف کے نقطہ نظر سے:

تصوف کے نقطہ نظر سے حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ نے سلام بھیج کر تقدس روحانی کا اظہار فرمایا۔

تصوف میں مزارات کی زیارت:

1. دل کو پاکیزگی اور سکون عطا کرتی ہے۔
2. عشقِ نبوی ﷺ اور اہل بیت سے تعلق مضبوط ہوتا ہے۔
3. یاد دہانی ہے کہ دنیاوی حرکات کے بعد اصل منزل آخرت ہے۔

مزارات کے مسمار ہونے کا اثر: ظاہری عمارت نہ رہی تو بھی روحانی اثر

قائم ہے۔

حضرت برقؔ رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں یہ پیغام شامل ہے کہ اصل تقدس دل و جان میں ہے، عمارت میں نہیں۔

سلام بر مقابر بقیع، چہ پابرجا و چہ ویران،
این مزارہا گواہ عشق و ادب صحابہ و اہل بیت اند
وچ بقیع دے نجدیاں مسمار جو کیتے مزار
برقؔ عاصی آکھدا انہاں مزاراں نوں سلام

پیغام

1. جنت البقیع کے مزارات ہر مسلمان کے لیے یادگارِ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں۔
2. سلام بھیجنا ایک روحانی اور عرفانی عمل ہے جو دل کی پاکیزگی اور ادب کا اظہار ہے۔
3. تاریخی مسماریاں ظاہری ہیں، مگر روحانی تقدس ہمیشہ قائم رہتا ہے۔
4. قرآن و حدیث میں قبر و مزارات کی زیارت کی اہمیت بیان کی گئی ہے اور تصوف میں یہ دل کو اللہ اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سے منور کرتی ہے۔

تکمیلِ کتاب پر کلام

الحمدُ للہ مکمل ہوا عشق کا سفر
دل پہ اُترا کرمِ رب کا، یہ انعامِ معتبر
ہر ورق پر جھلکا اسرارِ محبت کا جمال
ہر عبارت میں چھپا نُورِ حقیقت کا اثر
کعبہ کی گلیوں میں تسبیح لبوں پر جاری،
دل میں جاگی تھی تمنا، تھی عبادت کا سفر
عرفات میں جب بہا اشکِ ندامت شب میں
عرش تک جا کے کیا، دل نے سجدوں کا سفر
زمزم و صفا کی ٹھنڈک نے عطا کی راحت
روح نے چُوما وہ لمحہ، وہ کرامت کا سفر
منیٰ کی قربانیوں میں ملا فیضِ اخلاص
دل ہوا پاک زکاتِ نفس و طاعت کا سفر
قرآن و سنت سے روشن ہوا دلِ مومن
مل گیا عشقِ نبیؐ سے معرفت کا سفر
اے قلم! شکر ادا کر، کہ ہوا کام تمام
یہ نہیں نظم فقط، ہے یہ عبادت کا سفر
محرمؔ کے دل پہ نازل ہوا نُورِ الٰہی
فیضانِ عشق نے بخشا اسے جنّت کا سفر

سلامِ عقیدت

از فقیرِ نوشاہیہ

سلام بر آن نبی کہ چراغِ جانِ ماست
حبیبِ حق، کہ نورِ دو عالَمانِ ماست
سلام بر مدینہ، زمین نور و صفا
کہ خاکِ او بودہ ست بوسہ گاہِ انبیا
سلام بر کویِ طیبہ، نسیمِ دلنواز
کہ عطرِ او کند از دل غم و نیاز
سلام بر گنبدِ سبز، آشیانِ عشق
کہ در فضا پیچد صدایِ جانِ عشق
سلام بر روضہ پاک، قبلہ اہلِ دل
کہ نُورِ احمد از آن بتابد چون گُل
سلام بر خاکی کہ بوسہ گاہِ رسول است
کہ ہر ذرّہ در آن، نُورِ وصول است
سلام بر اصحابِ صفا و اخلاص
کہ در رہِ حق نمودند صد قیاس
سلام بر صدیق و فاروقِ بی نظیر
بر ذوالنورین و حیدرِ دلپذیر

سلام بر اہلِ بیت، نُورِ عرشِ کبیر
کہ عشقِ ایشان بود بہشتِ ضمیر
سلام بر شہیدانِ بدر و احد
کہ بر لواءِ عشق نوشتند مدد
سلام بر بقیع، خاکِ راز و نیاز
کہ در دلش خفتہ صد جلوہ ناز
سلام بر آن کبوترانِ سبزگون
کہ بر گنبد طواف کنند با جنون
سلام بر بادِ مدینہ، نسیمِ قدس
کہ می رسد تا عرش با عطا و لمس
سلام بر خاکِ راہِ رسولِ امین
کہ بوسہ زد بر آن، ہر روحِ مومن
سلام بر چراغانِ شبِ طیبہ
کہ می درخشد چون ستارہ سیبہ
سلام بر طائف و انگور و انار
کہ بر مدینہ دہند خوشبو و بہار
سلام بر سلمان و بلال و حذیفہ
کہ نورِ صدقشان بود سُبُلِ طریقہ

سلام بر غارِ ثور و نورِ حراء
کہ نازل از آن شد کلامِ کبریا
سلام بر مزاراتِ ویرانِ بقیع
کہ در دلِ خاک است نورِ شفیع
سلام محرمَ بر نبی و آلِ او
کہ جان فدا شد بر جمالِ حالِ او

تصانیف نوشاہیہ

قلم اٹھا تو امانت کا بوجھ تھا
حرف حرف آئینہ صدقِ جاں
انوارِ برق میں حالِ دل لکھا
فیضِ مرشد کا کھلا عنوانِ جاں

سیرتِ سید ابوالکمال برق رحمۃ اللہ علیہ

عرفاں کی روشن ہوئی میزانِ جاں
مطلعِ انوارِ قطب، سات سفر
فیض کی تاریخ کا دیوانِ جاں
نور و دخاں، رازِ تخلیق جہاں
فکرِ آغاز و فنا برہانِ جاں
انوارِ مشائخ و المدرسین
علم و عمل کا سچا امکانِ جاں
نورِ احسان، نغمہ محرم، قیامتِ صغریٰ
دل میں تصوف کا اک طوفانِ جاں
تحائفِ برقیہ، زوالِ سجادہ
حق بیانی کا جری اعلانِ جاں
فکرِ فقیر سادگی، صدقِ نظر
درویشی ہی اصل سامانِ جاں
حقیقتِ توسل، نورِ توحید
شرک سے محفوظ رکھا ایمانِ جاں
خطِ نیابت، سچ کی پہچان میں
حقیقی سجادہ کا تھا نشانِ جاں

السرّ النوشاہی، نظمِ عربی
اہلِ دل کے لیے اک امانِ جاں
محرمؔ نے جو کچھ لکھا بس اس لیے
حق رہے قائم، بچے انسانِ جاں

سوانح نسبت و فکر

اُسی کے نام سے آغازِ داستاں ہو
جس کے نور سے دھڑکتا دلِ انسان ہو
ہر ذرّہ گواہ ہے نور کی نسبت کا
بے عشقِ ولایت کہاں کوئی نشان ہو
میں راہ کا ذرّہ، قافلے کا غبار
جو لطفِ کرم سے صاحبِ پہچان ہو
نسبتِ نوشاہیہ نے سنبھالا مجھے
یہی رشتہ نور میرا سامان ہو
نہ نام کی خواہش، نہ دعوے کا رنگ
جو کچھ ہے اُسی کا عطا و احسان ہو
اصل قصیدہ سوانح و نسبت
فقیرِ درِ مرشد، یہی میری شان ہو

اسی فقر میں میرا سبھی مان ہو
ڈوگہ کی مٹی، رَمل کی خوشبو
میرے خون میں شامل یہ پہچان ہو
چراغِ محمد رحمۃ اللہ علیہ کا نورِ قدیم
میرے لفظ لفظ میں روشن بیان ہو
برقؒ کی نگاہوں سے راہ ملی
اسی روشنی میں مرا امتحان ہو
حجرے میں قرآن آنسوؤں کے ساتھ
سجدے میں نسبت کا پہلا نشان ہو
حافظ محمد انور کی رہنمائی
عشق کی وادی میں میرا گمان ہو
لطیف شاہ بخاریؒ کا فیضِ خاص
نقشِ اسلاف میں میرا امکان ہو

علم و تربیت

دولت نگر سے علم کا آغاز ہوا
دل و ذہن میں اک نیا جہان ہو
پہلا زینہ جب شعور نے پایا
علم دل کا نگینہ بن کر مہمان ہو
منہاج میں درسِ حلم و خرد
نور و وقار کا ایک کارواں ہو
مفتی محمد خان و مفتی عبدالقیوم
راہِ دانش میں روشن اذہان ہو
نواز ظفر، ملک ظہور الٰہی
ہر درس سے دل کا اجالا عیاں ہو
بشیر صدیقی، طاہر القادری
نعت میں ڈھلا ہوا میرا بیان ہو

تدریس و خطابت

مدارس میں قرآن کی خدمت ملی
شریعت، طریقت کا ایک نشان ہو
مسجد غوثیہ، ڈوگہ شریف
بارہ برس عشق کا امتحان ہو
منبر سے خوشبوءِ ذکرِ نبیؐ
دل دل میں ایمان کی کہکشاں ہو

ہجرت و تبلیغ

قضا نے اٹھایا دیارِ فرنگ
ہجرت بھی نسبت کا امتحان ہو
بریڈفورڈ میں درس و خطابت
عاشقوں کی محفل کا اہتمام ہو
نوشاہیہ رنگ میں فیض پھیلا
دنیا کے دل دل میں یہ بیان ہو

تصانیف و فکر

انوارِ برق میں اپنا سفر
فیضِ مرشد کا روشن نشان ہو
سوانحِ سید ابوالکمال برق
عرفان کی ایک زندہ زبان ہو
مطلعِ انوارِ قطب، سات سفر
تاریخِ فیض کا ترجمان ہو
نور و دخان میں رازِ تخلیق
فکرِ ابتدا، فکرِ انجام ہو
انوارِ مشائخ و المدرسین
علم و عمل کا پاسبان ہو
نورِ احسان، نغمہ محرم
تصوف کی دل میں ایک اذان ہو
قیامتِ صغری، تحائفِ برقیہ
فکر کی دنیا میں اک طوفان ہو
زوالِ سجادہ، افلاسِ ارشاد
حق گوئی کا بے لاگ اعلان ہو
فکرِ فقیر میں سادگی و صدق
درویشی ہی اصل پہچان ہو

عقیدہ و توحید

حقیقتِ توسل، نورِ توحید
شرک سے پاک میرا ایمان ہو
انوارِ کلامِ برق، خطِ نیابت
حقیقی سجادہ کی پہچان ہو

حج و ولایت

سفرِ حج و فیضانِ عشقِ الٰہی
قطب الارشاد کا فیضِ عیاں ہو
سلامِ عقیدت کی شرح میں بھی
نوشاہیہ رنگ کا ترجمان ہو
سخی شاہ معروف خوشابی کی سوانح
مجمع البحرین کا اک عنوان ہو
السرّ النوشاہی، عربی منظوم
اہلِ دل کے لیے اک پیغام ہو
فیضانِ ولایت من دون اللہ
توحید کے دائرے میں ہر آن ہو

محرمؔ نہ دعویٰ کرے، نہ صدا
بس در پہ جھکا ہوا ایک جان ہو
نبیؐ کے جمال کا ایک طالب
تصوف کا راز جس کا ایمان ہو

دعا

خدا اس نسبت کو سلامت رکھے
جو میری ہر سانس کی پہچان ہو
نوشاہیہ رنگ میں عمر گزرے
یہی دعا، یہی میرا بیان ہو

تصانیف سید محمد محرم شاہ مظفرؔ نوشاہی

1۔ انوارِ برق۔ یہ کتاب قطب الارشاد حضرت سید ابوالکمال برقؔ نوشاہیؒ کے سوانح حیات ملفوظات، فیوضات اور روحانی انوار کا مجموعہ ہے۔

2۔ فیضانِ ولایت۔ اولیائے کاملین کے احوال، مقامات اور ولایت کے اسرار پر مشتمل ایک پراثر کتاب ہے۔

3۔ انوارُ المشائخ والمدرسین۔ سلسلہ نوشاہیہ کے مشائخ اور مدرسین کے سوانح و خدمات کا منظوم فارسی تذکرہ ہے۔

4۔ نورِ احسان۔ احسان و تصوف کی شرح، اور روحانی ترقی کے مدارج کا تفصیلی بیان طریقہ نوشاہیہ یعنی کلام نوشہ گنج بخش اور قطب الارشاد کے روشنی میں

5۔ السرُّ النوشاہی۔ عربی منظوم

6۔ نوشاہی رنگ کا جمال۔ نوشاہی رنگ کی شرعی حیثیت پر مفصل رسالہ

7۔ مجمع البحرین۔ سخی شاہ معروف قادری خوشاب شریف کی مختصر سوانح حیات

8۔ تحائفِ برقیہ۔ منظوم کلام۔

9۔ کلامِ محرم۔ سید محمد محرم شاہ مظفرؔ نوشاہی کا اردو، عربی، فارسی اور پنجابی شاعری پر مشتمل مجموعہ کلام

10۔ فکرِ فقیر۔ فقر، تصوف، اور درویشی کی بصیرت افروز تعبیرات۔ منظوم

11۔ یادِ معین۔ سید معین شاہ قیومؔ کے فراق میں اشعار

12۔ سی حرفی قطب الارشاد۔ ایک منفرد سی حرفی نظم جس میں قطب الارشاد کے فراق و مراتب پر مشتمل

13۔ قیامتِ صغریٰ۔ مرکزی انجمن ثناخوان مصطفےٰ صل اللہ علیہ والہ وسلم ڈوگہ شریف کے تین ممبران کی حادثاتی موت پر اشعار

14۔ گنجِ جواہر۔ منظوم اردو ترجمہ سلک مروارید

15۔ دیوانِ محرم۔ عاشقانہ، عارفانہ اور سلسلہ نوشاہیہ کے رنگ میں رنگی شاعری۔

16۔ انوارِ نوشہ۔ حضرت نوشہ گنج بخشؒ سوانح اور تعلیمات پر مبنی روحانی کتاب۔

17۔ اوراد و وظائفِ نوشاہیہ۔ روزمرہ اذکار، دعائیں، اور مخصوص روحانی وظائف۔

18۔ ہاشم دریا دل۔ حضرت سید ہاشم شاہ دریا دلؒ سجادہ نشین اول حضرت نوشہ گنج بخش قادری کی مفصل سوانح اور خدمات

19۔ خطِ نیابت و سجادگی۔ حضرت قطب الارشاد پیر سید ابوالکمال برقؔ نوشاہیؒ کی سجادہ نشینی اور روحانی نیابت کی تفصیلات۔

20۔ کلام قطب الارشاد۔ قطب الارشاد حضرت برق نوشاہیؒ کے منتخب اشعار اور اقوال۔

21۔ کتب خانہ برقیہ۔ برقیہ لائبریری کی علمی و روحانی خدمات کا تعارف۔

22۔ سفرِ حج۔ حج نامہ، تاثرات اور مشاہدات۔

23۔ سفرِ شام۔ شام، عراق، اور عرب کے روحانی مراکز کا پراثر سفرنامہ۔

24۔ برقی سلسلہ۔ حضرت سید ابوالکمال برقؔ نوشاہی کے خلفاء و مریدین کا تذکرہ۔

25۔ شرحِ سلسلہ۔ سلسلہ نوشاہیہ کی روحانی اساس، تعلیمات، اور نسبت کی وضاحت۔

26۔ انوارِ کلامِ برق۔ حضرت برق نوشاہیؒ کے کلام کی شرح اور فہم و تدبر کیساتھ توضیح۔

27۔ حقیقتِ توسل۔ وسیلہ کے موضوع پر 28۔ نور و دخان۔ کائنات کے تخلیق پر

29۔ حقیقت توحید اور شرک۔

30۔ شعائرِ اولیاء۔ مزار، زیارت و آدابِ قبور و تبرکات صالحین

31۔ سفرِ حج و فیضانِ عشق۔ قطب الارشاد سید ابوالکمال برقؔ نوشاہی کا سفرِ حج

32۔ نغمہ محرم۔ منظوم 33۔ جام اولیاء۔ منظوم کلام

34۔ مطلعِ انوارِ قطب۔ حضرت سید ابوالکمال برقؔ نوشاہی کے بین الاقوامی دورے

35۔ زوال سجادہ و افلاس ارشاد 36۔ جمعیت تبلیغ الاسلام

37۔ فیضان تصانیف۔ قطب الارشاد سید ابوالکمال برقؔ نوشاہی کی تصانیف

38۔ ہالینڈ میں فیضان نوشاہیہ۔ سید ابوالکمال برقؔ نوشاہی کی تبلیغی مساعی

39۔ سالکین نوشاہیہ 40۔ رموز تصوف

41۔ دم درود اور تعویذات کی شرعی حیثیت 42۔ سوانح و تذکرہ مشائخ نوشاہیہ

43۔ نوشاہی رنگ کا جمال 44۔ حیات و سوانحِ حضرت نوشہ گنج بخشؒ

45۔ مناقبِ نوشہ گنج بخشؒ
46۔ حضرت سعید شاہ نوشہ ثانیؒ حیات و خدمات
47۔ بحرالعلوم قادری نوشاہی علمی و روحانی مقام
48۔ حضرت شاہ چراغ محمدؒ حیات و کرامات
49۔ حضرت شاہ سلیمان نوریؒ حیات و تذکرہ
50۔ حضرت شاہ معروف قادریؒ خوشاب قطب الکونین
51۔ مشائخ نوشاہیہ تاریخ و فیضان
52۔ اولیائے نوشاہیہ جامع تعارف
53۔ نسب نامہ سادات نوشاہیہ
54۔ تذکرہ مشائخ نوشاہیہ کی روحانی وراثت
55۔ دربارِ نوشاہیہ کی روحانی تاریخ
56۔ تصوف پر مشتمل احادیث
57۔ تصوف و سلوک نوشاہی نقطہ نظر سے
58۔ معرفتِ الٰہی
59۔ درِ ولایت
60۔ تزکیہ نفس
61۔ حقیقتِ ولایت
62۔ مشائخ تصوف کے تربیتی نکات
63۔ روحانی تربیت کے اصول
64۔ مرشد و مرید کے آداب
65۔ بیعت کی حقیقت
66۔ کشف و کرامت حقیقت و معیار
67۔ روحانی فیضان اور باطنی تربیت
68۔ اوراد و وظائفِ نوشاہیہ
69۔ اذکارِ قادریہ
70۔ درودِ پاک کی برکات
71۔ اسمائے حسنیٰ کے فیوض
72۔ روحانی مناجات
73۔ مجرب دعائیں و وظائف
74۔ فیضانِ ذکر و فکر
75۔ نعتیہ مجموعہ
76۔ قوالی طرز کی منقبتیں
77۔ مناقبِ اولیاء
78۔ صوفیانہ غزلیں
79۔ حمدیہ کلام
80۔ مناجات نامہ
81۔ سلام ہائے اہلِ بیتؓ
82۔ کربلا کی صدا یغامِ وفا
83۔ صدائے کربلا محرم کی منظومات
84۔ محبتِ اہلِ بیتؓ
85۔ شہدائے کربلا کا پیغام
86۔ خلفائے راشدینؓ ایمان افروز تذکرہ
87۔ عظمتِ صحابہؓ
88۔ فیضانِ اہلِ بیتؑ و اولیاء
89۔ محبانِ رسول ﷺ کی عظمت
90۔ عشقِ مصطفیٰ ﷺ اور تصوف

91۔ سیرت النبی ﷺ کے روحانی دروس
92۔ اخلاقِ نبوی ﷺ
93۔ ایمان و یقین کی تعمیر
94۔ اسلامی معاشرت و تربیت
95۔ اصلاحِ معاشرہ
96۔ نوجوان نسل اور دین
97۔ خواتین اور روحانیت
98۔ نماز کی حقیقت
99۔ صبر و شکر کی حکمتیں
100۔ عقائدِ اہلِ سنت و جماعت
101۔ اہلِ سنت کا دفاع
102۔ فقہی رہنمائی
103۔ فتنہ عصرِ حاضر کا رد
104۔ قرآن و ولایت
105۔ حدیث و تصوف
106۔ فقہ و روحانیت
107۔ تبلیغی سفر نامہ
108۔ روحانی مشاہدات
109۔ برطانیہ میں سلسلہ نوشاہیہ
110۔ یورپ میں دعوتِ دین
111۔ روحانی خدماتِ پاکستان
112۔ اہلِ محبت کے روحانی تاثرات
113۔ تاریخِ سلسلہ نوشاہیہ
114۔ خانقاہی نظام نوشاہیہ
115۔ دربارِ نوشاہیہ کی روایات
116۔ سلسلہ نوشاہیہ انسائیکلوپیڈیا
117۔ روحانی وراثتِ نوشاہیہ
118۔ فیضانِ نسبتِ نوشاہیہ
119۔ نوشاہی فکر و پیغام
120۔ خزائن نوشاہیہ
121۔ اصلاحی خطبات
122۔ نصائحِ مشائخ
123۔ دین و روحانیت کی مجالس
124۔ دعوتِ محبت
125۔ اصلاحِ کردار
126۔ معاشرتی امن اور تصوف
127۔ ایمان کی روشنیاں
128۔ عرفان و عشق کی دنیا
129۔ محبت و ادبِ رسول ﷺ
130۔ روحانی فتوحات
131۔ فیضانِ نسبت و اخلاص
132۔ صوفیانہ حکایات
133۔ سرزمینِ روحانیت
134۔ عظمتِ ولایت و صداقت
135۔ روحانی تسلسل
136۔ کاروانِ اہلِ محبت
137۔ کنوئیں سے تخت تک (حکایت یوسفؑ صبر و رضا اور توکل کی صوفیانہ تفسیر)